عمران سیریز
ٹو اِن ون
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”ٹو ان ون“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اسرائیل میں مکمل ہونے والے ایک مشن پر مبنی ہے جس میں عمران نے ایک مشن کے اندر ہی دوسرا مشن بھی مکمل کر لیا اور یہ ٹو ان ون مشن جب تکمیل پذیر ہوا تو بلیک زیرو بھی حیرت زدہ رہ گیا۔ اسرائیل میں مکمل ہونے والے تمام مشنز قارئین کو بے حد پسند آتے ہیں اور اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس تیز رفتاری سے اسرائیل میں داخل ہو کر مشن مکمل کیا وہ واقعی ان کے بے پناہ جوش و جذبہ کا منہ بولتا ثبوت بن گیا حالانکہ جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اور دو نئی ایجنسیوں کے افراد عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے اور ہلاک کرنے کے لئے سیسہ پلائی دیوار بنے ہوئے تھے لیکن عمران کی ذہانت اور اس کے ساتھیوں کی مسلسل اور بے پناہ جدوجہد کے سامنے اسرائیلی ایجنسیاں ریت کا ڈھیر ثابت ہوئیں اور عمران اور اس کے ساتھی اسرائیلی ایجنٹوں کا قتل عام کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی اس بے پناہ جدوجہد کے نتیجے میں جب اسرائیل کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو اسرائیل کے صدر نے کرنل ڈیوڈ کا کورٹ مارشل کر کے اسے فائرنگ اسکواڈ

کے سامنے کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا لیکن عمران نے اسرائیل کے صدر کو فون کر کے کرنل ڈیوڈ کو کورٹ مارشل سے بچانے کی کوشش کی لیکن کیا اس کوشش میں عمران کامیاب بھی ہو سکا۔ یہ سب آپ کو ناول کے مطالعے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا اور آپ یقیناً ناول پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلو اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

میر پور آزاد کشمیر سے محمد زاہد لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کا خاموشی قاری تھا۔ پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ گزشتہ چودہ سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور اب بھی یہ حالت ہے کہ ایک بار ناول پڑھنا شروع کر دوں تو پھر اسے پورا پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ اپنے سابقہ ناولوں کے دلچسپ کردار جیسے خالہ جاد قاسم، ٹرمین، آغا اور لیڈیز کرداروں کو وقتاً فوقتاً سامنے لایا کریں۔ ہمیں ان دلچسپ کرداروں کو بار بار پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ آپ کی سابقہ کتب میں سے اب بہت کم کتب مارکیٹ میں ملتی ہیں۔ برائے کرم سابقہ کتب کے نئے ایڈیشن شائع کرائیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست پر غور کریں گے“۔

محترم زاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد

شکریہ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے طویل عرصہ خاموش قاری رہنے کے بعد خط لکھ ہی دیا اور مجھے امید ہے کہ اب آپ باقاعدگی سے خط لکھتے رہے ہیں کیونکہ آپ کے خطوط حقیقتاً میری بے حد رہنمائی کرتے ہیں۔ میں جو کچھ لکھتا ہوں قارئین کے لئے لکھتا ہوں اور آپ قارئین کے خطوط سے مجھے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ قارئین مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ جہاں تک آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو میں کوشش کروں گا کہ وقتاً فوقتاً پرانے کرداروں کو بھی کسی نہ کسی انداز میں سامنے لاتا رہوں۔ امید ہے آپ بھی اب وقتاً فوقتاً خط لکھتے رہیں گے۔

جیکب آباد سندھ سے نثار احمد ٹالانی بلوچ لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں لیکن آپ کے پرانے ناول موجودہ ناولوں سے زیادہ دلچسپ ہیں اس لئے کہ آپ سابقہ ناول ضخامت کی پرواہ کئے بغیر لکھتے تھے۔ آپ کے ماورائی ناول ”کالی دنیا“ میں ہندی زبان کے الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے جو ذہن پر گراں گزرتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اس کا خصوصی طور پر خیال رکھیں گے۔ موجودہ ناولوں کو مزید دلچسپ بنانے کے لئے مزاح، جسمانی فائٹس اور نئے دلچسپ کردار سامنے لائیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری درخواست پر ضرور غور کریں گے“۔

محترم نثار احمد ٹالانی بلوچ صاحب۔ خط لکھنے اور طویل عرصے

سے ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے خود ہی پرانے ناولوں اور موجودہ ناولوں میں فرق کی ایک وجہ تلاش کی ہے کہ پہلے میں ضخامت کی پرواہ کئے بغیر کھل کر لکھتا تھا جبکہ موجودہ ناولوں میں بقول آپ کے ایسا نہیں ہوتا۔ بنیادی طور پر آپ کی بات درست ہے لیکن ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ ہر قاری کی اپنی سوچ اور اپنا مخصوص تاثر ہوتا ہے اس لئے سابقہ ناول میں جو ناول آپ کو پسند آئے ہیں ان کا تاثر آپ کے ذہن پر موجود ہوتا ہے اور جو ناول اس تاثر پر پورا نہ اترے وہ آپ کو پسند نہیں آتا حالانکہ وہی ناول دوسرے قاری کو پہلے سے زیادہ پسند ہوتا ہے۔ اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ آپ کی پسند پر ہر لحاظ سے پورا اتروں۔ جہاں تک ''کالی دنیا'' میں ہندی زبان کے الفاظ کا کثرت سے استعمال ہے تو یہ ایسے الفاظ نہیں جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہوں لیکن کرداروں کا تاثر ان سے ابھرتا ہے اس لئے ان کی روزمرہ کی زبان کو نمایاں کرنا پڑتا ہے تاکہ کردار اپنے پورے تاثر کے ساتھ آپ کے سامنے آئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے ای میل کے ذریعے اختر عباس نے رابطہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''آپ کے ناول جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں بے حد مقبول ہیں وہاں کم پڑھے لکھے لوگ بھی انہیں بے حد پسند کرتے ہیں اور یہ آپ کی تحریر کا جادو ہے کہ ہر شخص اپنی ذہنی سطح کے

مطابق آپ کے ناولوں سے اپنی پسند تلاش کر لیتا ہے۔ البتہ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے سابقہ ناولوں میں شائع ہونے والے خطوط اور ان کے جوابات پر مبنی ایک کتاب شائع کریں۔ یہ کتاب بھی یقیناً ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی اور بے حد پسند کی جائے گی''۔

محترم اختر عباس صاحب۔ ای میل ارسال کرنے کا بے حد شکریہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے میری تحریر کو مقبولیت عامہ کا درجہ دیا ہے اور یہ واقعی اللہ کا ہی کرم ہے کہ قارئین کا ہر طبقہ اسے پسند کرتا ہے۔ ویسے میری بھی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں کسی خاص طبقے کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے لکھوں۔ آپ کا مشورہ پسند آیا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ وقت نکال کر اس کتاب پر کام کروں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ای میل ارسال کرتے رہیں گے۔

خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور سے راجہ زبیر احمد پنوار لکھتے ہیں۔ ''میں طویل عرصے سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اب تک اپنے ذہن اور قلم سے عمران کو بچاتے آ رہے ہیں لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ کسی ناول میں عمران کو واقعی مار دیں اور پھر آئندہ ناول میں اسے دوبارہ زندہ کر دیں۔ اس طرح حیرت انگیز سسپنس پیدا ہوگا ورنہ میں یہی سمجھوں گا کہ آپ اپنے کارنامے عمران کے نام پر

شائع کراتے رہتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور میرے مشورے پر عمل کریں گے‘‘۔

محترم راجہ زبیر احمد پنوار صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو مشورہ دیا ہے وہ میرے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا ہے کیونکہ عمران کو مارنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا صرف اس کا کام ہے جو کائنات کا مالک ہے۔ آپ عمران کو مروانا بھی چاہتے ہیں لیکن صرف آئندہ ناول تک کیونکہ عمران کے بغیر ناول آپ کو بھی پسند نہیں ہے۔ میرا تو مشورہ ہے کہ آپ عمران کی طویل زندگی کے لئے اللہ تعالٰی سے دعا کیا کریں تاکہ وہ پاکیشیا اور مسلم دنیا کی سلامتی کے لئے کام کرتا رہے اور مسلم دنیا کے دشمنوں کے ناپاک ارادے ناکام بناتا رہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

بند دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سن کر فائل پر جھکے ہوئے آدمی نے سر اٹھایا تو دروازے کے اوپر موجود ایک سکرین روشن تھی جس پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ فائل پر جھکے ہوئے ادھیڑ عمر نے کرسی کی پشت کے ساتھ کمر لگائی اور پھر میز کے کنارے پر موجود بٹنوں کی طویل قطار میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر موجود سکرین تاریک ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھل گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ مہاگنی کی بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ادھیڑ عمر بیٹھا ہوا تھا جس نے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا جبکہ چہرے پر ہلکی سی سختی کی تہہ نمایاں طور پر نظر آ رہی

تھی۔ دروازہ کھلتے ہی سکرین پر نظر آنے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے اور وہ اپنے انداز سے کسی مار دھاڑ ٹائپ فلم کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ وہ آدمی آگے بڑھ کر ہلکا سا جھکا اور پھر میز کی دوسری طرف موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ادھیڑ عمر آدمی اسے اس طرح غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے اندر کسی چیز کو چیک کر رہا ہو۔

"کیا تم مشن کے لئے تیار ہو کرنل سوبرز"...... ادھیڑ عمر آدمی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بھاری آواز میں کہا۔ اس کی آواز کے پس منظر میں ہلکی سی گونج نمایاں تھی۔ آواز اس طرح تھی جیسے کوئی گنبد کے نیچے کھڑا بول رہا ہو۔

"یس جنرل مائیک"...... اس آدمی نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا ریکارڈ شاندار ہے کرنل سوبرز۔ اس لئے ریاست کارسیکا نے خصوصی طور پر اس مشن کے لئے تمہاری سفارش کی ہے اور اعلیٰ حکام نے بھی تمہارے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے تمہارا انتخاب کیا ہے"...... جنرل مائیک نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو معلوم ہے سر کہ میں ان کے اعتماد پر پورا اتروں گا"...... کرنل سوبرز نے اسی طرح بااعتماد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو"۔ کرنل مائیک نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہے کہ اسے دنیا کی سب سے خطرناک اور فعال سروس سمجھا جاتا ہے لیکن ہمارا آج تک ان سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا"...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

"اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کے بارے میں بھی جانتے ہو"...... جنرل مائیک نے پوچھا۔

"یس جنرل۔ لیکن صرف اتنا کہ وہ بظاہر معصوم اور سادہ سا نوجوان ہے۔ مزاحیہ باتیں اور حرکتیں کرتا ہے لیکن ذہنی طور پر بے حد تیز، شاطر اور سفاک آدمی ہے۔ مارشل آرٹ کی تمام صلاحیتیں اس میں اعلیٰ سطح پر موجود ہیں"...... کرنل سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا کبھی اس عمران سے ٹکراؤ ہوا ہے"...... جنرل مائیک نے پوچھا۔

"نہیں"...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

"اب تمہیں اتنا تو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس بار تمہارا مشن پاکیشیا میں مکمل ہونا ہے"...... جنرل مائیک نے کہا۔

"ہاں"...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

"کیا تم اب بھی مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہو"...... جنرل مائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس جنرل"...... کرنل سوبرز نے مختصر سا جواب دیا۔

"گڈ"...... جنرل مائیک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے

ہوئے کہا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اس نے اسے اٹھایا اور کرنل سوبرز کی طرف بڑھا دیا۔

''اسے پڑھو اور پھر مجھ سے اس پر ڈسکس کرو۔ یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے اور میں نہیں چاہتا کہ معمولی سی کوتاہی سے ہمارے ملک کا بہت بڑا نقصان ہو''...... جنرل مائیک نے کہا۔

''یس جنرل''...... کرنل سوبرز نے کہا اور فائل اٹھا کر اس نے فائل کھولی تو فائل میں صرف ایک ہی صفحہ تھا جو انتہائی باریک حروف میں ٹائپ کیا گیا تھا۔ کرنل سوبرز نے اسے اطمینان سے پڑھنا شروع کر دیا جبکہ ادھیڑ عمر جنرل مائیک خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل سوبرز نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''میں نے فائل پڑھ لی ہے جنرل۔ ہمیں پاکیشیا کی نیشنل لیبارٹری کے خصوصی ریکارڈ روم سے کراس فائل اڑانی ہے''...... کرنل سوبرز نے اسی طرح بااعتماد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس میں تم نے پڑھا ہو گا کہ اس لیبارٹری کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کی ذمہ داری ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نہیں۔ تم اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے''...... جنرل مائیک نے کہا۔

''اس فائل میں یہ درج نہیں ہے کہ کیا یہ اصل فائل لانی ہے یا اس کی کاپی لینی ہے''...... کرنل سوبرز نے جنرل مائیک کے سوال کا

جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

''اصل فائل۔ کیونکہ یہ خصوصی کاغذ پر ہے جس کی کاپی نہیں ہو سکتی۔ نہ کسی مشین سے اور نہ ہی کسی کیمرے سے''...... جنرل مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لائحہ عمل وہاں جا کر بنانا ہو گا۔ یہاں بیٹھ کر نہیں بنایا جا سکتا۔ جیسے حالات ہوں گے ویسا ہی لائحہ عمل بنایا جائے گا''...... کرنل سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ اب تفصیل سے سن لو۔ یہ فائل سپیشل کروز میزائل کی ٹیکنالوجی پر مبنی ہے۔ یہ کروز میزائل شوگران کا ایجاد کردہ ہے۔ اس بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ یہ کروز میزائل ہر قسم کے دفاعی نظام کو ختم کر کے آگے بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کسی بھی راڈار پر نہیں آتا اور ہر صورت میں اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرتا ہے چاہے اس کا ٹارگٹ حرکت ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔ اس کے اندر خصوصی کمپیوٹر میں ٹارگٹ فیڈ کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس ٹارگٹ کو ہر لحاظ سے ٹریس کر کے ہٹ کر دیتا ہے۔ ایسے کروز میزائل صرف ایکریمیا، روسیاہ اور کارمن کے پاس ہیں لیکن یہ ان سے بھی زیادہ ایڈوانس ہے۔ ایکریمیا نے اس کروز میزائل پر اپنے ڈیفنس کی بنیاد رکھی ہوئی ہے اس لئے ایکریمیا نے اسے اس حد تک ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے کہ اسرائیل سے بھی اس کروز میزائل کی ٹیکنالوجی ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہو گا کہ

ریاست کارسیکا اسرائیل کی طفیلی ریاست ہے۔ بظاہر یہ ریاست مکمل طور پر خودمختار اور آزاد ہے اور علیحدہ ملک کے طور پر اقوام متحدہ کی ممبر ہے لیکن اصل میں یہ اسرائیل کی طفیلی ریاست ہے۔ ریاست کارسیکا ہمارے ملک اسوان کی ہمسایہ ریاست ہے اور اسرائیل کی وجہ سے ہم سب سے بہت زیادہ طاقتور بھی ہے۔ اصل میں اسرائیل یہ کراس فائل حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ پاکیشیا کے کروز میزائل کا حقیقی توڑ تیار کر سکے کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ پاکیشیا اس کروز میزائل کو تیار کر کے اسرائیل کے قریب کسی بھی مسلم ملک کو دے سکتا ہے اور پھر اس کروز میزائل سے اسرائیل کی انتہائی حساس دفاعی تنصیبات کو انتہائی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن اسرائیل براہ راست اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اسے حاصل نہیں کرسکتا اور نہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ اگر اس کے ایجنٹ اسے حاصل بھی کر لیں تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے واپس حاصل کرنے کے لئے اسرائیل پہنچ جائے گی اور یہ لوگ اسرائیل کو پہلے بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکے ہیں اور آئندہ بھی وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے اسرائیل نے یہ کام حکومت کارسیکا کے ذمے یہ کہہ کر لگایا ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک کے کسی اہم ترین ایجنٹ کے ذریعے فائل حاصل کرے۔ چنانچہ حکومت کارسیکا نے ہماری حکومت سے رابطہ کیا کیونکہ ہماری ایجنسی ڈبل ریڈ کے بارے میں وہ بہت کم جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کارسیکا نے تمہارا انتخاب

کیا اور پھر ہماری حکومت کے اعلیٰ حکام نے بھی تمہارا شاندار ریکارڈ دیکھتے ہوئے تمہیں اس مشن کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگر تم یہ فائل یہاں لے آؤ تو ہماری حکومت کی طرف سے یہ فائل حکومت کارسیکا کو بھجوا دی جائے گی اور حکومت کارسیکا اسے اسرائیل بھجوائے گی۔ اس کے عوض اسرائیل اور کارسیکا دونوں ملکوں کی طرف سے ہماری معیشت کو ترقی کے لئے ناقابل اندازہ امداد دی جائے گی اور ہمارا ملک انتہائی خوشحال ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو یہ اندازہ بھی ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گیا تو وہ اسوان آئے گی لیکن یہاں چونکہ ڈبل ریڈ کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اس لئے وہ ٹکریں مار کر واپس چلی جائے گی لیکن ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ فائل بھی یہاں پہنچ جائے لیکن وہاں کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کام ڈبل ریڈ یا حکومت اسوان نے کیا ہے"۔ جنرل مائیک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس جنرل۔ ایسا ہی ہو گا۔ فائل بھی یہاں پہنچ جائے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ایک طرف ملٹری انٹیلی جنس کو بھی اس بات کا علم نہ ہو سکے گا کہ یہ فائل کہاں گئی ہے۔ یہ میرا کام ہے اور میں یہ کام کر لوں گا"...... کرنل سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گیا تو پھر"...... جنرل مائیک نے کہا۔

"تو پھر اسے ختم ہونا پڑے گا"...... کرنل سوبرز نے جواب

دیتے ہوئے کہا تو جنرل مائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

''گڈ۔ تمہارا یہی اعتماد ہمیں بے حد پسند ہے۔ کیا تم پورا سیکشن لے جاؤ گے''...... جنرل مائیک نے کہا۔

''نہیں۔ میں اپنی بیوی لالیکا اور اپنے دو آدمیوں کو ساتھ لے جاؤں گا بلکہ میرے سیکشن کے دو آدمی پہلے وہاں پہنچیں گے اور ہم دونوں میاں بیوی سیاحت کرتے ہوئے بعد میں وہاں پہنچیں گے۔ اس دوران میرے دونوں آدمی نیشنل لیبارٹری کا محل وقوع اور اس ریکارڈ روم کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر میں جا کر یہ فائل حاصل کر لوں گا اور فائل لے کر لالیکا اکیلی واپس یہاں آ جائے گی اور میرے دونوں آدمی اس کی نگرانی کرتے ہوئے واپس آئیں گے جبکہ میں کافرستان چلا جاؤں گا اور پھر وہاں سے اسوان واپس آ جاؤں گا''...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

''کیا تم یا تمہارے آدمی پہلے کبھی پاکیشیا گئے ہیں''...... جنرل مائیک نے پوچھا۔

''میں اور میرا سیکشن کافرستان میں چار پانچ مشن مکمل کر چکے ہیں اور پاکیشیا اور کافرستان پہلے ایک ہی ملک تھا اس لئے دونوں ایک جیسے ہی ہیں''...... کرنل سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ فائل لے جاؤ اور میں تمہیں اس کام کے لئے صرف دو ہفتے دے رہا ہوں۔ اس سے زیادہ وقت نہیں''...... جنرل مائیک

نے کہا۔

''اس سے بھی پہلے یہ کام ہو جائے گا''...... کرنل سوبرز نے فائل اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... جنرل مائیک نے کہا تو کرنل سوبرز نے تھینک یو جنرل کہہ کر سر ہلایا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک سائنسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے عمران اپنا زیادہ تر وقت مطالعہ میں ہی صرف کرتا تھا۔ عمران کتاب پڑھنے میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ پھر جیسے ہی اس کے کانوں میں بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس کے خیال کے مطابق تو سلیمان ابھی مارکیٹ گیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سلیمان شاپنگ میں کافی وقت لگاتا ہے۔ اسی لمحے سلیمان کے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ کیا آج ہڑتال ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں

کہا۔

"کس بات کی ہڑتال"...... سلیمان نے سٹنگ روم میں آتے ہوئے جواب دیا جس نے دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز پکڑے ہوئے تھے۔

"تم جو اتنی جلدی واپس آ گئے ہو۔ سامان تو تم خرید لائے ہو لیکن آج سورج شاید مغرب سے طلوع ہوا ہے کہ نہ تمہارے چہرے پر پسینہ نظر آ رہا ہے اور نہ تم تھکے ہارے دکھائی دے رہے ہو۔ اس کے باوجود تم اتنی جلدی شاپنگ بھی کر آئے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ میں صبر و رضا جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہو گئی ہیں۔ یہ واقعی قابل مبارک باد بات ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ صبر و رضا تو تمہاری وجہ سے اس روز ہی میرے اندر پہنچ گئے تھے جب تم نے یہاں کا چارج سنبھالا تھا"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں آ رہا ہوں۔ پھر بات ہو گی"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ کتاب پر نظریں جما دیں۔ اب تک کتاب کے مطالعہ سے اس کے ذہن پر جو خشکی طاری ہوئی تھی وہ سلیمان سے دو باتیں کرتے ہی غائب ہو گئی تھی اس لئے اب عمران بڑے مطمئن انداز میں دوبارہ کتاب پڑھنے

میں مصروف ہو گیا تھا۔

"تو جناب۔ اب چونکہ آپ میں صبر و رضا کی اعلیٰ صفات پیدا ہو گئی ہیں اس لئے اب کم از کم ایک آئیٹم میں بچت ہو جائے گی"...... سلیمان نے دوبارہ سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب۔ کس آئیٹم کی بات کر رہے ہو"...... سلیمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"چائے کی بات کر رہا ہوں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے ہاں۔ تم خالی ہاتھ آ گئے ہو۔ پہلے تو تم آتے وقت ساتھ چائے کی پیالی بھی لاتے تھے۔ کیا ہوا ہے تمہیں اور یہ میرے صبر و رضا کا چائے سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں دو گھنٹوں بعد واپس آیا ہوں لیکن آپ میں چونکہ صبرو رضا کی اعلیٰ صفت پیدا ہو چکی ہے اس لئے آپ کو چائے کی طلب ہی محسوس نہیں ہوئی۔ اس طرح ایک آئیٹم تو کم ہوا۔ اب آپ کو اس صبر و رضا پر ہی قائم رہنا ہو گا"...... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔

"ارے۔ ارے۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"اب کیا ہے"...... سلیمان نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"میرے صبر و رضا کو نہ دیکھو اور اپنے اعلیٰ اخلاق کو دیکھو اور چائے کی ایک پیالی لا دو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمہاری ہونے والی اولاد بشرطیکہ وہ ہوئی، صبر و رضا کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گی"۔ عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی صبر و رضا کا دامن آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس کی سزا یہ ہے کہ دو ہفتے تک کے لئے چائے صرف میں پی سکتا ہوں آپ نہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ کتاب پر نظریں جما دیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب چائے کی پیالی اسے مل جائے گی۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حقیر فقیر پر تقصیر فائز بمقام صبر و رضا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ یہ آپ آج صبر و رضا جیسے اعلیٰ مقام پر کیسے فائز ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے سلیمان سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کے فلیٹ پر آ رہا ہوں اور میں تو اس

مقام پر فائز نہیں ہوں اس لئے لازماً مجھے چائے پیش کی جائے گی اور مجھے سلیمان کے اعلیٰ اخلاق سے قوی امید ہے کہ میرے ساتھ آپ کو بھی چائے مل جائے گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے رسیور رکھتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کمرے میں آ کر کہا۔

''صفدر چائے پینے آ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مہمان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں''۔ سلیمان نے مڑتے ہوئے کہا۔

''اور میزبان''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میزبان نہیں بلکہ میزبانوں کے باورچی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص ہوتے ہیں۔ جہاں تک میزبانوں کا تعلق ہے تو میز آپ کے سامنے ہے آپ جس طرح چاہیں اسے چلاتے رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جس طرح گاڑی بان گاڑی چلاتا ہے، کوچوان تانگہ چلاتا ہے''...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ عالم فاضل صاحب۔ میز فارسی کا لفظ ہے جس کا ایک مطلب ضیافت اور سامان ضیافت بھی ہوتا ہے تو ضیافت تو ہونی چاہئے اور ظاہر ہے ضیافت کا مطلب بہت سا

سامان ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ خود اپنے آپ کو سامان ضیافت کہہ رہے ہیں۔ اس کے باوجود ضیافت کی بات کر رہے ہیں۔ سامان ضیافت چائے کی پیالی ہوتی ہے۔ اب اگر مہمان چائے پی سکتا ہے تو آپ بھی چائے پی سکتے ہیں''...... سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران اس کی حاضر جوابی پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تم جیسے عالم فاضل باورچیوں کی وجہ سے تم ہم جاہل رہ گئے ہیں''...... عمران نے کہا اور چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ پھر اس نے جیسے ہی چائے کی پیالی ختم کی کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ صفدر آیا ہوگا۔ سلیمان کے قدموں کی آواز راہداری میں سنائی دی۔

''کون ہے''...... سلیمان نے اونچی آواز میں پوچھا اور پھر باہر سے جواب سن کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

''عمران صاحب بتا رہے تھے کہ تم نے انہیں صبر و رضا کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے چائے پلانا چھوڑ دی ہے''...... صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں نے تو کوشش کی تھی کہ صاحب اس بلند اور اعلیٰ مقام پر پہنچ جائیں لیکن اب کیا کیا جائے۔ برتن اپنے سائز کے مطابق ہی ہوتا ہے''...... سلیمان نے جواب دیا تو صفدر کے ساتھ ساتھ سٹنگ

روم میں بیٹھا عمران بھی اس کے عالمانہ و فلسفیانہ جواب پر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر چند لمحوں بعد صفدر سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

''سلیمان کا جواب آپ نے سنا ہو گا''...... سلام کے بعد صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم نے تو آج سنا ہے۔ میں روزانہ سنتا رہتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کے پاس ایک خصوصی درخواست لے کر آیا ہوں''...... صفدر نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کہاں ہے درخواست۔ پیش کرو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''فی الحال زبانی درخواست ہے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے تم نے''...... عمران نے پوچھا۔

''اسی لئے تو حاضر ہوا ہوں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ پھر تو تمہاری درخواست بغیر سنے منظور ہے بلکہ تین بار قبول ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ پوری سیکرٹ سروس نے فیصلہ کیا ہے کہ چیف کو اجتماعی استعفیٰ بھجوا دیا جائے''...... صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لکھ کر یا زبانی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اسے مذاق سمجھ رہے ہیں جبکہ ہم واقعی سنجیدہ ہے''۔ صفدر نے اور زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھ سے خصوصی طور پر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم سب سیکرٹ سروس کے ممبرز ہو۔ جو چاہو کرو۔ ویسے اگر علیحدہ علیحدہ لکھ کر دے دیتے تو چلو چیف چار پیسے اس کے کما لیتا''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی دو پیالیاں اٹھا کر ان دونوں کے سامنے رکھیں اور پھر دوسرے لوازمات کی پلیٹیں اٹھا کر رکھنا شروع کر دیں۔

''میں نے ابھی چائے پی ہے اس لئے ایک پیالی کافی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''پہلی صبر کے مقام سے گرنے کی تھی اور دوسری رضا کے مقام سے گرنے کی''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں تمہارے سوال کا جواب مل گیا ہے''...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''سوال کا جواب۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن بنا کر ایک مقام دیا ہے کہ تم سترہ کروڑ افراد کے تحفظ کا کام کرو۔ یہ بہت بڑا

اعزاز ہے اور تم استعفیٰ دے کر اس اعلیٰ مقام سے گرنا چاہتے ہو تو پھر یہی حشر ہو گا کہ ایک پیالی چائے ہی ملا کرے گی''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہم سب اس وجہ سے استعفیٰ دینا چاہتے ہیں کہ اس اعلیٰ مقام پر ہم فارغ بیٹھ بیٹھ کر تنگ آ گئے ہیں اور ہمیں اپنی تنخواہیں، الاؤنسز اور دیگر مراعات لیتے ہوئے شرم آنے لگ گئی ہے اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم اجتماعی استعفیٰ دے دیں تاکہ ملک و قوم کا یہ سرمایہ جو ہماری تنخواہوں اور الاؤنسز پر خرچ ہو رہا ہے کسی دوسرے اچھے کام پر خرچ ہو سکے''...... صفدر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ تمہارے سوئے ہوئے ضمیر جاگ اٹھے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اب آپ جو چاہیں کہیں۔ میں نے واقعی سچ کہا ہے''۔ صفدر نے جواب دیا۔

''تو پھر کیس پیدا کرو اور کوئی کیس نہیں بنتا تو چیف کی رونمائی کو مشن بنا کر کام شروع کر دو۔ اب تمہارا چیف مجرموں سے درخواست تو کرنے سے رہا کہ وہ یہاں آ کر جرم کریں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ضمیروں پر بوجھ نہ پڑ سکے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم بھی فور سٹارز اور سنیک کلرز کی طرح اپنے آپ کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں

مصروف کر دیں۔ اس طرح معاشرہ سماجی برائیوں سے بھی پاک ہوتا رہے گا۔ ہم واقعی فارغ رہ رہ کر اب مر جانے کی حد تک بور ہو چکے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ مجھے نہ تنخواہ ملتی ہے نہ الاؤنس اور نہ ہی کوئی دوسری مراعات ورنہ میں ان کے جواز بنانے کے لئے روزانہ دس بین الاقوامی کیس تیار کر لیتا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''بین الاقوامی کیس۔ وہ کس طرح''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ناٹران کی آواز میں تمہارے چیف کو فون کر کے کہہ دیتا کہ کافرستان میں پاکیشیا کے خلاف کوئی خوفناک سازش ہو رہی ہے اور چیف فوراً ٹیم کو بھجوا دیتا۔ اس طرح ملک سے باہر موجود کسی دوست کو کہہ دیتا کہ وہ سر سلطان کے نام کوئی خوفناک چھٹی بھجوا دے اور بین الاقوامی کیس تیار ہو جاتا۔ یہ کون سا مشکل کام ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تو آپ اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تمہیں بھاری تنخواہیں، الاؤنسز اور دیگر مراعات مفت میں مل رہی ہیں اور اب تم مدد کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میرا مطلب مالی مدد سے نہیں تھا بلکہ یہ تھا کہ آپ چیف سے کہہ کر ہمیں اجازت دلوا دیں کہ ہم اپنے طور پر یہاں کام کر سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''فورسٹارز کو کام مل رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ بھی کئی ماہ سے فارغ ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''تو پھر تم کیا کرو گے۔ کیا عام غنڈوں اور بدمعاشوں سے لڑتے پھرو گے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں''...... صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''استعفیٰ دے دو اور کیا ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''آپ گارنٹی دیتے ہیں کہ ہمارے استعفے منظور کر لئے جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تو تمہارا چیف اور کیا کرے گا۔ جب ایک آدمی کام ہی نہیں کرنا چاہتا تو چیف کیسے اس سے کام کرائے گا''...... عمران نے کہا۔

''مسئلہ تو یہی ہے کہ ہم کام کرنا چاہتے ہیں لیکن کوئی کام نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر ایک درمیانی راستہ نکل سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کون سا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''تم سب جس عرصے سے فارغ ہو اپنی تنخواہیں، الاؤنسز اور دیگر مراعات آغا سلیمان پاشا کو جمع کراتے رہو تاکہ وہ تمہاری طرف سے انہیں فلاحی کاموں میں خرچ کرتا رہے۔ اس طرح تمہارے اندر حُبِ مال بھی پیدا نہ ہو گی اور تمہارے ضمیر پر بھی بوجھ نہیں پڑے گا اور اجر و ثواب علیحدہ''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کام کے لئے سلیمان کو تکلیف کیا دینی۔ یہ کام تو ہم کرتے رہتے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تمہارے دلوں پر اتنا بوجھ کیوں ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا سلیمان اندر داخل ہوا اور اس نے ایک طرف موجود ٹرالی میں پلیٹیں اور پیالیاں رکھنا شروع کر دیں۔

''سلیمان۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وافر عقل عطا کی ہے۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں کا ایک مسئلہ ہے وہ تو حل کر دو''...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے سن لیا ہے صفدر صاحب کا مسئلہ اور یہ بالکل ایسا ہی مسئلہ ہے کہ آپ مسلسل ناشتہ، لنچ اور ڈنر ہوٹل میں کرنا شروع کر دیں اور ساتھ ہی میرے لئے بھی پیک کرا کے لے آئیں تو پھر میں کیا کروں گا تو اس کا بڑا آسان حل ہے''...... سلیمان نے جواب دیا تو صفدر چونک کر سلیمان کو دیکھنے لگا۔ عمران کی نظریں بھی

اس پر جمی ہوئی تھیں۔

''کیسا حل''...... صفدر سے شاید اس کی خاموشی برداشت نہ ہو سکی تو اس نے جلدی سے پوچھا۔

''وہی جو آپ نے سوچا ہے۔ استعفیٰ دینے کا، اور کیا حل ہو سکتا ہے''...... سلیمان نے جواب دیا اور ٹرالی دھکیل کر باہر چلا گیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''پھر بات کرو چیف سے۔ میرے کچھ جاننے والے ہیں۔ بے چارے کافی عرصہ سے بے روزگار ہیں۔ چلو ان کو روزگار مل جائے گا۔ باقی رہے تم۔ تو تمہیں اللہ تعالیٰ صبر و رضا کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دے گا۔ جسے کہتے ہیں صبرِ جمیل''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ صفدر یہاں موجود ہے''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ بنفس نفیس موجود ہے اور اجتماعی استعفیٰ دینے یا علیحدہ علیحدہ استعفیٰ دینے کے بارے میں فیصلہ ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''کوئی خاص بات ہے مس جولیا''...... صفدر رسیور کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارے جانے کے بعد میں نے چیف سے اس سلسلے میں بات کی ہے کہ ہم فارغ رہ رہ کر مر جانے کی حد تک بور ہو چکے ہیں اس لئے کیونکہ نہ ہم باقاعدہ ملازمت سے استعفیٰ دے دیں اور کام کی بنیاد پر معاوضہ لیا کریں''...... جولیا نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

''پھر چیف نے کیا جواب دیا ہے''...... صفدر نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

''چیف نے کہا ہے کہ جب ہم فارغ ہوں تو تعلیم بالغاں کے کسی سنٹر میں داخلہ لے لیا کریں اور اگر آئندہ ہم نے استعفے کی بات کی تو ہماری وہ رات قبروں میں ہی گزرے گی۔ اس کے ساتھ ہی چیف نے رابطہ ختم کر دیا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ چیف نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ میں اسی لئے عمران صاحب کے پاس آیا تھا۔ تم نے جلدی کی۔ بہرحال اب سوائے صبر کے اور کیا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران نے کیا کرنا ہے سوائے ہمارا مذاق اڑانے کے۔ تم نے خواہ مخواہ اس سے بات کی۔ تم ایسا کرو کہ میرے فلیٹ پر آ جاؤ تاکہ اب ہم کسی جگہ تفریح کے بارے میں پروگرام بنا سکیں۔ جب

چیف مطمئن ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کے مسائل پیدا کرنے کی''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ اب اجازت''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جولیا تو خواہ مخواہ غصہ کھا گئی ہے۔ چیف کا مطلب تھا کہ فراغت کے دنوں میں تم سب سائنسی کتابیں پڑھا کرو۔ ایسے علوم حاصل کرو جن سے تمہارے کام میں مزید نکھار آ جائے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو آپ کی ہمت ہے عمران صاحب کہ آپ مسلسل ایسی خشک کتابیں پڑھتے رہتے ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ جب عمران نے بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تو اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں طاہر۔ صفدر ابھی میرے پاس آیا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''مجھے جولیا نے فون کر کے بتایا تھا کہ صفدر آپ کے فلیٹ پر

گیا ہے اس لئے میں نے دانستہ آپ کو فون نہیں کیا۔ ویسے عمران صاحب۔ یہ واقعی ایک مسئلہ ہے۔ مجھے تو بہرحال یہاں رہنے کی عادت سی ہو گئی ہے لیکن سیکرٹ سروس کے ممبران واقعی کام نہ ہونے کی وجہ سے شدید بور ہو رہے ہیں اور یہ ان کے زندہ ضمیر ہونے کی نشانی کی ہے اب وہ اپنی تنخواہوں کو بھی اپنے آپ پر بوجھ سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن اس کا حل کیا کیا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''حل تو تم نے جولیا کو بتا دیا ہے لیکن وہ اس حل سے الٹا ناراض ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو اور میں کیا کہتا اس سے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم انہیں ٹریننگ کیمپ میں بھجوا دو یا پھر سپیشل کیمپ میں۔ پھر ان پر چھائی ہوئی ساری سستی خود بخود دور ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ وری گڈ عمران صاحب۔ یہ بہترین تجویز ہے۔ ویسے بھی کافی عرصے سے کیمپ نہیں لگایا گیا۔ کیا آپ بھی یہ کیمپ اٹنڈ کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے تم سے شکایت کی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں انتظامات۔ اللہ حافظ''...... بلیک

زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ تم میرے آفس میں آ جاؤ اور فوراً''۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرسلطان بے حد مصروف ہوں گے اور انہیں معلوم ہے کہ عمران نے لمبی بات کئے بغیر رابطہ ختم نہیں کرنا اس لئے انہوں نے خود ہی رسیور رکھ دیا تھا۔ عمران اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ویسے وہ سرسلطان کے اس انداز میں فون کرنے پر سمجھ گیا تھا کہ شاید صفدر اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ حل ہونے والا ہے۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں''...... عمران نے سرسلطان کے آفس کے دروازے میں رک کر کہا۔

''آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... سرسلطان نے کہا۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''...... عمران نے اندر داخل ہوتے

ہی باقاعدہ خشوع وخضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''...... سرسلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہہ دیا۔

''اب آپ فون پر بہت مختصر بات کرتے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا آپ فون سے الرجک ہو گئے ہیں''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم سے بات کرنے کو تو بہت دل چاہتا ہے لیکن مجھے دراصل اتنی فرصت ہی نہیں ملتی۔ البتہ میں نے کئی بار سوچا ہے کہ تمہاری آنٹی کو لے کر اتوار کو تمہارے فلیٹ پر آ جایا کروں تاکہ تم سے دل بھر کر باتیں ہو سکیں''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ اجازت دیں تو اتوار کو میں خود آپ کی اور آنٹی کی خدمت میں حاضر ہو جایا کروں''...... عمران نے بھی شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر تو آئندہ اتوار تک مجھے تمہاری آنٹی کی وہ باتیں بھی سننا پڑیں گی جو تمہارے بھڑکانے سے وہ کرتی ہے''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سرسلطان نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

''یہ اسوان کا ہمسایہ ملک ہے ماڈرڈ۔ اس کے سیکرٹری داخلہ نے

یہ فائل بھجوائی ہے''...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے فائل کھولی تو اس میں ایک کاغذ تھا۔ کاغذ سرکاری تھا اور اس پر ماڈرڈ کی سرکاری مہریں بھی موجود تھیں۔ عمران نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے میز پر رکھ دیا۔

''آپ نے یقیناً انہیں فون کیا ہو گا اس معاملے میں۔ کیا کہا ہے انہوں نے''...... عمران نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے انہیں فون کیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انہیں رپورٹ ملی ہے کہ اسوان کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی ہے جسے ڈبل ریڈ کہا جاتا ہے۔ اس کے ذمے کوئی مشن لگایا گیا ہے لیکن مشن کے بارے میں انہیں کوئی تفصیلی اطلاع نہیں مل سکی۔ البتہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ یہ سلسلہ کارسیکا حکومت اور اسرائیل کے ساتھ جڑتا ہے کیونکہ اسرائیل حکام، کارسیکا اور اسوان تینوں کے خفیہ نمائندے ایک دوسرے سے ملتے جلتے رہتے ہیں لیکن باوجود کوشش کے اصل بات کا علم نہیں ہو سکا لیکن انہوں نے اس لئے ہمیں اطلاع بھجوا دی ہے کہ ہم محتاط رہیں''...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن کارسیکا اور اسوان تو بہت چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ وہ لوگ یہاں پاکیشیا میں کیا مشن لے کر آ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کوئی ایسا مشن بہرحال ہے جس میں اسرائیل کو دلچسپی ہے اور

سی بات نے مجھے پریشان کر دیا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ بات تشویشناک ہے۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ میں اس سلسلے میں کوشش شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سر سلطان کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت اس طرح گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے جیسے بادل ہٹ جانے سے دھوپ نکل آتی ہے۔ انہیں واقعی عمران کی بات پر ایسا اعتماد تھا جسے اندھا اعتماد کہا جاتا ہے۔ عمران سلام دعا کر کے فائل اٹھائے سیکرٹریٹ سے سیدھا دانش منزل پہنچ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے ہاتھ میں کوئی خاص فائل ہے''۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ساری ٹیم نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں کہ کام ملے اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی دعائیں فوراً قبول کر لیتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی۔ بلیک زیرو نے فائل لے کر کھولی اور اسے پڑھنے لگا جبکہ عمران خاموش بیٹھا رہا۔

''لیکن اس میں تو کوئی وضاحت نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے فائل پڑھنے کے بعد کہا۔

''جو کچھ انہیں معلوم ہو سکا ہے اس کی انہوں نے اطلاع دی ہے۔ سر سلطان نے سیکرٹری داخلہ ماڈرڈ کو فون کر کے ان سے بات

کی ہے لیکن وہ کوئی خاص وضاحت نہیں کر سکتے۔ البتہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ یہ سلسلہ اسرائیل کے ساتھ جا جڑتا ہے کیونکہ اسرائیل، کارسیکا اور اسوان تینوں کے خفیہ نمائندے آپس میں ملاقاتیں کرتے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر اسرائیل اس میں شامل ہے تو پھر لازماً یہ کوئی بڑا کام ہو گا۔ اسرائیل کسی چھوٹے کام کے لئے دوسری حکومت کو درمیان میں نہیں ڈالتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ماڈرڈ کے سیکرٹری داخلہ نے سرسلطان کو یہ بھی بتایا ہے کہ اسوان کی کوئی خفیہ سرکاری تنظیم ہے جس کا نام ڈبل ریڈ ہے۔ اس تنظیم کو بھی حرکت میں لایا جا رہا ہے۔ تم وہ عمروعیار کی زنبیل مجھے دو۔ شاید اس میں سے کوئی حربہ نکل آئے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران اسے عمروعیار کی کی زنبیل کہا کرتا تھا۔

''تم مجھے ایک کپ چائے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنا کر پلاؤ تاکہ نیک کام کا آغاز ہو سکے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ مسلسل صفحے پلٹتے پلٹتے ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں۔ کافی دیر تک وہ اس صفحہ کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے براعظم یورپ کے ملک بارن اور اس کے دارالحکومت سانا ما کا کوڈ نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ انکوائری آپریٹر کمپیوٹر سے نمبر معلوم کر کے بتائے گی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دو نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کیٹو کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ماسٹر جمیکا سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ جمیکا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ کرخت سا تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) براعظم ایشیا کے ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا۔ ایک پیالی اس نے عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے چائے کی پیالی اپنے سامنے رکھ لی۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ کی ڈگریوں کی وجہ سے مجھے یاد آ گیا ہے ورنہ تو کافی طویل عرصہ گزر گیا ہے آپ سے ملاقات ہوئے''۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''چلو شکر ہے کسی کو تو میری ڈگریاں یاد رہ گئی ہیں۔ سناؤ۔ کیسا چل رہا ہے تمہارے کلب کا بزنس''...... عمران نے کہا۔

''بہت اچھا جا رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اسوان کے رہنے والے ہو اور وہاں تمہارا تعلق کسی سرکاری تنظیم سے بھی رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے درست بتایا تھا۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... ماسٹر جمیکا نے چونک کر کہا۔

''اسوان کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم ہے ڈبل ریڈ۔ اس بارے میں چند معلومات چاہئیں تھیں۔ معاوضہ منہ مانگا مل سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اسوان کا تو کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ پھر آپ کو کیوں معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پڑ گئی''...... ماسٹر جمیکا نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ایک انسائیکلو پیڈیا مرتب کر رہا ہوں سرکاری تنظیموں کے بارے میں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا جبکہ دوسری طرف سے ماسٹر جمیکا، عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ چونکہ آپ نے منہ مانگے معاوضے کی بات کی ہے اس لئے بتائیں کیا معلومات چاہئیں آپ کو''...... ماسٹر جمیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ڈبل ریڈ پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن حاصل کر رہی ہے۔ اس بارے میں تم جو معلومات حاصل کر سکتے ہو وہ بتا دینا''...... عمران نے کہا۔

''ڈبل ریڈ اور پاکیشیا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو معلوم ہو جائے گا لیکن اگر ایسا نہیں ہے تب بھی معلومات کے حصول کے لئے میری رقم تو بہرحال خرچ ہو جائے گی''...... ماسٹر جمیکا نے کہا۔

''مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے ماسٹر جمیکا اس لئے تمہیں معاوضہ بھی منہ مانگا ملے گا اور معاوضہ بھی بتا دو اور اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بھی بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''اس اعتماد کے لئے شکریہ مسٹر عمران۔ آپ کس نمبر پر بات کر رہے ہیں''...... ماسٹر جمیکا نے پوچھا۔

''تم کتنی دیر میں معلومات حاصل کر سکتے ہو''...... عمران نے

پوچھا۔

"اگر آپ فوری طور پر معلومات چاہتے ہیں تو دو گھنٹوں کے اندر اندر ورنہ دو روز کے اندر۔ پہلی صورت میں معاوضہ ڈبل ہو گا"...... ماسٹر جمیکا نے کہا۔

"میں دو گھنٹوں کے بعد خود ہی دوبارہ فون کر لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر معاوضہ ہو گا"...... ماسٹر جمیکا نے کہا اور ساتھ ہی بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

"اوکے۔ رقم پہنچ جائے گی۔ میں دو گھنٹوں کے بعد فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لاؤڈر چونکہ اس فون کا مستقل آن رہتا تھا اس لئے فون پر ہونے والی بات چیت بلیک زیرو بھی سنتا رہتا تھا اور جب بھی رقم بھیجنے کی بات ہوتی تھی تو بلیک زیرو بینک اور اکاؤنٹ اور دیگر تفصیلات نوٹ کر لیا کرتا تھا۔

"رقم بھجوا دو اس اکاؤنٹ میں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے ہمارے پاس"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا جبکہ عمران نے میز پر پڑی ہوئی ڈائری اٹھائی اور ایک بار پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی لیکن پھر ڈائری بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"عمران صاحب۔ ویسے یہ بات تو حیران کن ہے کہ اسوان جیسے چھوٹے ملک کی سرکاری تنظیم پاکیشیا کے خلاف کام کرنے پر

آمادہ ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی شکوہ سپر پاورز کو پاکیشیا سے ہے کہ پاکیشیا جیسے چھوٹے سے ملک کی سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کرتی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی دوسروں کو لاجواب کر دیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"دراصل تم ملک کے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹے بڑے کا اندازہ لگاتے ہو جبکہ اصل میں کام کرنے والوں کا مقابلہ کاؤنٹ کیا جاتا ہے۔ پاکیشیا چھوٹا سا ملک ہے لیکن اس کی سیکرٹ سروس جس حوصلے اور جذبے سے کام کرتی ہے وہ اصل حقیقت ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں دو گھنٹے تک اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ دو گھنٹے گزرنے کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"کیٹو کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی جس نے پہلے بات کی تھی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر جمیکا سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر جمیکا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ماسٹر جمیکا کی آواز سنائی دی۔

"یقیناً تمہارے اکاؤنٹ میں رقم اب تک ٹرانسفر ہو چکی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے۔ شکریہ"۔ ماسٹر جمیکا نے کہا۔

"پھر کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ ڈبل ریڈ کے پاس کوئی مشن پاکیشیا کے لئے نہیں ہے۔ یہ بات تو حتمی ہے البتہ ایک اطلاع ایسی ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے کہ ڈبل ریڈ کا سب سے ٹاپ ایجنٹ کرنل سوبرز اپنی بیوی لالیکا کے ساتھ اچانک کافرستان روانہ ہو گیا ہے۔ اسے گئے ہوئے تین روز ہو چکے ہیں۔ اس پر میں نے مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کرنل سوبرز اور اس کا سیکشن دو چار بار پہلے بھی کافرستان جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے"۔ ماسٹر جمیکا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل سوبرز کا قدوقامت اور اس کی کوئی ایسی نشانی جسے میک اپ کے باوجود شناخت کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"وہ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ہے۔ اس کے بال اس کے کاندھوں پر پڑے رہتے ہیں اور اپنے حلیئے کے لحاظ سے وہ کسی مار دھاڑ سے بھرپور فلم کا ہیرو دکھائی دیتا ہے۔ بس۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ اس سے دو چار بار ہی میرا ٹکراؤ ہوا ہے۔ البتہ لالیکا کے بارے میں سنا ہے کہ وہ انتہائی خوبصورت اور سمارٹ

لڑکی ہے۔ اس سے زیادہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہے"...... ماسٹر جمیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈبل ریڈ والی بات غلط ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ بہرحال ہے ضرور اور اس گڑبڑ کو ماڈرڈ کے سیکرٹری داخلہ بھی چھپا گئے ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ اندازہ آپ نے کس طرح لگایا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"دوسری کسی حکومت کو خصوصی طور پر مراسلہ صرف امکانات پر نہیں بھیجا جاتا لیکن واضح طور پر کچھ لکھا بھی نہیں جاتا کیونکہ کل کو اگر دونوں ملکوں کے تعلقات میں تلخی آ جائے تو پھر یہ خط وکتابت اوپن ہو جاتی ہے اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ ماڈرڈ حکومت صرف امکانات کی بنیاد پر خصوصی مراسلہ پاکیشیا کو بھیج دے۔ کوئی نہ کوئی بات بہرحال ہے ضرور"...... عمران نے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہوا کہ ماسٹر جمیکا اصل بات کا سراغ نہیں لگا سکا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس کی فطرت کو جانتا ہوں۔ میری اس سے دو چار ملاقاتیں ہو چکی ہیں اور آدمی کو تو ایک نظر میں پرکھ لیا جاتا

ہے۔ کرنل سوبرز کا کافرستان جانا اور ڈبل ریڈ میں پاکیشیا کے خلاف کوئی سلسلہ نہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ وہاں انتہائی خفیہ سیٹ اپ کیا گیا ہے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھانے کے لئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی میرے فلیٹ میں موجود ہیں اور چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس آج کل کوئی مشن نہیں ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک ہفتہ کسی پرفضا مقام پر گزار آئیں تاکہ ہمارے اعصاب پر چھ جانے والی سستی ختم ہو جائے“...... جولیا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”صدیقی موجود ہے“...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

”یس سر“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اسے رسیور دو“...... عمران نے کہا۔

”سر۔ میں صدیقی بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد صدیقی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”تمہاری سروس تو کسی نہ کسی حد تک کام میں مصروف رہتی ہے۔ اس لئے اس کے اعصاب پر تو وہ سستی نہیں ہو سکتی جو دوسر-

ممبران پر چھا چکی ہے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”سر۔ آپ حکم فرمائیں۔ ہم ہر لحاظ سے مستعد ہیں“۔ صدیقی نے جواب دیا۔

”ایک مرد اور ایک عورت کے بارے میں تفصیلات نوٹ کرو“۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل سوبرز کے بارے میں وہ تفصیل بتا دی جو ماسٹر جمیکا نے بتائی تھی اور ساتھ ہی اس کی بیوی لالیکا کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”ان دونوں کا تعلق یورپی ملک اسوان کی خفیہ سرکاری تنظیم ڈبل ریڈ سے ہے اور یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ دونوں پاکیشیا میں اسرائیل کے لئے کسی اہم مشن پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دونوں اسوان سے کافرستان گئے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں تربیت یافتہ اور سپر ایجنٹ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں میک اپ میں ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل حلیوں میں ہوں۔ بہرحال میک اپ کے باوجود اس کرنل سوبرز کو پہچانا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اپنے انداز، چال ڈھال اور چہرے کے خدوخال سے کسی ایکشن سے بھرپور فلم کا ہیرو دکھائی دیتا ہے۔ تم ایئر پورٹ سے گزشتہ چار پانچ دنوں کا ریکارڈ چیک کراؤ اور دارالحکومت کے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں کو بھی چیک کرو۔ ان کے بارے میں اگر کوئی بات معلوم ہو تو مجھے رپورٹ دو“۔ عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"رسیور جولیا کو دو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ جولیا بول رہی ہوں سر۔ اگر کوئی کام شروع ہو گیا ہے تو ہم بھی کام کرنے کے لئے تیار ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تم نے اپنے فقرے میں اگر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یہ یقین نہیں کہ کوئی کام شروع ہو چکا ہے یا نہیں اور میں تمہیں ہدایات دینے کے لئے رسیور اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ تمہاری کال آ گئی اس لئے میں اگر اب ہدایات دیتا تو تم نے یہی سمجھنا تھا کہ میں تمہیں پکنک پر جانے سے روکنے کے لئے یہ بات کر رہا ہوں اس لئے میں نے یہ ڈیوٹی فورسٹارز کی لگائی ہے۔ تم فورسٹارز سے ہٹ کر باقی ممبران سمیت کسی بھی پرفضا مقام پر جا سکتی ہو۔ میری طرف سے اجازت ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے جولیا کو ایک لحاظ سے کک ہٹ کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر میں یہ سب کچھ نہ کرتا تو لازماً وہ لوگ یہی سمجھتے کہ میں نے انہیں خواہ مخواہ کے ایک کام میں لگا دیا ہے اس لئے وہ پوری تندہی سے کام نہ کرتے اور اس سے پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان بھی ہو سکتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہو گا اور جہاں تک جولیا اور اس کے دوسرے ساتھیوں کا تعلق ہے تو جولیا کا ابھی فون آئے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر۔ کیا ہمیں بھی اجازت ہے کام کرنے کی۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھی کام کریں گے"...... جولیا نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم کام کرنے کے لئے تیار ہو تو یہ تمہاری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ صدیقی کو رسیور دو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ صدیقی بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدیقی کی آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"صدیقی۔ اب تم نے اور فورسٹارز نے جولیا کے تحت کام کرنا ہے اور اسے ہی رپورٹیں دینی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے اسے بھی کرنل سوبرز اور لالیکا کے بارے میں تفصیل بتا کر انہیں تلاش کرنے کا کہا اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ناٹران کی ڈیوٹی بھی لگا دینی

چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں وہاں تلاش کر لے''...... بلیک زیر
نے کہا۔

''ہاں۔ یقیناً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم اسے کہہ دو۔ میں
بھی اب ان دونوں کو تلاش کرنے کا کام کرتا ہوں''...... عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور قدم بڑھاتا ہوا بیرو
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پاکیشیائی دارالحکومت کی ایک مضافاتی کالونی میں اس وقت کرنل
سوبرز اپنی بیوی لالیکا اور اپنے سیکشن کے دو افراد رچرڈ اور نارمن
کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ کرنل
سوبرز نے نہ صرف چہرے پر نیا میک اپ کر لیا تھا بلکہ اس نے
اپنے سر پر اس انداز کی وگ لگائی تھی کہ اس کے بال چھوٹے
چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔ میک اپ کے لحاظ سے وہ
ایکریمین تھا۔ اسی طرح لالیکا کا نہ صرف میک اپ تبدیل کیا گیا تھا
بلکہ اس کے سنہرے بالوں کا رنگ بھی تبدیل کر دیا گیا تھا اور وہ
بھی اب ایکریمین لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔ رچرڈ اور نارمن بھی
ایکریمین میک اپ میں تھے۔ ان سب کے کاغذات بھی انہی
حلیوں اور اسی قومیت کے تھے اور کاغذات کی رو سے وہ چاروں
ایکریمیا کے ایک ادارے کے ملازم تھے جو سیاحت کے لئے آئے

تھے اور ان کے پاس باقاعدہ سیاحت کے بین الاقوامی کارڈز بھ
تھے جنہیں ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر سمجھا جاتا تھا۔

”یہاں ہمیں کون جانتا تھا سوبرز کہ تم نے ہم سب کے ا
انداز میں میک اپ تبدیل کئے ہیں“...... لالیکا نے کرنل سوبرز
مخاطب ہو کر کہا۔

”احتیاط اچھی چیز ہے لالیکا اور ہمارا یہ مشن تو ایسا ہے کہ
نے وہ فائل یہاں سے اس انداز میں حاصل کرنی ہے کہ کسی
کانوں کان خبر تک نہ ہو سکے“...... کرنل سوبرز نے مسکراتے ہو
جواب دیا۔

”پاکیشیا کی نیشنل لیبارٹری کا محل وقوع تو معلوم ہو چکا ہے لیکن
اس کی اندرونی تفصیل اور اس کے ریکارڈ روم تک پہنچنے کے بار
میں ابھی تک کوئی فول پروف کام نہیں ہو سکا“...... رچرڈ نے کہا۔

”میں نے تمہیں اسی لئے اسوان سے براہ راست یہاں بھیجا
کہ تم ہماری آمد سے پہلے سارے کام مکمل کر سکو کیونکہ میں یہاں
سے کم وقت گزارنا چاہتا ہوں۔ یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی فعا
اور تیز ہے۔ اگر ان کے کانوں میں معمولی سی بھی بھنک پڑ گئی
معاملات کسی بھی وقت خراب ہو سکتے ہیں“...... کرنل سوبرز نے
بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پا
پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسی
اٹھا لیا کیونکہ یہ کوٹھی اس کے نام پر حاصل کی گئی تھی۔ کرا

سوبرز نے اس میک اپ میں اپنا نام ہیری اور لالیکا کا نام جولین
رکھا ہوا تھا جبکہ رچرڈ اور نارمن کے کاغذات ان کے اصل ناموں
پر ہی تھے۔

”رچرڈ بول رہا ہوں“...... رچرڈ نے رسیور اٹھا کر کہا اور ساتھ
ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہاشم بول رہا ہوں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ فوری طور پر کہاں
ملاقات ہو سکتی ہے“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو“...... رچرڈ نے پوچھا۔

”ڈریگن بار کے باہر پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں“۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ میں وہیں آ رہا ہوں“...... رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ
دیا۔

”میں اس سے مل لوں باس۔ یہ آدمی سیکورٹی میں ملازم ہے۔
ایک آدمی کے ذریعے اس سے بات ہوئی تھی۔ میں نے اسے کہا
تھا کہ وہ سیکورٹی کے تمام انتظامات سمیت اور ریکارڈ روم کو کھولنے
اور وہاں سے کسی فائل کی کاپی کرانے کے بارے میں اقدامات کی
تفصیل بتائے گا۔ اس نے ایک لاکھ ڈالر معاوضہ پر تمام تفصیلات
مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اب اس نے کال کی ہے تو وہ یہ
تفصیلات لے آیا ہوگا“...... رچرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ تفصیلات وہ زبانی بتائے گا یا تحریری طور پر''...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

''باس۔ یہ سیکورٹی کی فائل کی کاپی لے آئے گا۔ اس میں تم تفصیلات موجود ہوتی ہیں''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے یہیں لے آنا تاکہ اس سے مزید تفصیلات بھی معلوم جا سکیں''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''وہ یہ جگہ دیکھ لے گا باس''...... رچرڈ نے حیرت بھرے میں کہا۔

''میں آج رات ہی یہ کام مکمل کر لینا چاہتا ہوں اس لئے صبح تک وہ یہاں بے ہوش پڑا رہے گا۔ پھر اسے رہا بھی کر جائے گا تو وہ کوئی گڑبڑ نہ کر سکے گا''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''یس باس۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے یہاں لے آتا ہوں۔ نارمن''...... رچرڈ نے کہا تو نارمن سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر وہ دو کمرے سے باہر نکل گئے۔

''رچرڈ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اسے یہاں نہیں لانا چاہئے تھا۔ ہو ہے کہ آج رات کام نہ ہو سکے اور اگر سیکورٹی کے آدمی کو ہلاک دیا گیا تو وہ لوگ چونک بھی سکتے ہیں''...... لالیکا نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ آج رات ہی کام ہو جائے گا۔ میرے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ مجھے صرف معلومات چاہئیں''...... سوبرز نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو لالیکا نے اثبات میں

دیا کیونکہ وہ سوبرز کی فطرت جانتی تھی۔ وہ جس کام کا فیصلہ کر لیتا تھا وہ ہر صورت میں کر گزرتا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد رچرڈ اور نارمن دونوں ایک مقامی آدمی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تو کرنل سوبرز اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی لالیکا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''بیٹھیں''...... باہمی تعارف کے بعد کرنل سوبرز نے کہا۔

''ہاشم۔ یہ میرے باس ہیں''...... رچرڈ نے کہا تو ہاشم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پہلے مجھے رقم دی جائے پھر میں فائل کی کاپی آپ لوگوں کو دوں گا''...... ہاشم نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رچرڈ۔ مسٹر ہاشم کو گارینٹڈ چیک دے دو۔ سنو ہاشم۔ ہم وعدہ ہر صورت میں نبھاتے ہیں''...... کرنل سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چیک بک نکالی اور پھر ایک چیک پر رقم لکھ کر اس نے دستخط کئے اور پھر چیک کو بک سے علیحدہ کر کے اس نے چیک ہاشم کی طرف بڑھا دیا۔ ہاشم نے غور سے چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ اس نے چیک کو تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈالا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مڑی ہوئی فائل نکال کر اس نے رچرڈ کی طرف بڑھا دی۔ رچرڈ نے فائل کھولے بغیر کرنل سوبرز کی طرف بڑھا دی۔ کرنل سوبرز نے فائل کھولی تو اس میں

دس کاغذ تھے۔ یہ اصل فائل کی کاپی تھی۔

''کیا میں جا سکتا ہوں'' ...... ہاشم نے کہا۔

''بیٹھو ہاشم۔ ہو سکتا ہے کہ فائل کے بارے میں تم سے زبانی معلومات بھی حاصل کرنا پڑیں۔ اس کا معاوضہ تمہیں علیحدہ دیا جائے گا۔ رچرڈ۔ ہاشم کو شراب پلاؤ۔ ایکریمیا کی سب سے قیمتی شراب'' ...... کرنل سوبرز نے پہلے ہاشم اور پھر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''شکریہ جناب'' ...... ہاشم نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور رچرڈ اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل سوبرز خاموش بیٹھا فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ رچرڈ نے شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس لا کر ہاشم کے سامنے رکھ دیا اور ہاشم ندیدوں کی طرح شراب گلاس میں ڈال کر پینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل سوبرز نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''رچرڈ۔ مسٹر ہاشم نے واقعی اچھا کام کیا ہے اس لئے انہیں طے شدہ معاوضے کے علاوہ بھی دس ہزار ڈالر کا چیک انعام میں دے دو'' ...... کرنل سوبرز نے کہا تو ہاشم کا چہرہ جو شراب پینے کی وجہ سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا بے اختیار کھل اٹھا۔

''بہت شکریہ جناب۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں'' ...... ہاشم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ رچرڈ نے دوسرا چیک لکھ کر ہاشم کی طرف بڑھا دیا۔ ہاشم نے شکریہ ادا کر کے چیک رچرڈ کے ہاتھ

ے جھپٹا اور اسے بھی جیب میں ڈال لیا۔

''کیا تم نیشنل لیبارٹری کی سیکورٹی سے متعلق ہو'' ...... کرنل سوبرز نے ہاشم سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں وہاں اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر ہوں۔ اسی لئے تو ں اس فائل کی کاپی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں''۔ ہاشم نے جواب دیا اور پھر کرنل سوبرز اس سے مسلسل سوالات کرتا رہا ور ہاشم اس کے سوالوں کے جواب اس انداز میں دیتا رہا جیسے یہ ب کچھ بتانا بھی اس کی ڈیوٹی میں شامل ہو۔

''اب تمہاری ڈیوٹی کب ہے'' ...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

''کل صبح میں ڈیوٹی پر جاؤں گا'' ...... ہاشم نے جواب دیا۔

''کتنے بجے'' ...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

''نو بجے ڈیوٹی شروع ہوتی ہے۔ ہم ایک گھنٹہ پہلے وہاں پہنچ جاتے ہیں'' ...... ہاشم نے جواب دیا۔

''رچرڈ۔ ہاشم کو جہاں یہ کہیں چھوڑ آؤ'' ...... کرنل سوبرز نے مخصوص اشارہ کرتے ہوئے رچرڈ سے کہا۔

''یس باس'' ...... رچرڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی نارمن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اجازت جناب'' ...... ہاشم نے کرنل سوبرز سے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک'' ...... کرنل سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہاشم مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد

رچرڈ واپس آ گیا۔

"اسے بے ہوش کر دیا گیا ہے باس اور تہہ خانے میں ڈال دیا گیا ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"اس کی گردن توڑ دو اور دونوں چیک اس کی جیب سے نکال لو۔ ہم نے رات کو مصروف رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسے ہوش آ جائے اور ہمارے لئے مسئلہ بن جائے"...... کرنل سوبرز نے کہا تو رچرڈ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے سوبرز"...... لالیکا نے کہا۔

"وہی جو پہلے تھا۔ آج رات مطلوبہ فائل ہمارے قبضہ میں ہو گی۔ تم صبح اسے لے کر پہلی فلائٹ سے نکل جانا۔ تمہارے ساتھ رچرڈ اور نارمن بھی جائیں گے۔ میں ایک روز بعد یہاں سے کافرستان جاؤں گا اور پھر وہاں سے واپس اسوان"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"کیا تم مطمئن ہو کہ یہ کام آج رات ٹھیک طرح سے ہو جائے گا"...... لالیکا نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سیکورٹی کی وہ مخصوص کمزوریاں چیک کر لی ہیں اور پھر تمہیں معلوم ہے کہ میں ڈائریکٹ ایکشن کرتا ہوں"...... کرنل سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ تم یہاں رہو۔ ہم اکٹھے بھی تو جا سکتے ہیں"...... لالیکا نے کہا۔

"نہیں۔ صبح کو فائل کی گمشدگی کی اطلاع ملتے ہی یہاں قیامت
پا ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ ایئر پورٹ پر چیکنگ شروع ہو
ائے۔ تم عورت ہو اور یہاں کے لوگ عورتوں کی اس انداز میں
لاشی نہیں لیتے جس انداز میں یورپ اور ایکریمیا والے لیتے ہیں
ں لئے تم اس فائل کو مخصوص انداز میں چھپا کر لے جاؤ گی۔
ہاری طرف کوئی متوجہ نہیں ہو گا۔ رچرڈ اور نارمن تم سے علیحدہ
ہیں گے۔ وہ صرف تمہاری نگرانی کریں گے اور انتہائی مجبوری کے
ت وہ تمہاری مدد کریں گے"...... کرنل سوبرز نے کہا تو لالیکا نے
ثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا اور اسے صبح دس بجے سرسلطان کی طرف سے نیشنل لیبارٹری کے ریکارڈ روم سے ایس ایس کروز میزائل کے فارمولے کی فائل غائب کر دیئے جانے کی اطلاع مل گئی تھی۔ گو اس سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کام کر رہی تھی لیکن فائل کی اہمیت کے پیش نظر پاکیشیا کے صدر نے سرسلطان کو اس بارے میں اطلاع دی تھی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو اطلاع دے دیں اور وہ بھی اس فائل کو ملک سے باہر جانے سے روکنے کے لئے حرکت میں آ سکیں۔

سرسلطان نے عمران کے فلیٹ پر فون کر کے تفصیل بتا دی اور جب سرسلطان نے اس فارمولے کے بارے میں تفصیل بتائی تو عمران کو اس کی اہمیت کا بخوبی احساس ہو گیا۔ چنانچہ وہ فوراً کار

لے کر نیشنل لیبارٹری کی طرف چلا گیا تھا۔ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شہاب موجود تھا۔ عمران نے اس کے ساتھ مل کر ساری صورت حال کو بغور نہ صرف چیک کیا بلکہ اس نے وہاں موجود افراد سے بھی پوچھ گچھ کی۔ اس کے بعد وہ وہاں سے سیدھا دانش منزل آیا تھا۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا کیونکہ عمران کے ساتھ اتنا طویل عرصہ رہنے کی وجہ سے وہ عمران کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

''وہی جس کا خطرہ تھا''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری تفصیل بتا دی تو بلیک زیرو کا چہرہ بھی لٹک گیا۔

''کرنل سوبرز اور لالیکا کے بارے میں کوئی اطلاع''...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''ناٹران کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہیں ملی''...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے نفی میں سر ہلا دیا تو عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز

سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایئر پورٹ پر کرنل سوبرز اور لالیکا کی چیکنگ کے لئے تم نے کسی کی ڈیوٹی لگائی تھی یا نہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ صفدر کل سے مسلسل وہاں ڈیوٹی دے رہا ہے۔ رات دو بجے کے بعد صبح سات بجے تک چونکہ فلائٹس میں وقفہ تھا اس لئے صفدر رات دو بجے مجھے رپورٹ دے کر اپنے فلیٹ پر چلا گیا اور پھر صبح سات بجے وہ دوبارہ وہاں ڈیوٹی پر پہنچ گیا اور اب تک وہیں ہے۔ اس نے ابھی دس منٹ پہلے مجھے رپورٹ دی ہے کہ کوئی مشکوک آدمی یا عورت نظر نہیں آ رہی"...... جولیا نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے کہو کہ وہ مجھے فون کرے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ لوگ فوراً یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے جس مہارت اور مستعدی سے سیکورٹی کے انتظامات کو زیرو کیا ہے اور جس انداز میں واردات کی ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ لوگ اس کام میں مہارت رکھتے تھے اور ایسے لوگوں کی نفسیات ہوتی ہے کہ وہ جس قدر مستعدی سے کام کرتے ہیں

تنی ہی مستعدی سے وہ بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ساری کارروائی رات کے پچھلے پہر ہوئی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ صبح پہلی فلائٹ سے نکلنے کی کوشش کریں اور اس وقت دوپہر ہے"۔ عمران نے اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں سر۔ مس جولیا نے کہا ہے کہ آپ کو کال کروں"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ رات کے پچھلے پہر نیشنل لیبارٹری کے ریکارڈ روم سے انتہائی اہم میزائل فارمولے کی فائل اڑا لی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مجرم آج رات تک یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔ تم صبح کس وقت ایئر پورٹ پہنچے تھے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں ساڑھے چھ بجے پہنچ گیا تھا اور تب سے مستقل یہیں ہوں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اب تک تم نے کوئی ایسی بات چیک کی ہے جو تمہاری نظر میں مشکوک ہوسکتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"مشکوک۔ صرف ایک بات میرے ذہن میں کھٹکی تھی سر۔ میں اس وقت پسنجر لاؤنج سے باہر کھڑا تھا کہ ٹیکسی ایریا میں ایک ٹیکسی آ کر رکی۔ اس میں سے ایک ایکریمین عورت اور دو ایکریمین مرد

باہر آئے۔ ایک مرد نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا جبکہ وہ عور
رکے بغیر لاؤنج میں داخل ہوگئی اور اس نے اپنا بورڈنگ کارڈ لیا
وہ ایکریمیا جانے والی فلائٹ کی پسنجر تھی جبکہ دونوں مردوں
علیحدہ علیحدہ بورڈنگ کارڈ لئے اور اصل بات جس پر میں چونکا
وہ یہ تھی کہ یہ تینوں ایک ہی ٹیکسی پر آئے تھے لیکن پھر عورت ا
دونوں مردوں سے اس طرح لاتعلق ہوگئی تھی جیسے وہ انہیں سر
سے جانتی ہی نہ ہو۔ لیکن چونکہ یہ دونوں مرد اس قدوقامت کے
تھے جن کو ہم چیک کر رہے تھے اس لئے میں نے زیادہ خیال نہ
تھا۔ اب آپ کے پوچھنے پر مجھے یہ خیال آیا ہے''...... صفدر
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ دونوں مرد اس عورت کی نگرانی کر رہے تھے''...... عمرا
نے پوچھا۔

''نگرانی۔ لیس سر۔ میرا خیال ہے کہ وہ واقعی اسے نگرانی
انداز میں ہی چیک کر رہے تھے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''کس فلائٹ پر گئے تھے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''فلائٹ تو ایکریمیا کے لئے تھی سر۔ تفصیل مجھے معلوم کر
پڑے گی''...... صفدر نے کہا۔

''تمام تفصیلات معلوم کر کے مجھے کال کرو۔ ان کے نام اور دیگ
تفصیلات بھی معلوم کرو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہ
اس نے رسیور رکھ دیا۔

''صفدر بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اگر یہ لوگ واقعی مشکوک ہوتے
تو لامحالہ وہ پہلے ہی ہوشیار ہو جاتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم ایک مخصوص قدوقامت کو چیک کرتے رہے ہیں۔ ہو سکتا
ہے کہ وہ کرنل سوبرز یہیں رک گیا ہو اور اس نے اپنے دوسرے
ساتھیوں کو بھیج دیا ہو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کام کرنل سوبرز یا
اس کے ساتھیوں کا نہ ہو بلکہ کسی اور گروپ نے کیا ہو۔ ابھی تو کچھ
بھی واضح نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ کے وقفے کے بعد فون کی گھنٹی بج
اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے صفدر کی
آواز سنائی دی۔

''لیس''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ میں نے ان تینوں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم
کر لی ہیں۔ اس عورت کا نام جولین ہے اور اس کا تعلق ناراک
کے ایک بزنس ادارے سے ہے۔ ویسے وہ سیاحت کے لئے یہاں
و روز پہلے پہنچی تھی۔ ان دونوں مردوں میں سے ایک کا نام رچرڈ
ر دوسرے کا نام نارمن ہے اور یہ دونوں چار روز پہلے پاکیشیا پہنچے
تھے۔ جولین کافرستان سے یہاں آئی تھی۔ اس کے ساتھ ایک اور
د ہیری تھا جو ابھی واپس نہیں گیا۔ ان تینوں نے ناراک کے ٹکٹ

لئے ہیں“...... صفدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تم نے جولین کے ساتھ آنے والے ہیری کی تصویر دیکھی
ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔
”یس سر۔ لیکن وہ یکسر مختلف آدمی ہے“...... صفدر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
”اس ہیری کا پیشہ کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔
”اوہ سر۔ نہ صرف وہ ہیری بلکہ یہ رچرڈ اور نارمن بھی ایک
ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ویسے ان کے کاغذات میں ب
الاقوامی سیاحتی کارڈ بھی شامل ہیں“...... صفدر نے جواب د
ہوئے کہا۔
”کاغذات میں ان کا ایڈریس کیا ہے“...... عمران نے پوچھ
صفدر نے ایک بزنس کارپوریشن کا ایڈریس بتا دیا۔
”اس ٹیکسی کا نمبر یاد ہے تمہیں جس میں یہ تینوں آئے تھ
عمران نے پوچھا۔
”یس سر“...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی ٹیکسی کا نمبر بتا دیا۔
”تم وہیں ایئر پورٹ پر ہی رکو۔ اگر یہ ہیری وہاں پہنچے
نے اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچانا ہے“...... عمران نے کہا
”یس سر“...... صفدر نے کہا۔
”ہیری کا حلیہ جو کاغذات میں ہے وہ جولیا کو فون کر کے
اور اسے کہہ دو کہ تمام ممبرز کو یہ حلیہ بتا کر انہیں اسے تلاش کر

دے دے“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے پاس پڑا
ٹرانسمیٹر اٹھایا اور سامنے رکھ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی
جسٹ کی اور پھر اسے کال کرنے لگا۔
”یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور“...... تھوڑی دیر بعد
ئیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
”ایک ٹیکسی کا نمبر نوٹ کرو اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو سکے
سورت میں تلاش کرو۔ اوور“...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں
ے کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی کا نمبر بتا دیا۔
”باس۔ اسے ٹریس کر کے کیا کرنا ہے۔ اوور“...... ٹائیگر نے
ہا۔
”اس ٹیکسی ڈرائیور نے صبح ایک عورت اور دو مردوں کو ایئر
ٹ پر ڈراپ کیا ہے۔ تم نے اس سے معلوم کرنا ہے کہ اس نے
ن کہاں سے پک کیا تھا اور پھر مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ کرنی ہے
ن یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے کرنا ہے۔ اوور“...... عمران نے
ا۔
”یس باس۔ اوور“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے
رائنڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”تو آپ کنفرم ہیں کہ یہی فائل اڑانے والے مجرم ہیں“۔
ے زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ اب اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ یہ چاروں ایک

ہی ادارے سے منسلک ہیں۔ رچرڈ اور نارمن چار روز پہلے
اور براہ راست ناراک سے آئے جبکہ ہیری اور جولین دو روز
کافرستان سے آئے۔ پھر عورت اور دونوں مرد اکٹھے ٹیکسی م
پورٹ پہنچے لیکن یہاں وہ ایک دوسرے سے لاتعلق ہو گئے ا
اندازہ ہے کہ اس عورت جولین یا لالیکا جو بھی اس کا نام
فائل لے کر گئی ہے اس لئے رچرڈ اور نارمن کو اس سے علیح
کر اس کی نگرانی کرائی گئی ہے“...... عمران نے تفصیل س
کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا تجزیہ درست ہے لیکن کرنل سوبرز کیوں یہاں
ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اسے یہ اطلاع مل گئی ہو کہ اس کے بار
پوچھ گچھ کی گئی ہے یا ویسے ہی احتیاطاً اس نے یہ کام ک
عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تق
ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی۔ عمران
فریکونسی پہلے ہی اس پر ایڈجسٹ کر دی تھی اس لئے وہ سمج
کہ کال ٹائیگر کی ہو گی اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر د

”ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹا
کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور“
نے کہا۔

”باس۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریس کر لیا ہے۔ اس نے
ہے کہ اس نے ان تینوں کو ایک مضافاتی کالونی شاہ کالونی کی
کوٹھی جس کے بیرونی ستون نیلے رنگ کے پتھروں سے بنے
ئے ہیں، سے پک کیا اور انہیں ایئر پورٹ پر ڈراپ کر دیا ہے۔
ر...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کس طرف ہے یہ شاہ کالونی۔ اوور“...... عمران نے پوچھا۔

”انڈسٹریل اسٹیٹ ختم ہونے کے بعد آتی ہے۔ نو تعمیر شدہ
ونی ہے باس۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم وہاں پہنچو۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل“۔ عمران
کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

”صفدر یا جولیا کی کال آئے اور اس کوٹھی سے بھی کوئی سراغ
جائے تو اسے لازماً گھیرنا ہے۔ مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دینا“۔
ان نے بلیک زیرو سے کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے
طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے شاہ
ونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جب وہ اس نو تعمیر کالونی
آغاز میں پہنچا تو وہاں ٹائیگر کی کار موجود تھی اور وہ کار سے
کر باہر کھڑا تھا۔ عمران نے کار اس کے قریب لے جا کر روک
ا۔

”میں نے وہ کوٹھی چیک کر لی ہے باس۔ وہ کوٹھی خالی معلوم
تا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

''کہاں ہے وہ۔ آؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اپنی کا
بیٹھ گیا اور پھر ٹائیگر کی رہنمائی میں دونوں کاریں اس کوٹھی
سامنے پہنچ کر رک گئیں۔ کوٹھی کے ستون پر کوئی نیم پلیٹ مو
تھی۔ البتہ کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ عمران نے چھوٹے پھا
دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ کوٹھی واقعی خالی دکھائی دے رہی تھی۔
اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے ٹائیگر بھی تھا۔

''کوٹھی واقعی خالی کر دی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اسے چیک کرتا ہوں باس۔ آپ یہاں ٹھہریں''۔
نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ عمران وہیں رک گ
سوچ رہا تھا کہ یہ کوٹھی ان لوگوں نے لازماً کسی ڈیلر کے
حاصل کی ہو گی اس لئے اس ڈیلر کا پتہ چلانا ضروری ہے۔
دیر بعد ٹائیگر واپس آتا دکھائی دیا۔

''باس۔ کوٹھی تو خالی ہے البتہ تہہ خانے میں ایک مقامی آ
لاش پڑی ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار
پڑا۔

''مقامی آدمی کی لاش''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''لیس باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران آگے بڑھ گیا۔
دیر بعد وہ دونوں تہہ خانے میں پہنچے تو وہاں واقعی ایک مقا
کی لاش پڑی تھی۔ اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا تھ
کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے ہلاک ہوئے ایک روز ہو چ

عمران نے جھک کر اس کی تفصیلی تلاشی لی تو اس کی ایک جیب سے
سرکاری کارڈ نکل آیا اور عمران اس کارڈ کو دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ
یہ کارڈ نیشنل لیبارٹری کا تھا اور کارڈ اس آدمی کا تھا۔ اس کا نام ہاشم
تھا اور وہ وہاں اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر تھا۔

''اوہ۔ تو اس ہاشم نے انہیں سیکورٹی کی تفصیلات بتائی ہیں اور
انہوں نے اسے ہلاک کر کے یہاں ڈال دیا''...... عمران نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہاں فون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''لیس باس۔ اوپر ایک کمرے میں ہے''...... ٹائیگر نے جواب
دیا تو عمران اس کمرے میں آ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا تو
اس میں ٹون موجود تھی۔

''تم ارد گرد سے معلوم کرو کہ یہاں کتنے آدمی رہتے رہے
ہیں''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔
عمران نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کرنل شہاب بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری
انٹیلی جنس کے چیف کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں کرنل صاحب''...... عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ عمران صاحب۔ کوئی نئی بات''...... کرنل شہاب نے چونک
کر کہا تو عمران نے اسے ہاشم کی لاش اور اس کے کارڈ کے بارے

میں تفصیل بتا کر کوٹھی کی نشاندہی بھی کر دی۔

''اوہ۔ ہاشم آج غائب تھا۔ اس کے گھر سے بھی معلوم کیا گیا تھا تو یہ بتایا گیا تھا کہ وہ کل سے واپس نہیں آیا''...... کرنل شہاب نے کہا۔

''اس کی لاش آپ اٹھوا لیں اور پھر معلوم کرائیں کہ یہ کوٹھی کس کی ہے اور کس نے اسے ہائر کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... کرنل شہاب نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر آیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب عمران بیرونی گیٹ پر پہنچا تو اسی لمحے ٹائیگر واپس اندر داخل ہو رہا تھا۔

''باس۔ ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار بتا رہا ہے کہ یہاں تین ایکریمین مرد اور ایک ایکریمین عورت رہتی رہی ہے۔ چار پانچ روز پہلے دو ایکریمین مرد یہاں آئے تھے۔ ان کے آنے کے دو روز بعد ایک مرد اور ایک عورت آئی اور آج صبح ایک ٹیکسی یہاں آئی۔ ایک عورت اور دو مرد اس میں بیٹھ کر چلے گئے اور پھر دو گھنٹے بعد ایک اور ٹیکسی آئی اور تیسرا مرد بھی اس میں بیٹھ کر چلا گیا''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ چوکیدار کہاں ہے''...... عمران نے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ساتھ والی کوٹھی کا ہے۔ کوٹھی ابھی زیر تعمیر ہے''...... ٹائیگر

نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اس زیر
یر کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے
اندھے پر گن لٹکائی ہوئی تھی اور اس کے جسم پر باقاعدہ کسی
ائیویٹ سیکورٹی ایجنسی کی یونیفارم بھی تھی باہر آ گیا۔ اس کا انداز
ا رہا تھا کہ وہ ریٹائرڈ فوجی ہے۔ اس نے عمران کو دیکھ کر بڑے
ؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ شاید وہ عمران سے متاثر ہو گیا تھا۔

''آپ یہاں کب سے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب۔ گزشتہ چار ہفتوں سے میں دن رات یہاں رہتا ہوں''۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

''آپ پڑھے لکھے لگتے ہیں۔ کیا ریٹائرڈ فوجی ہیں آپ''۔ عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں نے دس جماعتیں پڑھی ہیں اور میں فوج سے ہی ریٹائر ہوا ہوں۔ اب ایگل سیکورٹی میں ہوں اور میرا نام عبدالرحیم ہے''...... چوکیدار نے جواب دیا۔

''دوسری ٹیکسی جس میں اکیلا ایکریمی گیا تھا اس ٹیکسی کا نمبر یاد ہے آپ کو''...... عمران نے پوچھا۔

''ٹیکسی کا نمبر۔ جی نہیں۔ میں نے اسے غور سے تو نہیں دیکھا تھا۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... چوکیدار نے چونک کر اور قدرے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

''ابھی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف یہاں پہنچنے والے ہیں کیونکہ

یہ غیر ملکی دشمن تھے اور اس ساتھ والی کوٹھی کے تہہ خانے میں ا
لاش بھی موجود ہے''...... عمران نے کہا تو چوکیدار کا چہرہ یکلخت
پڑ گیا۔

''مم۔ مم۔ مگر جناب میں تو غریب آدمی ہوں۔ مجھے تو
معلوم نہیں ہے''...... چوکیدار نے بری طرح گھبرائے ہوئے
میں کہا۔

''تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ریٹائرڈ ف
ہو اور فوجی تو بے حد محب وطن ہوتے ہیں۔ تم اپنے ذہن پر
دے کر اس دوسری ٹیکسی کا نمبر یا کوئی ایسی نشانی بتاؤ کہ جس
ہم اس ٹیکسی کو ٹریس کر لیں''...... عمران نے کہا اور اس کے س
ہی اس نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر چوک
کے ہاتھ میں تھما دیا۔

''اوہ۔ اوہ جناب''...... چوکیدار اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھ
گھبرا گیا تھا۔

''یہ تحفہ ہے میری طرف سے۔ رکھ لو''...... عمران نے کہا۔

''شکریہ جناب۔ آپ واقعی غریب پرور ہیں۔ مجھے یاد کر
دیجئے۔ میرے ذہن میں ایک بات موجود ہے لیکن سامنے نہیں
رہی''...... چوکیدار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹ
جیب میں ڈالا اور ساتھ ہی آنکھیں بھی بند کر لیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ اس ٹیکسی کا ڈرائیور ا

سیکورٹی میں پہلے ڈرائیور رہا ہے۔ مجھے اس کا نام یاد ہے۔ اس کا
نام ابرار حسین ہے۔ ویسے میں نے نمبر نہیں دیکھا تھا''...... چوکیدار
نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

''بس کافی ہے۔ اب ہم اسے ٹریس کر لیں گے۔ شکریہ''۔ عمران
نے کہا اور واپس اپنی کار کی طرف مڑ گیا جبکہ چوکیدار جلدی سے
واپس اپنی کوٹھی میں چلا گیا۔

''ٹیکسی اسٹینڈ چلو''...... عمران نے اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر
بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی کار کی
طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں آگے پیچھے شہر کے مین
ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گئے۔ ٹائیگر کار سے اترا اور اسٹینڈ کی طرف بڑھ
گیا جبکہ عمران ویسے ہی اپنی کار میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر
واپس آ گیا۔

''باس۔ وہ اس وقت مہاراجہ بازار میں مہاراجہ ہوٹل میں کھانا
کھاتا ہے اور چائے وغیرہ پیتا ہے''...... ٹائیگر نے واپس آ کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو۔ مجھے تو معلوم نہیں کہ مہاراجہ بازار کہاں
ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ
گیا۔ پھر تقریباً چالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک گنجان
آباد علاقے کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ایک کھلی جگہ پر ٹائیگر نے
کار روکی تو عمران نے بھی اس کے پیچھے کار روک دی۔

''میں اسے ٹریس کر کے لے آتا ہوں باس''...... ٹائیگر نے کار

سے اتر کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔ البتہ وہ کار سے اتر کر اس سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ٹائیگر ایک درمیانے قد اور ورزشی جسم کے نوجوان کے ساتھ واپس آتا دکھائی دیا۔

"یہ ابرار حسین ہے باس۔ ٹیکسی ڈرائیور"...... ٹائیگر نے قریب آ کر عمران سے کہا تو ابرار حسین نے عمران کو سلام کیا۔

"جناب۔ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں"۔ ابرار حسین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ نجانے ٹائیگر نے عمران کے بارے میں اسے کیا بتایا تھا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف یہ بتا دو کہ تم نے شاہ کالونی کی کوٹھی، جس کے ستونوں پر نیلے رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے، سے ایک ایکریمین کو پک کیا تھا۔ اسے کہاں ڈراپ کیا ہے"...... عمران نے کہا تو ابرار حسین چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس سر۔ مجھے یاد ہے کیونکہ اسٹینڈ پر فون کر کے باقاعدہ ٹیکسی کال کی گئی تھی۔ ان کے پاس ایک بیگ تھا۔ میں نے انہیں ہوٹل ایور شائن کے سامنے ڈراپ کیا تھا۔ انہوں نے مجھے خاصی بڑی ٹپ بھی دی تھی"...... ابرار حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب اس کے لہجے میں گھبراہٹ نہیں تھی۔

"کیا وہ تمہارے سامنے ہوٹل کے اندر گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں وہاں پسنجر کے انتظار میں رک گیا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد مجھے پسنجر ملا تو میں گیا تھا"...... ابرار حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راستے میں وہ کہاں کہاں رکا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ وہ کہیں بھی نہیں رکا۔ انہوں نے مجھے ہوٹل ایور شائن کا ہی کہا تھا اور میں سیدھا وہیں گیا تھا"...... ابرار حسین نے جواب دیا۔

"او کے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا تو ابرار حسین نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

"اب وہاں چیک کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر دونوں کاریں پارکنگ کی طرف مڑ گئیں۔ عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی ہی تھی کہ پارکنگ بوائے نے آ کر اسے پارکنگ کارڈ دیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا کارڈ جیب میں ڈال کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اس ہوٹل کا ابھی حال ہی میں افتتاح ہوا تھا اور عمران یہاں پہلی بار آ رہا تھا۔ ویسے اس نے سنا تھا کہ یہ ہوٹل غیر ملکیوں اور خصوصاً درمیانے طبقے کے غیر ملکی سیاحوں میں خاصا مشہور ہے۔ عمران جب ہال میں داخل ہوا تو اس

کے چہرے پر خود بخود تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ہال کو بے حد خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف بیضوی کاؤنٹر تھا جس کی ایک سائیڈ پر ایک خوبصورت لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے جدید ساخت کا فون رکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک رجسٹر بھی موجود تھا جبکہ ایک اور لڑکی آنے جانے والوں کو ڈیل کرنے میں مصروف تھی۔ عمران کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس لڑکی کے سامنے رک گیا۔

''لیس سر''...... لڑکی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کی یہاں ڈیوٹی کس وقت شروع ہوتی ہے اور کس وقت ختم ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو لڑکی کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... لڑکی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے مس۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ اس قدر خوبصورت ہیں کہ عالمی مقابلہ حسن میں حصہ لے سکتی ہیں لیکن میں نے یہ بات اس لئے پوچھی ہے کہ میرا ایک دوست کل صبح تقریباً دس بجے یہاں آیا تھا۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا اس لئے اس کا حلیہ بتا سکتا ہوں اور یہ بات اسے بتائی جا سکتی ہے جس کی ڈیوٹی بھی صبح دس بجے ہوتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

''اوہ سوری۔ میری ڈیوٹی تو چار بجے سے رات بارہ بجے تک ہے''...... لڑکی نے اس بار نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے فقرے سے وہ جو بات سمجھی تھی ویسی نہ تھی اور پھر عمران نے اس کی تعریف بھی خوبصورت انداز میں کر دی تھی اس لئے لڑکی کا رویہ اور چہرے کے تاثرات بھی یکلخت بدل گئے تھے۔

''صبح کے وقت کس کی ڈیوٹی ہوتی ہے اور وہ اس وقت کہاں مل سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ صبح کو ڈیوٹی مس ارم کی ہوتی ہے لیکن وہ گھر پر کسی سے نہیں ملا کرتی۔ آپ کل صبح آ کر ان سے بات کر لیجئے''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''اوہ نہیں۔ اگر آج میرے ان دوست سے میری ملاقات نہ ہو سکی تو میرا لاکھوں ڈالر کا نقصان ہو جائے گا۔ آپ فون پر مس ارم سے بات کرا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے''...... لڑکی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سائرہ بول رہی ہوں۔ کاؤنٹر پر دو صاحبان آئے ہیں۔ ان کا ایک دوست کل صبح دس بجے ہوٹل میں آ کر ٹھہرا ہے۔ انہیں اس کا نام یاد نہیں رہا البتہ اس کا حلیہ بتا سکتے ہیں۔ میں نے تو انہیں کہا کہ وہ کل صبح آ کر تم سے بات کر لیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ اگر

آج ان کی اس دوست سے ملاقات نہ ہوئی تو ان کا لاکھوں ڈا
نقصان ہو جائے گا۔ تم ان سے اس کا حلیہ سن لو۔ اگر یاد آ جائے
انہیں نام بتا دو“...... کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا اور پھر دو
طرف سے بات سن کر اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”تکلیف دینے کی معذرت چاہتا ہوں مس ارم“...... عمران
رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”جی کوئی بات نہیں۔ آپ حلیہ بتائیں“...... دوسری طرف
کہا گیا تو عمران نے صفدر کا بتایا ہوا ہیری کا تفصیلی حلیہ بتا دیا
صفدر نے ایئر پورٹ کے کاغذات میں موجود تصویر دیکھ کر بتایا تھا

”اوہ۔ یس سر۔ آپ کے دوست کا نام ہیری ہے۔ انہوں
کل دس بجے کے قریب آ کر ہوٹل میں کمرہ لیا تھا۔ وہ ایکریمیا
تھے۔ ان کا کمرہ نمبر دو سو بارہ ہے“...... مس ارم نے جواب د
ہوئے کہا۔

”بے حد شکریہ مس ارم“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب مجھے بھی یاد آ گیا ہے۔ ان کا نام ہیری ہی ہے اور م
ارم کے مطابق انہیں کمرہ نمبر دو سو بارہ دیا گیا تھا“...... عمران
کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا
ہوئے رجسٹر کھولا اور پھر اس نے مڑ کر کاؤنٹر کے پیچھے کمروں
چابیوں کو چیک کیا۔ کمرہ نمبر دو سو بارہ کی چابی موجود نہ تھی۔

”وہ کمرے میں ہیں۔ کیا نام انہیں بتایا جائے“...... لڑکی

رسیور کی طرف ہاتھ بڑھ اسی فون سے کی گئی تھی۔ عمران نے ایک
”ماسٹر جمیکا“...... کئے تو کال کے الفاظ سکرین پر ابھرنے
کے تاثرات ابھر آئے موش کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ کال کسی جیگر کو
تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ پ کال ختم ہوگئی تو عمران نے مختلف
نہ ہوتے تھے۔

”یہ میرا نک نیم ہے“...... عمران نے کہا تو لڑکی نے اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی
آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

”حیرت ہے۔ کوئی کال انٹڈ ہی نہیں کر رہا۔ چابی بھی کی بورڈ
پر نہیں ہے“...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ سونے کا بے حد شوقین ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ سو
رہا ہو۔ ہم خود جا کر دیکھ لیتے ہیں۔ تھینک یو“...... عمران نے کہا اور
لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر جواب تک خاموش کھڑا تھا اسی طرح
خاموشی سے عمران کے پیچھے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کا نمبر
بتا رہا تھا کہ کمرہ دوسری منزل پر ہے کیونکہ ہوٹلوں کے رواج کے
مطابق دو سو کا مطلب دوسری منزل اور تین سو کا مطلب تیسری
منزل ہوتا ہے۔ دوسری منزل پر پہنچ کر جب عمران اور ٹائیگر کمرہ
نمبر دو سو بارہ کے سامنے پہنچے تو دروازہ بند تھا۔ دیوار پر ہیری کے
نام کی چٹ موجود تھی۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔
کافی دیر تک پریس کئے رکھا لیکن کوئی رسپانس نہ ملا تو اس نے

آج ان کی اس دوست سے ملاقات نہ ہو ... لاک میں ڈال کر ا
نقصان ہو جائے گا۔ تم ان سے اس کا حلیہ ... بعد کٹک کی آ
انہیں نام بتا دو"...... کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑ... باہر نکالی اور ہینڈل
طرف سے بات سن کر اس نے رسیور ...

"تکلیف دینے کی معذرت ... رہ جاتی ہے"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ چابی بھی ساتھ لے گیا ہو گا"...... عمران کے پیچھے ا
داخل ہوتے ہوئے ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
دروازہ بند کر دیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ عمران نے کمرے کی تلاشی
شروع کر دی لیکن وہاں کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ الماری خالی
تھی۔ ٹائیگر ایک طرف پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری کی طرف بڑھ
لیکن ٹوکری بھی بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی تھی۔ عمران تپا
پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا اور پھر فون کو دیکھتے ہی اس
آنکھوں میں چمک آ گئی۔ فون پر میموری موجود تھی۔ عمران کو
پہلے ہی اس کی توقع تھی کیونکہ ان دنوں جدید ہوٹلوں میں میم
والے فون ہی استعمال ہوتے تھے تاکہ پسنجر کی عدم موجودگی میں
فون آئے تو پیغام ریکارڈ کرانے کا کاشن خود بخود کال کرنے و
کو مل جاتا ہے اور اس کا پیغام میموری میں محفوظ ہو جاتا ہے۔
طرح یہاں سے کی جانے والی کال بھی میموری میں اس وقت
محفوظ رہتی ہے جب تک اسے باقاعدہ واش نہ کیا جائے۔
عمران نے فون کے مختلف بٹن دبائے تو ایک کال کی نش

ہونا شروع ہو گئی۔ یہ کال اسی فون سے کی گئی تھی۔ عمران نے ایک
بار پھر مختلف بٹن پریس کیے تو کال کے الفاظ سکرین پر ابھرنے
شروع ہو گئے۔ عمران خاموش کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ کال کسی جگہ کو
کی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب کال ختم ہو گئی تو عمران نے مختلف
بٹن مزید دبائے تو سکرین پر وہ نمبر آ گیا جہاں یہ کال کی گئی تھی۔
عمران نے فون آف کیا اور پھر فون کے نچلے حصے میں موجود بٹن
پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

"ہوٹل ایور شائن سے ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول
رہا ہوں"...... عمران نے لہجے کو باوقار اور سخت بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا
گیا۔

"ایک فون نمبر کرو اور چیک کر کے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس کے
نام سے اور کہاں نصب ہے اور یہ بھی سن لو کہ یہ انتہائی اہم سرکاری
معاملہ ہے اس لئے کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے"...... عمران نے
سخت لہجے میں کہا۔

"کوئی کوتاہی نہیں ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
عمران نے سکرین پر آنے والا وہ فون نمبر بتا دیا جہاں کال کی گئی

تھی۔

''میں چیک کرتی ہوں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور
لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔ عمران نے کال کرتے ہوئے ہوٹل
ریفرنس دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ پہلے یہ معلوم کرے گی
فون کہاں سے کیا جا رہا ہے۔

''ہیلو سر''...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی

''یس''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ یہ نمبر جیگر کے نام پر بندرگاہ پر واقع ہوٹل ریڈ
میں نصب ہے''...... انکوائری آپریٹر نے جواب دیا۔

''کیا اچھی طرح چیک کرلیا ہے''...... عمران نے کہا حالانکہ
کا نام سن کر اس کی تسلی ہوگئی تھی کہ انکوائری آپریٹر نے در
چیکنگ کی ہے لیکن اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا تاکہ انکوا
آپریٹر پر رعب قائم رہے اور وہ جیگر کو فون کر کے اطلاع نہ د
دے۔

''یس سر۔ دو بار چیک کیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گ

''اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از اسٹیٹ سیکرٹ
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوں سر''...... انکوائری آپریٹر نے
تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''تم نے ریڈسی ہوٹل دیکھا ہوا ہے''...... عمران نے مڑ کر ٹا

سے کہا۔

''جی ہاں۔ ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے بندرگاہ پر''...... ٹائیگر نے
جواب دیا۔

''اس ہیری نے یہاں سے جیگر کو کال کی ہے اور اس کو اسوان
کے روبرٹ کا حوالہ دے کر اس سے کہا کہ وہ اسے کافرستان فوراً
بھجوانے کا انتظام کر سکتا ہے یا نہیں جس پر جیگر نے کہا کہ ایسا کل
ہو سکے گا آج نہیں۔ اس کے بعد ہیری نے اس کے پاس پہنچنے کی
بات کر کے کال ختم کر دی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس وقت بھی
وہاں موجود ہے اور یقیناً یہاں اس نے میک اپ تبدیل کر لیا ہوگا
اس لئے وہ چابی ساتھ لے گیا کیونکہ چابی دیتے وقت اسے خدشہ
تھا کہ کاؤنٹر گرل اس کا مختلف روپ دیکھ کر چونک نہ پڑے''۔ عمران
نے کہا۔

''پھر اسے چیک کر لیتے ہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے اس نے نام بھی تبدیل کر لیا ہو۔ اس جیگر کو پکڑنا
ہوگا۔ میں جوانا کو وہاں بھیج دیتا ہوں۔ تم بھی وہاں پہنچ جاؤ اور اس
جیگر کو وہاں سے اس انداز میں اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچاؤ کہ ہوٹل
والوں کو اس کے اغوا کا علم نہ ہو سکے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل سوبرز اس وقت ہوٹل ریڈسی کے ایک کمرے میں بیٹھ
دی پر فلم دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنا میک اپ تبدیل کر لیا تھا اور ا
نئے میک اپ میں وہ کارمن نژاد تھا۔ گو اس کے پاس اس
میک اپ کے بارے میں بھی کاغذات موجود تھے اور ان کاغذا
کی رو سے اس کا نام رابرٹ تھا لیکن چونکہ اس نے اسمگل ہ
پاکیشیا سے کافرستان پہنچنا تھا اس لئے یہ کاغذات اس کے کام
سکتے تھے۔

رات کو اس نے لالیکا، رچرڈ اور نارمن کے ذریعے نیشنل لائبر
میں ریڈ کر کے وہاں دس افراد کو ہلاک کر کے ایس ایس
میزائل کی فائل ریکارڈ روم سے نکال لی تھی اور پھر وہ سب بغیر
کے سامنے آئے وہاں سے واپس اس مضافاتی کالونی کی کوٹھی
پہنچ گئے۔ چونکہ ایکریمیا کے لئے فلائٹ صبح کو جانی تھی اس

انہوں نے فون کر کے لالیکا، رچرڈ اور نارمن کے لئے ٹکٹیں بک
کرا لی تھیں۔ کرنل سوبرز اس لئے ساتھ نہیں جانا چاہتا تھا کہ اگر
ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس کو کوئی اطلاع پہنچی بھی ہو گی تو اس
کے بارے میں پہنچی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ ایئر پورٹ پر نگرانی ہو
رہی ہو یا ہر مسافر کی تلاشی لی جائے اس لئے اس نے لالیکا اور
اس کی نگرانی کے لئے رچرڈ اور نارمن کو بھیج دیا تھا۔

پھر فون کر کے اس نے مین ٹیکسی اسٹینڈ سے ٹیکسی منگوا لی گئی تھی
اور لالیکا، رچرڈ اور نارمن تینوں ٹیکسی پر بیٹھ کر ایئر پورٹ پہنچ گئے
تھے۔ پھر وہاں سے رچرڈ نے فون کر کے اسے اطلاع دی تھی کہ
انہوں نے ایک آدمی کو ایئر پورٹ پر مارک کیا ہے۔ وہ ان کی
طرف متوجہ ہے اور یوں لگتا ہے کہ اسے کسی خاص آدمی کی تلاش
ہے۔ کرنل سوبرز نے انہیں مزید محتاط رہنے کا کہہ دیا تھا اور پھر
اسے دوبارہ فون ملا تو یہ فون لالیکا کی طرف سے تھا۔ لالیکا نے
پاکیشیا کے بعد آنے والے طیارے کے پہلے شاپ کے ایئر پورٹ
سے اسے فون کیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ اس کی کیا، کسی کی بھی
تلاشی نہیں لی گئی اور وہ فائل سمیت یہاں پہنچ گئے ہیں تو کرنل
سوبرز نے اسے بتایا کہ وہ بھی کوٹھی چھوڑ کر ہوٹل میں شفٹ ہو رہا
ہے کیونکہ یہاں اکیلے رہ کر وہ کسی کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا اس
لئے وہ ناراک پہنچ کر اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے۔

اس کے بعد کرنل سوبرز نے فون کر کے ٹیکسی اسٹینڈ سے اپنے

لئے ٹیکسی منگوائی اور اس میں بیٹھ کر وہ ہوٹل ایور شائن پہنچ گیا۔ ا
ہوٹل کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا کہ یہاں غیر ملکی کافی تعدا
میں آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے وہ اس ہوٹل میں مشکوک نہ ہ
گا۔ وہاں کمرہ لے کر اس نے سب سے پہلے تو اپنا نیا میک ا
تبدیل کیا اور پھر اس نے ہوٹل ریڈسی کے مالک و منیجر جیگر کو ایک
ٹپ کے حوالے سے کال کر کے اس سے پاکیشیا سے بحری را
کے ذریعے کافرستان پہنچنے کی بات کی۔ جیگر نے اسے بتایا کہ آ
رات ایسا ممکن نہیں ہے البتہ کل رات فول پروف بندوبست ہو سک
ہے۔

چنانچہ اس دوران کرنل سوبرز نے ریڈسی ہوٹل میں ہی رہنے
فیصلہ کر لیا تاکہ وہ کسی طرح بھی مشکوک نہ ہو۔ چونکہ وہ میک ا
تبدیل کر چکا تھا اس لئے اب تبدیل شدہ میک اپ میں وہ کاؤ
پر کمرے کی چابی دینے نہ جا سکتا تھا اس لئے چابی جیب م
ڈالے اور بیگ اٹھائے وہ ہوٹل سے باہر آ گیا اور پھر ٹیکسی م
بیٹھ کر پہلے وہ مین مارکیٹ گیا اور وہاں ٹیکسی چھوڑ کر وہ مارکیٹ م
گھومتا پھرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے نئی ٹیکسی لی اور ہوٹل ریڈ
پہنچ گیا۔ اس طرح وہ ہر قسم کی چیکنگ اور شک و شبہ سے بالاتر ر
چاہتا تھا اور ویسے بھی یہ ساری احتیاطیں اس کے مزاج کا ح
تھیں۔

یہاں پہنچ کر اس نے جیگر سے ملاقات کی اور جیگر نے ا

بتایا کہ اس نے جو ٹپ دی تھی جیگر نے اس سے فون پر بات کی تھی
اور اس نے اس ٹپ کو اوکے کیا ہے اس لئے اب وہ کام کرنے
کے لئے تیار ہے اور یہ کام آج رات بھی ہو سکتا ہے۔ جیگر نے
اسے بتایا کہ اس نے کل رات کی بات اس کے ٹالنے کے لئے کی
تھی۔ البتہ اسے انتظار کرنے میں دو گھنٹے لگ جائیں گے اور وہ
ایک خفیہ لانچ میں اس کے ساتھ کافرستان جائے گا۔ چنانچہ ان دو
گھنٹوں کے لئے اس نے کرنل سوبرز کو یہ کمرہ دے دیا تھا اور یہ دو
گھنٹے گزرنے کے لئے کرنل سوبرز ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سوبرز نے ریموٹ
کنٹرول کے ذریعے ٹی وی کی آواز بند کی اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں“...... کرنل سوبرز نے کہا۔

”جیگر بول رہا ہوں۔ تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ میرا خاص
آدمی ٹونی آپ کو لینے کے لئے آ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ آ
جائیں تاکہ ہم کافرستان روانہ ہو سکیں“...... دوسری طرف سے جیگر
کی آواز سنائی دی۔

”کوئی چیکنگ وغیرہ تو راستے میں نہیں ہو گی“...... کرنل سوبرز
نے پوچھا۔

”اوہ نہیں۔ یہاں سے کافرستان تک معاملات کلیئر کر دیئے گئے
ہیں۔ آپ بے فکر رہیں“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل
سوبرز نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ریموٹ کنٹرول

اٹھا کر ٹی وی بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو کرنل سوبرز نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

"میرا نام ٹونی ہے جناب۔ باس نے آپ کو کال کیا ہوگا"۔ باہر موجود آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کہاں جانا ہے"...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

"یہاں سے جیپ میں سوناک ساحل پر پہنچنا ہے۔ وہاں خصوصی لانچ موجود ہے اور باس بھی وہاں موجود ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ جائیں گے"...... ٹونی نے کہا تو کرنل سوبرز نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر مڑ کر اس نے ایک طرف رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ ٹونی نے دروازہ بند کیا اور اسے ساتھ لے کر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ یہاں ایک بڑے پہیوں اور چوڑے ٹائروں والی مخصوص جیپ موجود تھی۔ کرنل سوبرز جانتا تھا کہ یہ بارگوما نای مخصوص جیپ ہے جو ریت پر بھی اتنی ہی آسانی سے چل سکتی ہے جتنی عام جیپ پختہ سڑک پر چلتی ہے۔

"کیا یہ جیپ جیگر کی ہے"...... کرنل سوبرز نے جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"یس سر۔ ہمیں بزنس کے سلسلے میں ریت پر خاصے فاصلے جانا پڑتا ہے"...... ٹونی نے جیپ کو سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو کرنل سوبرز نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیپ ساحل کے ساتھ ساتھ

ریت پر تقریباً ایک گھنٹے تک دوڑتی رہی۔ پھر ایک موڑ آتے ہی انہیں دور سے ایک بڑی لانچ کنارے پر کھڑی نظر آنے لگ گئی۔ جیپ اس لانچ کے قریب جا کر رک گئی تو کرنل سوبرز بیگ اٹھائے نیچے اتر آیا۔ لانچ میں سے لمبے قد اور بھاری جسم کا جیگر بھی اتر آیا تھا۔ لانچ میں دو آدمی اور تھے۔

"ٹونی۔ تم جیپ لے کر واپس جاؤ۔ میں صاحب کو کافرستان پہنچا کر واپس آ جاؤں گا۔ تم نے اس دوران ہر طرح کا خیال رکھنا ہے"...... جیگر نے ٹونی سے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ اگر کوئی میرے بارے میں پوچھے تو تم نے کوئی بات نہیں بتانی"...... کرنل سوبرز نے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ ٹونی اس معاملے میں بے حد ذمہ دار آدمی ہے"...... جیگر نے کہا تو کرنل سوبرز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ٹونی جیپ لے کر واپس چلا گیا تو کرنل سوبرز لانچ میں سوار ہو گیا۔ جیگر بھی سوار ہو گیا۔ لانچ خاصی جدید تھی۔ جیگر کے حکم پر لانچ سٹارٹ ہوئی اور تیزی سے سمندر کی اندرونی طرف کو بڑھتی چلی گئی۔

"آپ نیچے کیبن میں چلے جائیں۔ وہاں شراب بھی موجود ہے۔ ہم چار گھنٹوں کے اندر اندر کافرستان پہنچ جائیں گے"۔ جیگر

نے کہا تو کرنل سوبرز کے سر ہلانے پر ایک آدمی اسے ساتھ لے کر
نیچے بنے ہوئے کیبن میں آ گیا۔ یہاں بیڈ بھی تھا اور کرسیاں
میزیں بھی ایک طرف موجود تھیں جس پر مختلف برانڈ کی شراب کی
بوتلیں موجود تھیں۔ وہ آدمی کرنل سوبرز کو وہاں چھوڑ کر واپس اوپر
چلا گیا تھا۔ کرنل سوبرز اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی
اسے بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کی جیب میں موجود سپیشل
ٹرانسمیٹر کی سیٹی سنائی دی تو اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا
اور ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ لالیکا کالنگ۔ اوور''...... لالیکا کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ سوبرز بول رہا ہوں۔ اوور''...... کرنل سوبرز نے جواب
دیا۔ اس نے جان بوجھ کر کرنل کا لفظ نہ بولا تھا کیونکہ اس طرح
جیگر اور اس کے ساتھی بھی خوفزدہ ہو سکتے تھے کہ اس کا تعلق غیر ملکی
ملٹری سے ہے جبکہ ویسے بھی اس کا کوئی تعلق ملٹری سے نہ رہا تھا
یہ اس کی ایجنسی ڈبل ریڈ کا مخصوص انتظام تھا کہ وہاں ملٹری رینکس
کو ساتھ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کا چیف جنرل تھا جبکہ وہ کرنل اور
اس کا نائب کیپٹن، کیونکہ اس طرح ان کے ناموں کا رعب پڑ جاتا
تھا۔

''وکٹری سوبرز۔ میں ٹھیک ناراک پہنچ گئی ہوں اور یہاں
میں نے چیف کو کال کر کے بتا دیا ہے۔ چیف نے حکم دیا ہے
میں کارسیکا سفارت خانے جا کر اس کے سیکنڈ سیکرٹری کو فائل دے

دوں۔ وہ مجھے بڑی مالیت کے ایک کرنسی نوٹ کا نصف حصہ دے گا
جس کا نمبر کے اور ایس ایس چھپا ہوا ہو گا۔ پھر یہ نصف نوٹ میں
ہیڈکوارٹر پہنچا دوں۔ چنانچہ میں کارسیکا سفارت خانے گئی۔ وہاں
سیکنڈ سیکرٹری تھامسن کو فائل دے دی۔ اس نے مجھے نصف نوٹ دیا
جو میرے پاس ہے۔ میں اب کل اسوان جاؤں گی۔ اوور''۔ لالیکا
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ مشن مکمل ہو گیا۔ ویری گڈ۔
اوور''...... کرنل سوبرز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو۔ اوور''...... لالیکا نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ میں کیا کر رہا ہوں گا۔ اوور''...... کرنل
سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کسی مقامی لڑکی کو لئے پڑے ہو گے۔ اوور''...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو کرنل سوبرز بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم تھا کہ تم یہی کہو گی۔ میں اس وقت ایک لانچ میں
موجود ہوں اور کافرستان جا رہا ہوں۔ اوور''...... کرنل سوبرز نے
ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی۔ اوور''...... لالیکا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اوور''...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

''اوکے۔ پھر کب پہنچو گے اسوان۔ اوور''...... لالیکا نے کہا۔

''کل میں کسی بھی فلائٹ سے ناراک اور پھر ناراک سے

اسوان۔ زیادہ سے زیادہ کل شام کو میں تمہارے پاس ہوں گا۔ اوور''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''اوکے۔ میں شدت سے تمہارا انتظار کروں گی۔ اوور اینڈ آل''...... لائیکا نے کہا تو کرنل سوبرز نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ فارمولا کی فائل پہنچ جانے کی خبر نے اسے واقعی بے حد مسرت بخشی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں پہنچا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کوئی رپورٹ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ پوری ٹیم ان لوگوں کو تلاش کر رہی ہے۔ آپ گئے تھے شاہ کالونی۔ کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے شاہ کالونی سے ایور شائن ہوٹل تک ہونے والی ساری پیش رفت بتا دی۔

''یہ تو طے ہو گیا کہ فائل پاکیشیا سے نکل چکی ہے''...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور

اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''جوانا سے کہو کہ وہ کار لے کر بندرگاہ پر واقع ریڈسی ہوٹل پہنچ جائے۔ ٹائیگر وہاں پہلے سے موجود ہے۔ وہاں اس ہوٹل کے مالک اور مینجر جیگر کو اس طرح اغوا کر کے لے آنا ہے کہ ہوٹل میں کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ جب یہ آدمی رانا ہاؤس پہنچ جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''عمران نے ٹائیگر کے ساتھ مل کر انہیں ٹریس کر لیا ہے۔ صفدر نے جس عورت اور مردوں کو مشکوک سمجھ کر ان کی نشاندہی کی

وہی اصل مجرم تھے۔ وہ فائل لے کر نکل گئے ہیں۔ البتہ وہ آدمی جس کا حلیہ بتایا گیا تھا وہ ابھی پاکیشیا میں ہے اور عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے ہیں اس لئے تم صفدر اور باقی ٹیم کو ان کی تلاش سے روک دو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیکن فائل کو بھی تو واپس لانا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی اس سلسلے میں اعلیٰ حکام سے بات ہو گی اور پھر فیصلہ کیا جائے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ وہاں ریڈسی ہوٹل جا کر اس کو پکڑ لیتے۔ آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدل دیا''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ تربیت یافتہ آدمی ہے۔ اس نے جس انداز میں نیشنل لیبارٹری میں واردات کی ہے اور جس انداز میں وہ کام کر رہا ہے اس پر تشدد کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ البتہ اسے ٹریس کر کے اس کو چیک کیا جائے تو کسی ٹرانسمیٹر کال یا ٹیپ فون کے ذریعے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ فائل کو کہاں پہنچایا گیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پیچھے اسرائیل ہے تو لامحالہ یہ فائل اسرائیل ہی پہنچے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ویسے تو میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس فائل کی کاپی کسی صورت نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسرائیل کے

پاس ہو سکتا ہے کوئی ایسی مشینری ہو جس کے ذریعے وہ اس کی کاپی
کر سکتے ہوں۔ ایسی صورت میں معاملات کو اور انداز میں ڈیل کرنا
ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اور انداز میں۔ کیا مطلب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

''یہ فارمولا شوگران کا ہے۔ ویسے تمام سپر پاورز سپیشل کروز
میزائل تیار کر رہی ہیں لیکن انہوں نے ایسے میزائلوں کو انتہائی خفیہ
رکھا ہوا ہے حتیٰ کہ سرداور کے مطابق ایکریمیا نے سپیشل کروز میزائل
کا فارمولا اسرائیل کو بھی نہیں دیا۔ پاکیشیا جو میزائل تیار کر رہا ہے
اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ یہ میزائل ہر صورت میں ٹارگٹ کو ہٹ
کرتا ہے اور تمام دفاعی نظاموں سے بچ نکلنے کی قوت رکھتا ہے۔
جب اسرائیل کے پاس یہ فائل پہنچے گی تو پھر دو صورتیں سامنے آ
سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسرائیل اس کی کاپی کر کے فارمولا واپس
کارسیکا یا اسوان بھجوا دے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کا رخ
نہ کرے اور کارسیکا یا اسوان میں کام کر کے فائل واپس لے جا
اور مطمئن ہو جائے۔ دوسری صورت یہ کہ اس کی کاپی نہیں ہو سکتی
اسرائیل خفیہ طور پر اسے اپنی کسی میزائل لیبارٹری میں بھجوا دے ا
ایک تو ایسا میزائل تیار کرائے اور دوسرا اس کا اینٹی تیار کرائے تا
اگر پاکیشیا ایس ایس کروز میزائل کسی مسلم ریاست کو دے دے
وہ اسے اسرائیل پر فائر کرے تو اسرائیل اس کا توڑ کر سکے اور

اسرائیل اس کروز میزائل کے ذریعے مسلم ممالک یا پاکیشیا پر حملہ کر
سکے۔ پاکیشیا پر حملہ کے لئے وہ اسے کافرستان کی طرف سے بھی
فائر کر سکتا ہے۔ تیسری صورت ایک اور بھی ہے۔ میں نے سرداور
سے کہا تھا کہ وہ شوگران کے سائنس دانوں سے بات کریں کہ اگر
اس فارمولے میں کوئی ایسی تبدیلی کی جا سکتی ہے کہ جس سے اگر
اسرائیل اس کا اینٹی بنا بھی لے تو اسے پاکیشیا پر استعمال نہ کیا جا
سکے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر کم از کم پاکیشیا کو تو فوری طور پر
محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ پھر اطمینان سے اسوان، کارسیکا اور اسرائیل
سے نمٹا جا سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے
بعد اچانک عمران کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی
کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور
ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر
کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی
ہے۔ اوور''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ جیگر کسی خصوصی لانچ پر کافرستان گیا ہے۔ اس کے
ساتھ ایک غیر ملکی بھی ہے جس کا نام رابرٹ بتایا گیا ہے۔ یہ لانچ
اب سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد کافرستان کے ساحل راما جی کے ویران

سپاٹ کاٹو پہنچے گی اور یہ رابرٹ وہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ۔ اوور"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ جیگر موجود نہ تھا۔ البتہ اس کا نائب ٹونی موجود تھا۔ میں نے جیگر کے بارے میں اپنے طور پر معلومات کیں تو پتہ چلا کہ وہ کافی پہلے یہاں سے چلا گیا تھا۔ پھر ٹونی کسی غیر ملکی کے ساتھ ریت پر چلنے والی خصوصی جیپ پر گیا تھا اور پھر اکیلا واپس آیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ ہمارا مطلوبہ آدمی جا چکا ہے۔ جیگر کے بارے میں معلوم کر کے میں نے ٹونی کو پکڑا اور پھر جوانا اور میں نے مل کر اس سے ساری بات معلوم کر لی جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹونی سے اس غیر ملکی کا تازہ ترین حلیہ معلوم کیا ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اوور کہنے سے پہلے اس نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

"اب ٹونی کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ابھی وہ زندہ ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اسے لے کر فوراً رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ فوراً۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کافرستان کے ساحلی علاقے کا ایک پتہ نوٹ کرو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کا بتایا ہوا مقام اور پتہ دوہرا دیا۔

"یس سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"کیا تم ایک گھنٹے کے اندر اس مقام پر پہنچ سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ صرف نصف گھنٹے کا سفر ہے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"ایک لانچ میں ایک غیر ملکی جس نے کارمن نژاد میک اپ کیا ہوا ہے، پہنچ رہا ہے۔ حلیہ نوٹ کرو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا بتایا ہوا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"یس سر"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس حلیئے کا آدمی اصل میں یورپی ہے اور اسوان کی خفیہ سرکاری تنظیم ڈبل ریڈ کا سپر ایجنٹ ہے۔ اس کا اصل نام کرنل سوبرز ہے۔ اس نے اپنی بیوی اور دو ساتھیوں کو ساتھ لاکر پاکیشیا سے کروز میزائل کا انتہائی اہم فارمولا چرایا ہے۔ اسے اغوا کر کے ٹھکانے پر لے جاؤ اور اس سے معلوم کرو کہ وہ فائل کہاں ہے۔ اگر اس کی بیوی وہ فائل لے کر پاکیشیا سے نکل گئی ہے تو اس سے اس کی بیوی اور ڈبل ریڈ کے ہیڈکوارٹر اور چیف کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ یہ کرنل سوبرز فائل لے کر کافرستان کے راستے نکل رہا ہے"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے ہر طرف سے چیکنگ ضروری ہے۔ میں اب رانا ہاؤس جا رہا ہوں تاکہ اگر ہو سکے تو اس ٹونی کی آواز کے ذریعے ٹرانسمیٹر پر جیگر سے رابطہ کر کے اسے واپس بلایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو ناٹران ناکام ہو جائے گا اور وہ کرنل سوبرز بھی چونک پڑے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کچھ ا

سوچتا ہوں"...... عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی پھر رانا ہاؤس پہنچ کر ابھی وہ جوزف سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ جوانا اور ٹائیگر کی کاریں پہنچ گئیں۔ جوزف نے جا کر پھاٹک کھولا تو دونوں کاریں اندر آ کر مخصوص جگہوں پر رک گئیں۔ جوانا نے نیچے اتر کر عقبی سیٹ کے سامنے سے ایک بے ہوش آدمی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر اسے اٹھائے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"اس میں کوئی جان بچی ہے یا نہیں"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"خاصا سخت جان ہے ماسٹر۔ بہرحال ابھی زندہ ہے"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دو۔ میں آ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے قریب آ کر سلام کیا تو عمران نے ایک بار پھر اس سے ساری تفصیل معلوم کی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا اور خود وہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک روم میں جوانا نے ٹونی کو ایک کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دیا تھا۔ عمران اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے آگے

بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد
جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو
جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور پھر واپس آ کر عمران کی کرسی کے قریب کھڑا
ہو گیا۔ اس دوران جوزف بھی ٹائیگر کو بھیج کر اور پھاٹک بند کر کے
بلیک روم میں پہنچ گیا تھا۔ وہ بھی عمران کی کرسی کی دوسری طرف
کھڑا ہو گیا تھا۔

"کسی کو اس کے یہاں آنے کا علم تو نہیں ہوا"...... عمران نے
ایک خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

"دس بارہ آدمی راستے میں آئے تھے۔ میں نے اور ٹائیگر نے
انہیں ہلاک کر دیا ہے اس لئے اب کسی آدمی کو بھی اس کے یہاں
آنے کا علم نہیں ہے"...... جوانا نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں
تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے ٹونی نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھولیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر
اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ اٹھنے میں ناکام رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم کون ہو"...... ٹونی نے سامنے بیٹھے
ہوئے عمران کو دیکھ کر رک رک کر کہا۔

"تمہارا نام ٹونی ہے اور تم جیگر کے نمبر ٹو ہو"...... عمران نے
لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر میرا قصور کیا ہے۔ میں نے تو جو کچھ کیا ہے
کے کہنے پر کیا ہے"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جیگر سے رابطہ کس طرح ہوتا ہے"...... عمران نے
پوچھا۔

"وہ تو لانچ پر گیا ہے اور لانچ پر تو رابطہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ
کافرستان پہنچے گا تو پھر رابطہ ہو گا"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"لانچ پر ٹرانسمیٹر تو ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہوتا ہے لیکن مجھے اس کی فریکونسی کا علم نہیں ہے اور نہ
ہی میں نے کبھی رابطہ کیا ہے اور نہ مجھے پہلے کبھی اس کی ضرورت
پڑی ہے"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"جیگر وہاں کافرستان میں کہاں ٹھہرتا ہے"...... عمران نے
پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"جوانا۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے انتہائی سرد
لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا اور کوٹ کی اندرونی جیب
سے خنجر نکال کر وہ بڑے جارحانہ انداز میں ٹونی کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ یہ انتہائی سفاک آدمی
ہے۔ رک جاؤ"...... ٹونی نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے
کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو روک دیا۔

"اس کے قریب رک جاؤ۔ اس بار یہ جیسے ہی جھوٹ بولے گا
میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم نے اس کی آنکھ نکال دینی ہے"۔

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا۔

''مم۔مم۔ میں سچ بتاؤں گا۔ مجھے مت مارو۔ میں صرف جیگر کا نائب ہوں۔ جو کچھ کرتا ہے جیگر کرتا ہے''...... ٹونی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''پھر جو سچ ہے وہ بتا دو۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے سچ اور جھوٹ کے بارے میں فوراً معلوم ہو جاتا ہے اس لئے تم جیسے ہی جھوٹ بولو گے میں جوانا کو اشارہ کر دوں گا اور ایک جھوٹ پر ایک آنکھ اور دوسرے جھوٹ پر دوسری آنکھ۔ بولو۔ کہاں رہتا ہے جیگر کس گروپ سے اس کا تعلق کافرستان میں ہے۔ کیا کرتا ہے وہ۔ پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''جیگر پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان اسلحے کی بحری اسمگلنگ کا کنگ ہے۔ اس کے سب سے تعلقات ہیں۔ وہ سب کو بھاری رقوم دیتا ہے اس لئے اس کی لانچ کوئی نہیں روکتا۔ وہ ہفتے میں دو بار مال سپلائی کرتا ہے اور دو بار مال وہاں سے لاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی وہ ہر قسم کی بحری اسمگلنگ کرتا ہے۔ اس نے ایک غیر ملکی کو خفیہ طور پر کافرستان پہنچانا تھا۔ اس غیر ملکی نے اس کے کسی خاص آدمی کی ٹپ دی تھی۔ جیگر نے اپنے اس خاص آدمی سے بات کی اور جب اس کی تسلی ہو گئی تو وہ اس غیر ملکی کو جس کا نام رابرٹ تھا، خود ساتھ لے کر کافرستان چلا گیا''...... ٹونی نے اس

طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ چل پڑتی ہے۔

''وہاں کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''کافرستان میں اس کا تعلق مہندر سنگھ کے گروپ سے ہے۔ مہندر سنگھ کا سب سے بڑا اڈا گرین ہوٹل ہے۔ یہ ہوٹل ساحل سمندر پر ہی ہے۔ جیگر وہاں جا کر ٹھہرتا ہے اور وہیں سے فون کرتا ہے''...... ٹونی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے آف کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے جوزف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کو اپنے عقب میں مشین پسٹل کی فائرنگ اور ٹونی کی چیخ کی آواز سنائی دی لیکن عمران رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کمرے میں جا بیٹھا جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ رانا ہاؤس سے۔ ناٹران کی طرف سے کوئی کال تو نہیں آئی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تو لانچ وہاں پہنچی بھی نہیں ہو گی''...... اس بار طاہر نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹرانسمیٹر پر ناٹران کو بتا دو کہ جیگر کا تعلق وہاں ایک ا
مہندر سنگھ سے ہے جس کا ساحل پر گرین ہوٹل ہے۔ اسے کہہ دو
وہ وہاں بھی محاصرہ کرا لے۔ مجھے ہر قیمت پر یہ کرنل سو
چاہئے"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں لیکن اس کرنل سوبرز کا کیا
ہے"...... طاہر نے پوچھا۔
"ناٹران کو کہہ دو کہ اسے اپنے کسی خاص پوائنٹ پر پہنچ
اطلاع دے۔ میں خود جا کر اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ میں
فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ وہاں مجھے رپورٹ دینا"...... عمران نے کہ
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
رانا ہاؤس سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی

لانچ خاصی تیز رفتاری سے سمندر میں آگے بڑھی چلی جا رہی
تھی۔ کرنل سوبرز اور جیگر دونوں ہی نیچے کیبن میں موجود تھے۔ ابھی
کافرستان پہنچنے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔ ویسے اب تک انہیں کہیں
بھی نہ روکا گیا تھا اس لئے کرنل سوبرز پوری طرح مطمئن ہو چکا
تھا۔ ویسے بھی وہ اب پاکیشیا کی سمندری حدود سے نکل کر بین
الاقوامی سمندر میں تھے۔ اصل خطرہ انہیں پاکیشیائی حدود تک ہی
تھا۔ یہ دونوں شراب پینے میں مصروف تھے کہ اچانک جیگر کا ایک
آدمی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا کیبن میں آ گیا۔ اس کے ہاتھ
میں ٹرانسمیٹر تھا جس میں سے سیٹی کی آواز نکل رہی تھی۔
"باس۔ آپ کی کال ہے"...... اس آدمی نے ٹرانسمیٹر جیگر کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ سے لے لیا اور وہ آدمی تیزی سے مڑ کر

سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ کرنل سوبرز کے چہرے پر کھچاؤ
آ گیا تھا لیکن جیگر کے چہرے پر اطمینان تھا۔ جیگر نے ٹرانسمیٹر
آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ آرتھر کالنگ۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی
اور یہ آواز سنتے ہی جیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ جیگر بول رہا ہوں۔ ٹونی کہاں ہے۔ تم نے کیوں
کی ہے۔ اوور"...... جیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹونی کو اغوا کر لیا گیا ہے باس۔ اوور"...... دوسری طرف
کہا گیا تو جیگر کے ساتھ ساتھ کرنل سوبرز بھی بے اختیار اچھل

"اغوا کر لیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کر
کیا ہے۔ کیوں کیا ہے۔ اوور"...... جیگر نے حلق کے بل
ہوئے کہا۔

"باس۔ میں شہر گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو میں ٹونی کو ر
دینے کے لئے نیچے آفس میں گیا تو وہاں سے ٹونی غائب
کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہاں خاص کشمکش ہوئی ہے ا
راستہ بھی کھلا ہوا تھا اور راستے میں موجود بارہ آدمیوں کی لاش
پڑی ہوئی ملی ہیں۔ میں نے خفیہ راستہ سے باہر جا کر جد
ادھر سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ باس ٹونی کو لے
والا شہر کا مشہور بدمعاش ٹائیگر ہے۔ اس کے ساتھ ایک
حبشی بھی تھا۔ وہ دونوں علیحدہ علیحدہ کاروں میں تھے اور بار

کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا تعلق پاکیشیا کے سب سے
خطرناک آدمی علی عمران سے ہے اور دیوہیکل حبشی بھی علی عمران کا
آدمی ہے۔ اوور"...... آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"معلوم کرو کہ وہ اسے کہاں لے گئے ہیں اور فل فورس استعمال
کر کے اسے آزاد کراؤ۔ چاہے اس کے لئے تمہیں آدھا شہر کیوں
نہ تباہ کرنا پڑے۔ اوور"...... جیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی باس۔ اوور"...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو جیگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر
دیا۔

"اس کا مطلب ہے جیگر کہ ٹونی سے انہوں نے میرے بارے
میں سب کچھ معلوم کر لیا ہو گا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ تم
تک پہنچ کیسے گئے"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"جس طرح بھی پہنچے ہیں بہرحال پہنچ گئے اور اب اس کا
خمیازہ بھی بھگتیں گے"...... جیگر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تو بھگتیں گے لیکن تم نے اب یہ لانچ پہلے سے طے شدہ
مقام پر نہیں لے جانی"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"وہ کیوں۔ یہاں کیا خطرہ ہے"...... جیگر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں ٹونی سے
سب کچھ معلوم ہو گیا ہو گا اور ان کے کافرستان میں موجود آدمی

وہاں ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ آرتھر نے کال کر دی اور ہمیں علم ہو گیا ورنہ ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے“...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ بہرحال بے فکر رہیں۔ ہم پہلے سے بالکل متضاد جگہ پر ڈراپ ہوں گے۔ میں ہدایات دے دیتا ہوں“...... جیگر نے کہا اور اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”حیرت ہے۔ یہ لوگ آخر کس طرح وہاں تک پہنچ گئے“۔ کرنل سوبرز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ ٹونی نے اس کو اس حلیئے میں دیکھا ہوا ہے اس لئے اسے فوری طور پر میک اپ بھی تبدیل کر لینا چاہئے۔ چنانچہ اس نے ایک طرف پڑے ہوئے اپنے بیگ کو گھسیٹ کر اپنے قریب کیا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود میک اپ باکس نکال کر اس نے پہلے موجود میک اپ کو واش کیا اور پھر بیگ کے ایک خانے سے ایک لفافہ نکال کر اس میں موجود کاغذات نکال کر انہیں سامنے رکھا اور اس میں موجود تصویر کے مطابق نیا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جیگر نیچے آیا تو کرنل سوبرز کو میک اپ کرتے دیکھ کر چونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ آپ میک اپ کر رہے ہیں“...... جیگر نے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ ٹونی نے مجھے اس حلیئے میں دیکھا ہوا ہے اس

لئے نیا میک اپ کر رہا ہوں۔ تم نے کیا انتظام کیا ہے“...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

”میں نے لانچ کا راستہ بدل کر اسے کاروگی ساحل پر لے جانے کا کہہ دیا ہے۔ ایک گھنٹہ مزید لگ جائے گا لیکن ہم مکمل طور پر محفوظ رہیں گے“...... جیگر نے کہا تو کرنل سوبرز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میک اپ کر لینے کے بعد اس نے باکس بند کیا اور پھر جیب سے پہلے کاغذات نکال کر اس نے انہیں بیگ میں رکھا اور نئے کاغذات اپنی جیب میں رکھ لئے۔

”جہاں ہم لانچ سے اتریں گے وہاں سے ہم کہاں پہنچیں گے“...... کرنل سوبرز نے پوچھا۔

”میں نے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے مہندر سنگھ کو کہہ دیا ہے۔ وہ جیپ بھجوا دے گا اور ہم جیپ میں سوار ہو کر ساحل پر موجود گرین ہوٹل پہنچ جائیں گے“...... جیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے“...... کرنل سوبرز نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد لانچ ایک ویران ساحل پر پہنچ گئی تو جیگر اور کرنل سوبرز دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے ایک جیپ تیزی سے ساحل کی طرف بڑھنے لگی۔ جیگر چونکہ اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا اس لئے کرنل سوبرز بھی خاموش کھڑا تھا۔ جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

”آیئے جناب“...... جیگر نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

لانچ اب واپس کھلے سمندر کی طرف جا رہی تھی۔ کرنل سوبرز خاموشی
سے جیپ کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جیگر ڈرائیور کے ساتھ والی
سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے ڈرائیور سے مقامی زبان میں باتیں
شروع کر دیں۔ جیپ کافی دیر تک ریت کے ٹیلوں کے درمیان
چلتی رہی اور پھر دور سے انہیں آباد علاقہ نظر آنے لگ گیا۔

''جیگر''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''یس''...... جیگر نے چونک کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تم نے یہاں آباد علاقے میں کسی ایسی جگہ ڈراپ کرنا
ہے جہاں سے ٹیکسی مل سکے''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''آپ میرے ساتھ چلیں وہاں گرین ہوٹل میں۔ وہاں آرام
کر لینے کے بعد آپ جہاں چاہیں چلے جائیں''...... جیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ایک اہم کام کرنا ہے''...... کرنل سوبرز نے
کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ آباد
علاقے میں داخل ہوئی تو ایک جگہ پر جا کر جیپ روک دی گئی۔

''یہاں سے آپ کو ٹیکسی مل جائے گی''...... جیگر نے کہا۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ''...... کرنل سوبرز نے کہا اور بیگ سمیت
وہ جیپ سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف
بڑھ گیا۔

''یس سر''...... ایک خالی ٹیکسی کے ساتھ کھڑے ڈرائیور نے
اسے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایئر پورٹ لے چلو''...... کرنل سوبرز نے کہا اور ٹیکسی کا عقبی
دروازہ کھول کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ڈرائیونگ
سیٹ سنبھالی اور ٹیکسی سٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھا دی۔ اسی
لمحے جیگر کی جیپ ٹیکسی کے قریب سے گزری اور جیگر نے جیپ
سے ہاتھ نکال کر لہرایا اور پھر جیپ آگے بڑھ گئی۔ ایئر پورٹ پہنچ
کر کرنل سوبرز نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور
پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے ایئر پورٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں جا
کر جب اس نے معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ ایک
گھنٹے بعد فلائٹ ایکریمیا جا رہی ہے اور اس میں باقاعدہ سیٹ بھی
موجود ہے تو اس نے سیٹ ریزرو کرائی اور پھر ریستوران میں جا کر
اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد جب فلائٹ کی روانگی کا
اعلان ہونے لگا تو وہ اٹھا اور ڈیپارچر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔
اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ناٹران کی کال آئی تھی۔ کرنل سوبرز نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ البتہ اس کے بارے میں اس نے مزید تفصیلات معلوم کی ہیں۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ دس منٹ بعد آپ کو فلیٹ پر فون کرے تا کہ آپ اس سے اپنی مرضی کے سوالات کر لیں“...... بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”جب اصل آدمی ہی ہاتھ نہیں آیا تو تفصیلات معلوم کرنے کا فائدہ“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”انہیں لانچ میں ٹونی کے اغوا کی اطلاع مل گئی تھی اور انہوں نے لانچ کا مقام بدل دیا۔ البتہ ناٹران نے گرین ہوٹل کا محاصرہ بھی کیا ہوا تھا۔ جیگر جب وہاں اکیلا پہنچا تو ناٹران کے آدمیوں نے جیگر کو وہاں سے اغوا کیا اور اپنے خاص پوائنٹ پر لے گئے۔ وہاں ناٹران نے اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ ٹرانسمیٹر کال سننے کے بعد کرنل سوبرز نے لانچ میں ہی اپنا میک اپ تبدیل کیا اور پھر گرین ہوٹل سے پہلے ہی وہ جیپ سے اتر کر ٹیکسی میں بیٹھا اور چلا گیا۔ ناٹران کے آدمیوں نے اس ٹیکسی کو ٹریس کر لیا۔ جیگر سے اس کا نیا حلیہ معلوم کر لیا گیا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم ہوا کہ وہ ساحل سے سیدھا ایئر پورٹ گیا تھا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ ایک گھنٹہ بعد ایکریمیا جانے والی فلائٹ پر سوار ہوا ہے“...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ ناٹران سے تفصیل معلوم کر کے میں براڈوے کو کال کرتا ہوں۔ وہ اسے وہاں کور کرا لے گا“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ناٹران بول رہا ہوں عمران صاحب۔ مجھے چیف نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو براہ راست کال کر کے تفصیلات بتا دوں“۔ دوسری

طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"مجھے باقی تفصیلات کا تو علم ہو گیا ہے۔ اس کا نیا حلیہ تفصیل سے بتا دو اور یہ بھی بتا دو کہ اس نے جس فلائٹ سے پرواز کی ہے اس کی تفصیلات کیا ہیں"...... عمران نے کہا تو ناٹران نے تفصیل بتا دی۔

"کس نام سے اس نے ٹکٹ خریدا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"تھامسن کے نام سے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"براڈ وے بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ فرمایئے۔ آج کیسے یاد کیا ہے"۔ دوسری طرف سے چونک کر اور خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں کال کر کے ایک کام بتا دوں کیونکہ وہ خود کسی اور اہم کام میں مصروف ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کیا حکم ہے۔ فرمائیں"...... براڈ وے نے چونک کر کہا تو

عمران نے اسے کرنل سوبرز کا حلیہ اور فلائٹ کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اس آدمی کا کیا کرنا ہے"...... براڈ وے نے پوچھا۔

"اس کا اصل نام کرنل سوبرز ہے اور یہ یورپی ملک اسوان کی خفیہ سرکاری تنظیم ڈبل ریڈ کا سپر ایجنٹ ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا کی نیشنل لیبارٹری سے ایس ایس کروز میزائل کی فائل اڑائی ہے۔ پھر اس کے ساتھی پہلے ہی نکل گئے جبکہ یہ کافرستان گیا اور وہاں سے ناراک روانہ ہوا ہے۔ تم نے اسے کور کرنا ہے اور پھر اس سے فائل کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کرنی ہے۔ اگر اس کے پاس فائل ہو تو وہ فائل چیف کو بھجوا دینا اور اگر نہ ہو تب بھی یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کے ساتھیوں نے وہ فائل کہاں بھجوائی ہے اور ڈبل ریڈ کے ہیڈکوارٹر اور اس کے چیف کے بارے میں بھی تفصیل معلوم کر کے اسے ختم کر دینا"...... عمران نے کہا۔

"رپورٹ آپ کو دینی ہے یا چیف کو"...... براڈ وے نے پوچھا۔

"چیف کو"...... عمران نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بھی او کے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس فائل کا کیا ہوا عمران بیٹے۔ یہاں تو ہنگامی حالات نافذ ہو گئے ہیں''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''کیوں۔ شوگران سے اس فارمولے کی کاپی منگوائی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ شوگران سے تو بنیادی فارمولا ملا تھا لیکن پاکیشیائی سائنس دانوں نے اس پر مزید کام کر کے اسے شوگران سے کئی درجے بہتر بنا لیا تھا۔ یوں سمجھ لو کہ شوگران کا فارمولا اگر دس تھا تو پاکیشیا نے اسے دس سے سو بنا لیا تھا اور اس کا علم شوگران کو بھی نہیں ہونے دیا گیا کیونکہ شوگران سے یہ فارمولا چوری ہو سکتا تھا اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کروز میزائل جو اب تک بنائے گئے ہیں وہ شوگران فارمولے پر ہی بنائے گئے ہیں کیونکہ شوگرانی سائنس دان بھی یہاں ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس فارمولے پر جو محنت پاکیشیائی سائنس دانوں نے علیحدہ کی تھی اس پر کام اب شروع ہوا تھا۔ شوگرانی سائنس دان دو ماہ پہلے واپس گئے ہیں اور اب یہ فارمولا غائب ہو گیا ہے اس لئے اب یہ ساری محنت ہی ضائع ہو گئی ہے''...... سرداور نے کہا۔

''جن سائنس دانوں نے پہلے اس پر کام کیا تھا وہ دوبارہ بھی تو کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ان میں سے دو سائنس دان ڈاکٹر قاضی اور ڈاکٹر احسان ایک بین الاقوامی سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا گئے تھے اور وہ وہاں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے اس لئے اب ان پر کون کام کرے گا''...... سرداور نے جواب دیا۔

''یہ ایکسیڈنٹ کب ہوا تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''ایک ماہ پہلے کی بات ہے''...... سرداور نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ دونوں نے اس کانفرنس میں اس فارمولے کے بارے میں کہیں بات کی جو لیک آؤٹ ہو گئی اور ان سے تفصیلات معلوم کر کے انہیں روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کر دیا گیا۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر یہودیوں کو کیسے اس فارمولے کے بارے میں اس قدر تفصیلات معلوم ہوئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ پہلے تو کسی کو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا لیکن اب موجودہ حالات بتا رہے ہیں کہ جیسے تم کہہ رہے ہو ویسے ہی ہوا ہو گا''...... سرداور نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ فائل واپس حاصل کرنا ہو گی لیکن یہ فائل ملک سے نکل چکی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ اب

تک اسرائیل پہنچ چکی ہو گی یا پہنچ جائے گی اور پھر اس کی کسی طرح
کاپی کر لی گئی تو پھر ساری محنت بے کار چلی جائے گی''...... عمران
نے کہا۔
''پہلی بات تو یہ کہ اس کی کاپی نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ کہ
یہ فائل اسرائیل یا کسی بھی دوسرے ملک کے لئے بے کار ہے''۔
سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔
''وہ کیسے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
''وہ اس لئے کہ شوگران کے بنیادی فارمولے کی فائل علیحدہ
ہے۔ وہ موجود ہے۔ یہ فائل اس فارمولے سے آگے کام کر کے
تیار کی گئی ہے۔ جب تک بنیادی فارمولا نہ ہو گا اس پر ایڈوانس
کام تو سرے سے کیا ہی نہیں جا سکتا اور نہ ہی اینٹی تیار کیا جا سکتا
ہے''...... سرداور نے کہا۔
''لیکن کروز میزائل تو سپر پاورز نے بھی تیار کئے ہیں۔ اس کا
بنیادی فارمولا تو ایک ہی ہو گا اس لئے اس کا علم تو اسرائیلی سائنس
دانوں کو ہو گا۔ اسے سامنے رکھ کر وہ اس فائل سے فائدہ اٹھا سکتے
ہیں''...... عمران نے کہا۔
''نہیں۔ شوگرانی فارمولا علیحدہ ہے۔ ایکریمین علیحدہ۔ شوگران
کے ایجنٹوں نے ایکریمین فارمولے کی کاپی حاصل کر لی تھی اور یہ
بات طے شدہ ہے کہ دونوں فارمولے یکسر ایک دوسرے سے علیحدہ
ہیں۔ البتہ اس فائل کے غائب ہونے سے پاکیشیا میں جو کام ہو رہا

تھا وہ رک گیا ہے اور ہم نے اس ایس ایس کروز میزائل پر ہی اپنے
دفاع کا انتظام کیا ہوا تھا''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''لیکن فائل کی واپسی میں تو بہرحال وقت لگ جائے گا''۔
عمران نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
''ظاہر ہے اگر وہ ملک سے نکل گئی ہے تو آسانی سے تو واپس
نہیں آ سکتی۔ بہرحال کام تو روکنا پڑے گا لیکن جس قدر جلد ممکن
ہو سکے اسے واپس آ جانا چاہئے ورنہ جتنا وقت گزرتا جائے گا اتنا
ہی نقصان بھی بڑھتا جائے گا کیونکہ اس ٹاسک پر لگا ہوا ملک کا
انتہائی کثیر سرمایہ ضائع ہو جائے گا''...... سرداور نے کہا۔
''آپ بے فکر رہیں۔ میں چیف کو رپورٹ دے دیتا ہوں اور
پھر چیف اس کی جلد از جلد واپسی کے انتظامات کرے گا''۔ عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا
کہ کرنل سوبرز چونکہ انچارج ہے اس لئے فائل اس کے پاس ہی
ہو گی اور اسی لئے وہ بحری اسمگلر کے ذریعے کافرستان اور کافرستان
سے ایکریمیا گیا ہے اس لئے اب اسے براڈ وے کی طرف سے
کال کا انتظار تھا۔ اسے معلوم تھا کہ براڈ وے کال بلیک زیرو کو
کرے گا اور پھر بلیک زیرو اسے کال کرے گا۔ اس نے جان بوجھ
کر اس سے اصل لہجے میں بات کی تھی کیونکہ وہ فلیٹ کے فون سے
بات کر رہا تھا اور ایکریمیا بہرحال جدید ترین مشینری استعمال کرنے

والا ملک تھا اس لئے اگر براڈ وے کو کسی طرح معلوم ہو جاتا
چیف عمران کے فلیٹ کے نمبر سے کال کر رہا ہے تو سارا سیٹ اپ
ہی ختم ہو جاتا لیکن اس نے اس لئے اسے رپورٹ چیف کو دینے
کہا تھا تاکہ براڈ وے جیسے ذہین آدمی کو بھی شک نہ پڑ سکے ک
عمران ہی چیف ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے
بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ دی ہے براڈ وے نے"...... عمران نے سنجیدہ
لہجے میں پوچھا۔

"براڈ وے نے اسے ٹریس کر لیا تھا لیکن وہ اس کی گرفت سے
نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور اب باوجود کوشش کے اس کا
نہیں چل رہا"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب میں نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ سپر ایجنٹ ہے
اسے خیال رکھنا چاہئے تھا"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے
کہا۔

"اس نے بتایا ہے کہ ایئر پورٹ سے نکل کر وہ ٹیکسی میں
رہا تھا کہ اسے گیس کی مدد سے بے ہوش کر کے ایک خص

پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا۔ جب براڈ وے وہاں پہنچا تو وہاں اس کے
چار آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور کرنل سوبرز غائب تھا۔ اسے
نجانے کس طرح خودبخود ہوش آ گیا تھا جبکہ براڈ وے نے اپنے
آدمیوں کو منع کر دیا تھا کہ جب تک وہ نہ آئے اسے ہوش میں نہ
لایا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس نے فائل کے بارے میں کیا بتایا ہے"...... عمران نے
پوچھا۔

"اس نے بتایا ہے کہ اسے پوائنٹ پر بھجوانے سے پہلے اس کی
تفصیلی تلاشی لی گئی تھی لیکن فائل اس کے پاس نہیں تھی اور نہ ہی
اس کے بیگ میں تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ پھر کوئی بات نہیں۔ میرا خیال تھا کہ فائل اس سے مل
جائے گی تو ٹیم کو اسرائیل نہ جانا پڑے گا لیکن اب بہرحال میرے
چیک کا بندوبست ہو ہی گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ فائل واپس لانے کے لئے اسرائیل جائیں گے"۔
بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں سے تو بہرحال جانا ہی ہوگا۔ اگر یہ فائل اسرائیل پہنچ
گئی تو اسرائیل کا توڑ بھی بن جائے گا اور اگر کہیں راستے میں اٹک
گئی تو پھر ہم بھی وہیں تک جائیں گے"...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس فائل کی کاپی کے بارے میں آپ بات کر رہے

تھے“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے سرداور سے ہونے
والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔
”اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا۔ اب آپ فائل کی واپسی کے لئے اطمینان
سے کام کر سکیں گے“...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں
کہا۔
”ہاں۔ لیکن فائل بڑی اہم ہے۔ اسے کہیں بھی رکھا جا سکتا
ہے اس لئے اس کی برآمدگی خاصی مشکل بات ہے البتہ یہ ہو سکتا
ہے کہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام کو اس کی کسی بڑی اور اہم تنصیب
تباہی کی دھمکی دے کر یہ فائل واپس لی جا سکے“...... عمران نے کہا
”میرا تو خیال ہے کہ آپ دانش منزل سے اسرائیل کے صدر
فون پر دھمکی دے دیں تو وہ فائل واپس بھجوا دے گا“...... بلیک
زیرو نے کہا۔
”تو پھر مجھے چیک کون دے گا اور چیک نہ ملا تو آغا سلیمان
پاشا کی طرف سے مکمل تباہی کی دھمکی کون سنے گا“...... عمران
کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
”تو پھر آپ کب روانہ ہونا چاہتے ہیں“...... بلیک زیرو
ہنستے ہوئے کہا۔
”تم فارن ٹیم کو الرٹ کر دو۔ میں انہیں خود بریف کر دوں
عمران نے کہا۔
”اوکے“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ
میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو
صدر نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”یس“...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
”قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ بات کرنا چاہتے ہیں“۔ دوسری
طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
”کراؤ بات“...... صدر نے کہا۔
”سر۔ میں کرنل زیکارڈ بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”یس۔ کیا بات ہے“...... صدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”سر۔ ایس ایس کروز میزائل کے بارے میں رپورٹ دینی
ہے۔ اگر آپ اجازت دیں“...... کرنل زیکارڈ نے کہا تو صدر

صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ آ جائیں فوراً"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اسے دراز میں ڈال دیا۔ ان کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے تڑنگے آدمی نے جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہو کر فوجی انداز میں سلیوٹ کیا۔ یہ قومی سلامتی کے امور کے نئے مشیر کرنل زیکارڈ تھے۔ کرنل زیکارڈ کو اس عہدے پر فائز ہوئے ایک سال ہوا تھا۔ اس سے پہلے جو مشیر تھے وہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے تھے اس لئے ان کی جگہ انہوں نے لے لی تھی۔

"بیٹھیں"...... صدر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل زیکارڈ سامنے موجود کرسی پر بڑے احترام بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ بتائیں کیا تفصیل ہے"...... صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ایس ایس کروز میزائل کی فائل اسوان کی ڈبل ریڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ کرنل سوبرز نے پاکیشیا سے حاصل کی اور پھر طے شدہ منصوبے کے مطابق یہ فائل ناراک میں کارسیکا کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کے حوالے کر دی گئی۔ سیکنڈ سیکرٹری نے یہ فائل کارسیکا پہنچ کر ذاتی طور پر چیف سیکرٹری کے حوالے کر

دی۔ چیف سیکرٹری نے اسے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق کارز لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر فرانک کو کال کر کے فائل ان کے حوالے کر دی اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی۔ میں نے ڈاکٹر فرانک کو کال کر کے ان سے بات کی تو انہوں نے فائل کی توثیق کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ فائل اصل ہے اور درست ہے"۔ کرنل زیکارڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لازماً اس کی رپورٹ مل چکی ہو گی۔ پھر"...... صدر نے کہا۔

"ڈبل ریڈ کے جنرل مائیک سے میری براہ راست بات ہوئی ہے۔ ان کے مطابق کرنل سوبرز نے فائل حاصل کر کے اپنی بیوی لائکا کے ذریعے وہاں سے فوری طور پر نکال دی تھی اور خود وہ کافرستان کے راستے اسوان پہنچ رہا ہے۔ ان کے مطابق انہیں یہ اطلاع مل چکی ہے کہ کرنل سوبرز ناراک پہنچ چکا ہے۔ البتہ جب وہ اسوان پہنچے گا تو پھر تفصیلی رپورٹ سامنے آئے گی"...... کرنل زیکارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم بھی ہو گیا تو فائل تو اسرائیل لائی ہی نہیں گئی اس لئے وہ اس سلسلے میں اسوان یا کارسیکا میں ہی گھومتی رہے گی۔ البتہ یہ بات غلط ہو گئی ہے کہ کارسیکا کے چیف سیکرٹری کو یہ معلوم ہو گیا کہ فائل کارز لیبارٹری میں ہے"۔ صدر نے قدرے متفکر لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری بہت ذمہ دار عہدیدار ہیں جناب۔ وہ اسے بہرحال خفیہ ہی رکھیں گے"...... کرنل زیکارڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں"...... صدر نے کہا تو کرنل زیکارڈ اٹھا اور سیلوٹ کر کے واپس مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی صدر نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کارز لیباٹری کے ڈاکٹر فرانک سے بات کراؤ"...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر فرانک سے بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ آواز اور لہجے سے وہ خاصا بوڑھا آدمی لگ رہا تھا۔

"ڈاکٹر فرانک۔ ایس ایس کروز میزائل کی فائل آپ کو مل گئی ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ نے اسے چیک کر لیا ہے۔ فائل درست ہے یا نہیں"۔ صدر نے پوچھا۔

"جناب۔ ہم نے اسے چیک کیا ہے۔ فائل تو درست ہے لیکن فوری طور پر اس پر کام نہیں ہو سکتا"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

"کیوں"...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ اس میں ایس ایس کروز میزائل کا بنیادی فارمولا موجود نہیں ہے بلکہ بنیادی فارمولے پر جو ایڈوانس کام کیا گیا ہے اس کی تفصیل اس فائل میں موجود ہے اس لئے اس ایڈوانس کام کو پیش نظر رکھتے ہوئے سائنس دانوں کو پہلے اس کا بنیادی فارمولا تیار کرنا ہو گا۔ پھر ایڈوانس فارمولے پر آگے کام ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن بغیر بنیادی فارمولے کے آپ اس پر کیسے کام کریں گے"...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ مجھے معلوم ہے کہ بنیادی فارمولا شوگرانی ہے لیکن پاکیشیائی سائنس دانوں نے خاص طور پر ڈاکٹر قاضی اور ڈاکٹر احسان نے اس پر مزید کام کر کے اسے دنیا کا سب سے خطرناک کروز میزائل بنا دیا ہے اور ڈاکٹر قاضی نے مجھے اس بارے میں جو تفصیل بتائی تھی اس کے مطابق تو شوگران کو بھی انہوں نے اس ایڈوانس فارمولے کی ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ ڈاکٹر قاضی میرا شاگرد

رہا تھا اس لئے اس نے مجھے اپنا استاد سمجھتے ہوئے پاکیشیا کا یہ ٹاپ سیکرٹ بتا دیا تھا۔ ہمارے پاس ایکریمیا کا بنیادی فارمولا موجود ہے۔ ہم اسے سامنے رکھ کر کام کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کے اندر اندر ہم اس ایڈوانس فارمولے پر ایس ایس کروز میزائل تیار کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر اس کا اینٹی بھی بنا لیا جائے گا“...... ڈاکٹر فرانک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں بھی مطمئن ہوں لیکن ہوسکتا ہے کہ اس فارمولے کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سروس آئے۔ آپ نے اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے“...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

”جناب۔ آپ نے ہماری لیبارٹری کا دورہ نہیں کیا ورنہ آپ کو خود معلوم ہو جاتا کہ یہ لیبارٹری کسی صورت بھی ٹریس نہیں کی جا سکتی۔ اس کا محل وقوع ایسا ہے کہ اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا اور اگر ٹریس کر بھی لیا جائے تو اس کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ یہاں بغیر اجازت کے مکھی بھی داخل نہیں ہوسکتی اس لئے آپ بے فکر رہیں“...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

”اوکے“...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب تمہیں کیا بتایا جائے ڈاکٹر فرانک کہ عمران جس کا نام ہے وہ کتنا بڑا عفریت ہے۔ اس نے اس سے بھی زیادہ ناقابل تسخیر

لیبارٹریاں تسخیر کر لی ہیں“...... صدر نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ریڈ ایرو کے چیف کرنل سٹاگر سے بات کراؤ“...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کرنل سٹاگر لائن پر ہیں جناب“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“...... صدر نے کہا۔

”کرنل سٹاگر بول رہا ہوں سر“...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو صدر نے فون پیس کے نیچے موجود سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی نہ صرف سیکرٹری سے رابطہ ختم ہو گیا تھا بلکہ فون بھی مکمل طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔

”کیا آپ کا فون محفوظ ہے“...... صدر نے بھاری لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ سر“...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”یس سر۔ اب فون ہر لحاظ سے محفوظ ہے جناب“...... چند لمحوں

کی خاموشی کے بعد کرنل سٹاگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا میں کارسیکا سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کو فوری طور پر آف کرا دیں"...... صدر نے کہا۔

"سیکنڈ سیکرٹری کو سر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ نوٹ کر لیں۔ سیکنڈ سیکرٹری کارسیکا سفارت خانہ ناراک ایکریمیا"...... صدر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"دوسرا حکم نوٹ کریں"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کارسیکا کے چیف سیکرٹری کو بھی فوری طور پر آف کرا دیں۔ چاہے وہ کہیں بھی ہوں۔ فوری طور پر۔ لیکن اس انداز میں کہ شک ہم پر نہ ہو"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔

"اب کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ملے گا"...... صدر نے ایک بار پھر خود کلامی کے انداز میں کہا لیکن اسی لمحے ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک پڑے۔ انہوں نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کارسیکا میں بلیک برڈ کے چیف تھامسن سے بات کراؤ"۔ صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے کہا۔

"کارسیکا میں بلیک برڈ کے چیف تھامسن لائن پر حاضر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر فون کے نیچے موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کر کے فون کا رابطہ فون سیکرٹری سے منقطع کر دیا۔

"ہیلو"...... صدر نے کہا۔

"تھامسن بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا آپ کا فون محفوظ ہے"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کی کال کا معلوم ہوتے ہی میں نے فون محفوظ کر لیا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کارسیکا کا علاقہ ہے کارز۔ کیا وہاں بھی آپ کا سیٹ اپ ہے یا نہیں"...... صدر نے پوچھا۔

"نہیں سر۔ وہ تو چھوٹا سا اور غیر اہم علاقہ ہے سر اس لئے وہاں سیٹ اپ قائم کرنے کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی"۔ دوسری

طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''آپ کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی میں بڑے طویل عرصے تک فیلڈ میں کام کرتے رہے ہیں اور آپ کے ریکارڈ میں بے شمار کارنامے موجود ہیں''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ میرے بارے میں یہ فرما رہے ہیں''...... تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کا ٹکراؤ کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی ہوا ہے''۔ صدر نے پوچھا۔

''یس سر۔ ٹاپ ایجنسی کی سروس کے دوران دو بار ہو چکا ہے''۔ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اس ٹکراؤ کا کیا رزلٹ رہا''...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''سر۔ ایک بار ہم کامیاب رہے اور ایک بار ہم ناکام رہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''گڈ۔ کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کام کرنے والے عمران سے واقف ہیں''...... صدر نے پوچھا۔

''یس سر۔ ٹکراؤ اسی سے ہوتا رہا ہے۔ ایک بار تو میں ٹاپ ایجنسی کے سلسلے میں پاکیشیا بھی کام کر چکا ہوں جناب''...... تھامسن نے جواب دیا۔

''گڈ مسٹر تھامسن۔ اب آپ میرا خصوصی حکم سن لیں۔ کارز میں ایک خفیہ لیبارٹری ہے جسے کسی صورت بھی ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیبارٹری میں پاکیشیا سے حاصل کئے گئے ایک فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ابھی یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کا فارمولا اس لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے اور نہ ہی انہیں کسی صورت معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ اس عمران سے کوئی چیز خفیہ نہیں رہتی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا سراغ لگا لے اور اپنی ٹیم لے کر کارز پہنچ جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو وہاں آپ نے انہیں کور کر کے ہلاک کرنا ہے اور چونکہ اس کام میں کئی ماہ بھی لگ سکتے ہیں اس لئے آپ وہاں بلیک برڈ کا ہیڈکوارٹر بنا لیں۔ چونکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آپ کے بارے میں علم نہ ہو گا اس لئے آپ آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں''...... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... تھامسن نے جواب دیا۔

''دوسرا حکم سن لیں۔ آپ نے کسی چیکنگ وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑنا اور نہ ہی انہیں بے ہوش کر کے پھر ہوش میں لا کر ہلاک کرنا ہے کیونکہ انہیں چند منٹ بھی مل جائیں تو وہ سچوئیشن تبدیل کر لیتے ہیں اس لئے آپ نے بلا کسی توقف کے انہیں گولی مار دینی ہے اس کے لئے چاہے آپ کو کارز کی آدھی آبادی ہی کیوں نہ ہلاک کرنی پڑے۔ پرواہ مت کریں۔ کارسیکا حکومت آپ کے

معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی“...... صدر نے کہا۔

”یس سر۔ یہ بتا دیں کہ یہ لیبارٹری اسرائیلی ہے یا کارسیکا کی“...... تھامسن نے کہا۔

”کارسیکا کی ہے لیکن اس فارمولے پر اسرائیلی سائنس دان کام کر رہے ہیں اور اسرائیل کے مفاد میں کام ہو رہا ہے“۔ صدر نے کہا۔

”یس سر۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ کارز میں داخل ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی فوری طور پر ہلاک کر دیئے جائیں گے چاہے وہ کسی بھی روپ میں داخل ہوں“...... تھامسن نے کہا۔

”او کے۔ کسی بھی وقت اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو تو آپ کارسیکا حکومت، پولیس اور ملٹری کو بلیک فائٹ کا لفظ بتا دیں۔ آپ سے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا“...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کریڈل دبایا اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے ان کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ سے بات کرائیں“...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب ان کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... صدر نے کہا۔

”کرنل زیکارڈ لائن پر موجود ہیں سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراؤ بات“...... صدر نے کہا۔

”سر۔ میں کرنل زیکارڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد کرنل زیکارڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل زیکارڈ۔ میں نے بلیک برڈ کے چیف تھامسن کو حکم دے دیا ہے کہ وہ کارز میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیں۔ اس سلسلے میں انہیں جتنے بھی فنڈ ضرورت پڑیں آپ نے انہیں فوری طور پر مہیا کرنے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچی تو تھامسن اور اس کے آدمی ان کے خلاف ایکشن میں آئیں گے۔ آپ حکومت کارسیکا کو بتا دیں کہ وہ اپنی پولیس، ملٹری اور تمام حکام کو خصوصاً کارز میں یہ بتا دیں کہ بلیک برڈ کی طرف سے بلیک فائٹ کے الفاظ ان کے لئے کوڈ ہوں گے اور وہ ہر صورت میں بلیک برڈ سے تعاون کریں گے“...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

عمران۔ جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اسوان کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ آج صبح کافرستان سے ایک فلائٹ کے ذریعے یہاں پہنچے تھے اور ان سب نے ایکریمین میک اپ کیا ہوا تھا۔ یہ کوٹھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ اسمتھ نے ان کی پاکیشیا سے روانگی سے پہلے ہائر کر لی تھی اور اس بارے میں تفصیلات چیف تک اور چیف سے عمران تک پہنچ گئی تھیں۔ اسمتھ اسوان کے ایک ہمسایہ ملک میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا اور چیف نے اسے حکم دے دیا تھا کہ جب تک عمران اور اس کے ساتھی اسوان میں رہیں اسمتھ بھی وہاں رہے تاکہ عمران کسی بھی وقت کسی بھی ضرورت کے تحت اس سے رابطہ کر سکے۔ چنانچہ عمران نے پاکیشیا سے روانگی سے قبل اسمتھ سے خود رابطہ کیا تھا اور اسے تفصیل

سے ہدایات دی تھیں۔ اس کے بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے کافرستان اور پھر کافرستان سے طویل ہوائی سفر کر کے یہاں پہنچا تھا۔ اسمتھ نے ان کا استقبال ایئر پورٹ پر کیا تھا اور وہ انہیں اپنی ویگن میں ساتھ لے کر اس کوٹھی میں چھوڑ گیا تھا۔ انہیں اس کوٹھی میں پہنچے ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے اور ان دو گھنٹوں میں وہ دو بار ہاٹ کافی پی چکے تھے اور پہلے تو سب اس لئے خاموش رہے تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ عمران جب تک خود نہ چاہے وہ مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا لیکن اب دو گھنٹوں سے عمران جس طرح اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا اس سے ان کے اندر بے چینی پیدا ہونے لگی تھی۔

"کیا ہم یہاں ہاٹ کافی پینے آئے ہیں"...... تنویر نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

"جولیا کولڈ کافی بنانے کی بھی ماہر ہے۔ تم بے شک ہاٹ کافی کی بجائے کولڈ کافی پیئو۔ ویسے بھی تم جیسے زود رنج آدمی کو کولڈ کافی ہی پینی چاہئے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ویسے تم نے شاید کولڈ کی بجائے آئس کافی پی رکھی ہے"...... جولیا نے تنویر کی حمایت میں بولتے ہوئے کہا۔

"اسی آئس کافی کی وجہ سے تو تنویر ابھی تک اس عہدہ جلیلہ پر

فائز چلا آ رہا ہے ورنہ کب کا منکر نکیر کو حساب کتاب دے چکا ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوائے تنویر کے سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''کس عہدہ جلیلہ کی بات کر رہے ہو تم''...... تنویر نے غصیلے میں کہا۔

''ایک ہی تو عہدہ ایسا ہے جسے عہدہ جلیلہ کہا جاتا ہے اور وہ ہے رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔ رقیب رو سفید والا بلکہ رقیب رو سرخ''...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''یہ جلیلہ کیسے ہو گیا''...... تنویر شاید حجت بازی پر اتر آیا تھا۔

''تکون کے دوسرے سرے پر علی عمران جیسا مرد جلیل جو موجود ہے''...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

''تم خواہ مخواہ حرف ج ساتھ لگا رہے ہو۔ اس کی بجائے ذ لگا لو تو تمہاری صحیح تعریف ہو سکتی ہے''...... تنویر نے کہا تو ایک بار پھر قہقہے پھوٹ پڑے کیونکہ تنویر نے واقعی انتہائی خوبصورت جواب دیا تھا۔ اس نے عمران کو مرد جلیل کی بجائے مرد ذلیل بنا دیا تھا۔

''تکون کے تیسرے سرے پر جولیا ہے۔ ذولیا نہیں اس لئے مجبوری ہے ج ہی لگانا ہو گی''...... عمران نے فوراً ہی جواب دیا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اب یہی باتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ ہمیں بتاؤ کہ یہاں اسوان

میں ہمارا کیا مشن ہے''...... جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''چیف نے تمہیں کیا بتایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف نے کہا تھا کہ عمران ہمیں بریف کرے گا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''پھر تو مجھے سلمنگ سنٹر کھول لینا چاہئے تاکہ اس بریفنگ سے کوئی بھاری رقم کمائی جا سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہلے اس نے کبھی بتایا ہے جو اب بتائے گا۔ چیف نجانے کیوں ہر بار ہمیں امتحان میں ڈال دیتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پاس ہو گئے تو امتحان بھی ختم ہو جائیں گے''...... عمران نے جواب دیا تو اس بار سب کے ساتھ ساتھ تنویر بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''اسمتھ بول رہا ہوں مسٹر مائیکل''...... دوسری طرف سے اسمتھ کی آواز سنائی دی۔

''آئرن سمتھ یا گولڈ سمتھ''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف

سے اسمتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو مرضی آئے سمجھ لیں مسٹر مائیکل۔ بہرحال ایک ٹپ ملی ہے۔ اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا ٹپ ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"لالیکا کا گولڈن نائٹ کلب کے مالک و جنرل مینجر مارتھر سے خاصا میل جول ہے لیکن اس مارتھر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اسوان کا سب سے خطرناک گینگسٹر ہے اور گولڈن نائٹ کلب بھی اسوان کا انتہائی بدنام ترین کلب ہے"...... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ٹپ درست ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم رقم دے کر مزید معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے کلبوں میں تو دولت کا سکہ چلتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ میں نے کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ کوئی کسی بھی صورت میں زبان کھولنے پر تیار نہیں ہے"...... اسمتھ نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ لالیکا کون ہے"...... جولیا نے اس بار حقیقی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے عورت کا نام ہی ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گولڈن نائٹ کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ وہاں کوئی نمبر نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ کلب میں فون ہی نہیں ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہاں سیٹلائٹ فون ہو گا۔ عام ایکس چینج کا نمبر نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ لالیکا کون ہے اور تم اس بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تمہیں بریف کر دیا جائے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"اسوان میں ایک خفیہ سرکاری تنظیم ہے جس کا نام ڈبل ریڈ ہے۔ اس تنظیم کا ایک سپر ایجنٹ ہے جس کا نام کرنل سوبرز ہے اور

لائیکا اس کرنل سوبرز کی بیوی ہے اور خود بھی ایک سپریم ایجنٹ ہے
کیونکہ خواتین ہمیشہ مردوں کے مقابلے میں سپریم ہوتی ہیں"۔
عمران کی زبان بات کرتے کرتے ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے
لگ گئی تھی۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"مرد پلیز ہوں یا نہ ہوں خواتین واقعی سپریم ہوتی ہیں۔ بہرحال
کرنل سوبرز، لائیکا اور اپنے دو ساتھیوں سمیت پاکیشیا آیا اور انہوں
نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے نیشنل لیبارٹری میں
داخل ہو کر ریکارڈ روم سے پاکیشیا کے دفاع کے بنیادی میزائل جے
ایس ایس کروز میزائل کہا جاتا ہے، کا فارمولا اڑا لیا۔ صفدر نے ایئر
پورٹ پر جن لوگوں کو مشکوک سمجھا تھا یہ وہی لوگ تھے۔ فارمولے
کی فائل لائیکا لے کر فوراً ایکریمیا روانہ ہو گئی اور کرنل سوبرز وہیں
رہ گیا۔ وہ پاکیشیا سے کافرستان گیا اور کافرستان سے ایکریمیا پہنچ
گیا۔ کرنل سوبرز کی کافرستان سے روانگی کا علم تمہارے چیف کو ہو
گیا۔ اس نے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کی ڈیوٹی لگائی کہ
کرنل سوبرز کو کور کرے۔ اس وقت تک خیال یہی تھا کہ فائل کرنل
سوبرز کے پاس ہو گی۔ ناٹران نے اس کو کور کیا۔ اس کی تلاشی
گئی لیکن فائل اس کے پاس نہ تھا۔ بہرحال کرنل سوبرز، ناٹران
کے آدمیوں کو ہلاک کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن
سے یہ بات طے ہو گئی کہ فائل لائیکا لے گئی ہے اس لئے اب

یہاں آئے ہیں تاکہ لائیکا سے معلوم کیا جا سکے کہ اس نے فائل
کس کے حوالے کی ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے عمران صاحب کہ یہ فائل اس نے ڈبل ریڈ کے
چیف کو دی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہو سکتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا
نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"تمہارا ایسا خیال کیوں ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"جہاں تک تمہارے چیف نے تحقیقات کی ہیں اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ فائل اصل میں اسرائیل حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن اس
نے خود سامنے آنے کی بجائے اسوان کی ڈبل ریڈ کو سامنے کیا ہے
لیکن جس طرح ان لوگوں نے فائل کو پاکیشیا سے نکالا ہے اس سے
لگتا ہے کہ لائیکا یہ فائل لے کر اسوان نہیں پہنچی ہو گی بلکہ اسوان
سے پہلے ہی اس نے اسے کسی کے حوالے کر دیا ہو گا کیونکہ وہ
پاکیشیا سے اسوان آنے کی بجائے ناراک آئی ہے اور تمہیں معلوم
ہے کہ اسرائیل کا سفارت خانہ ایکریمیا میں ونگٹن میں نہیں بلکہ
ناراک میں ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس نے یہ فائل ناراک
میں اسرائیل کے سفارت خانے کے کسی عہدیدار کو دی ہے"۔ عمران
نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ ایسا ہو سکتا ہے

لیکن ایسی صورت میں ہم ناراک جا کر اس سفارت خانے سے معلومات کیوں نہ حاصل کر لیں"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس طرح اسرائیل کو یقیناً اطلاع مل جائے گی اور پھر اسرائیل میں داخلے کے تمام راستے بند کر دیئے جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر یہ فائل اسرائیل نے حاصل کی ہے تو پھر اسرائیل کو ویسے ہی معلوم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے آئے گی"۔ صفدر نے کہا۔

"تمہارے چیف نے اس پر بھی کام کیا ہے۔ اسرائیل میں فلسطینی گروپ کے ذریعے معلومات حاصل کی گئی ہیں لیکن اسرائیلی ایجنٹوں کو الرٹ ہونے کی کوئی ہدایات نہیں دی گئیں ورنہ ایسا لازماً ہوتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فائل اسرائیل نہیں پہنچی بلکہ اسرائیل سے باہر کسی اسرائیلی لیبارٹری میں براہ راست پہنچائی گئی ہے اس لئے اس کا سراغ لالیکا سے ہی آگے بڑھ سکے گا"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اب اس مارتھر سے کیا معلوم کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس لالیکا کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ڈبل ریڈ کو اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ اسمتھ باوجود کوشش کے اس کا معمولی سا سراغ بھی نہیں لگا سکا۔ کرنل سوبرز کا بھی سراغ نہیں لگایا جا سکا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم یہیں رہو۔ میں اور تنویر جا کر معلومات حاصل کر لیتے ہیں"...... جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا تو خاموش بیٹھا ہوا تنویر یکلخت چونک پڑا۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"میری طرف سے تو اجازت ہے لیکن پھر تمہاری واپسی یہاں نہیں ہو سکتی"...... عمران نے کہا اس بار جولیا اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔

"کیوں۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس لئے کہ تم نے وہاں جو کچھ کرنا ہے اس کے نتیجے میں پولیس نے حرکت میں آ جانا ہے اور یہاں کی پولیس پاکیشیا کی پولیس جیسی نہیں ہے۔ اس نے پورے شہر کی ناکہ بندی کر دینی ہے اور اگر تم یہاں آئے تو پھر ہم بھی ساتھ ہی اس کے شکنجے میں پھنس جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ایسے کلبوں میں تو گولیاں چلتی ہی رہتی ہیں اور قتل و غارت بھی ہوتی رہتی ہے۔ پھر پولیس کیوں آئے گی"...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو عام حالات ہوتے ہیں لیکن تنویر ساتھ ہو تو پھر عام حالات نہیں رہتے۔ خاص بن جاتے ہیں۔ جب گولڈن نائٹ کلب میں قتل عام ہو گا تو پھر لامحالہ پولیس کو آنا ہی پڑے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں احمق ہوں۔ کیوں"...... تنویر نے

پھنکاتے ہوئے کہا۔

"احمق تو خود مارا جاتا ہے۔ تم تو دوسروں کا قتل عام کرتے ہو اس لئے تم احمق کیسے ہو گئے۔ البتہ جوشیلے ضرور ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں صفدر کے ساتھ چلی جاتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ اب کیا ہے۔ صفدر تو جوشیلا نہیں ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"صفدر مصلحت پسند ہے اور مصلحت گولڈن نائٹ جیسے کلبوں میں کام نہیں دیتی۔ اس نے تو الٹا تمہارا اور مارتھر کا بیچ بچاؤ کرانا شروع کر دینا ہے"...... عمران نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"چلو تمہیں کیپٹن شکیل پر تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... جولیا بھی شاید موڈ میں تھی۔

"کیپٹن شکیل سوچتا رہ جائے گا کہ مارتھر سے کیا پوچھا جائے اور کیا نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں۔ یہی مطلب ہے نا تمہارا"...... جولیا نے اس بار خاص لہجے میں کہا تو تنویر سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"میرے ساتھ جانے کا مطلب ہو گا کہ بے چاری لالیکا کو کرنل سوبرز سے طلاق لینا پڑے گی"...... عمران نے جواب دیا تو کم

بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اب اتنے بھی پرنس چارمنگ نہیں ہو تم"...... جولیا نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"پرنس تو بہرحال میں ہوں چاہے فرضی ہی سہی۔ لیکن تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے چارمنگ بن جاؤں گا"...... عمران نے بڑے معنی خیز انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت جیسے بہار سی آ گئی۔ وہ عمران کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔

"عمران صاحب۔ آپ اکیلے جانا چاہتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا اس لئے ہم سب چلیں گے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھل اٹھے۔

"تو پھر چلو۔ اب تک ہم اس کام کو مکمل بھی کر چکے ہوتے"۔ جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہمیں غنڈوں جیسے میک اپ کرنے ہوں گے ورنہ ہم اس مارتھر تک نہیں پہنچ سکتے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن مس جولیا کا کیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"اگر روزی راسکل ہو سکتی ہے تو جولیا راسکل کیوں نہیں ہو سکتی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ گھٹیا الفاظ میرے نام کے ساتھ مت استعمال کرو۔

سمجھے‘‘...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تو تم جولیا نوبل بن جاؤ۔ مطلب ہے جولیا شریف‘‘۔ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

’’ہاں۔ یہ نام بہرحال ہو سکتا ہے‘‘...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن اسمتھ نے تمہارے سامنے فون پر بتایا ہے کہ اس کلب میں شریفوں کا کوئی کام نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم خواہ مخواہ کی فضول باتیں مت کرو اور چلو‘‘...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب ساتھی بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب غنڈوں اور بدمعاشوں کے میک اپ میں کوٹھی میں موجود کار میں سوار ہو کر کوٹھی سے نکلے اور گولڈن نائٹ کلب کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے یہاں پہنچ کر ایئر پورٹ سے ہی شہر کا تفصیلی نقشہ خرید لیا تھا اور کوٹھی پہنچ کر اس نے اس نقشے کو اس انداز میں دیکھا تھا کہ جیسے وہ اسے حفظ کر رہا ہو اور یہی وجہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ گولڈن نائٹ کلب کہاں ہے اور اس کالونی سے وہاں پہنچنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا ہو گا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران، سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دا منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے جس پر جہازی سائز کا گولڈن

نائٹ کلب کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ تھی جس میں تقریباً ہر ماڈل اور ہر کمپنی کی کاریں موجود تھیں۔

’’میں کوشش کروں گا کہ بغیر کسی جھگڑے کے مارتھر تک پہنچ جاؤں اس لئے جب تک میں ایکشن میں نہ آؤں تم میں سے کسی نے ایکشن میں نہیں آنا‘‘...... عمران نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

’’ایسے نہیں چلے گا عمران صاحب۔ مس جولیا کی وجہ سے وہاں ہمارا لازماً جھگڑا ہو گا اور پھر یہ جھگڑا ظاہر ہے بڑھتا ہی چلا جائے گا‘‘...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’تو تم لوگ جاؤ۔ میں یہیں کار میں بیٹھتی ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’کیپٹن شکیل تم کار لے کر اس کلب کی عقبی طرف سڑک پر پہنچ جاؤ اور کار کو کسی پارکنگ میں روک دینا۔ میں نے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑتے ہوئے اس عمارت کی جو سچویشن دیکھی ہے اس سے لگتا ہے کہ عقبی طرف بھی اس کا راستہ ہو گا۔ اگر ہمیں جھگڑا نہ کرنا پڑا تو ہم اس مین راستے سے باہر آ کر تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور اگر جھگڑا ہوا تو عقبی طرف سے بھی پہنچ سکتے ہیں۔ بہرحال یہاں جولیا کا اکیلے بیٹھنا بھی ٹھیک نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی چابیاں کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیں اور خود نیچے اتر آیا۔ یہاں پارکنگ ٹوکن کا شاید رواج ہی نہ تھا کیونکہ

یہاں شاید کار چوری کیے جانے کا تصور ہی نہ تھا۔ صفدر اور تنویر بھی کار سے نیچے اتر آئے جبکہ کیپٹن شکیل اتر کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

''آؤ''...... عمران نے تنویر اور صفدر سے کہا اور مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ چونکہ وہ تینوں ہی عام غنڈوں کے میک اپ اور لباس میں تھے اس لئے آنے جانے والے ان کی طرف سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے گزر جاتے تھے۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں واقعی ویسا ہی ماحول تھا جیسا ایسے کلبوں میں ہوتا ہے۔ وہاں منشیات کا دھواں اور شراب کی تیز بو ہر طرف موجود تھی۔ چار مسلح افراد بھی دیواروں سے پشت لگائے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ عورتیں بھی وہاں موجود تھیں لیکن ان کی حالت واقعی طوائفوں سے بھی بدتر تھی۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے ایک طرف سٹول پر ایک لمبے بالوں والا پہلوان نما غنڈہ موجود تھا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی دو اور آدمی تھے جو ویٹرس کو سروس دینے میں مصروف تھے۔ عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''مارتھر سے کہو کہ ناراک سے ریڈ ٹائیگر کا جوزی آیا ہے اپنے ساتھیوں سمیت''...... عمران نے لمبے بالوں والے سے مخاطب ہو کر خالصتاً بدمعاشوں کے لہجے میں کہا۔

''ریڈ ٹائیگر۔ اوہ اچھا''...... اس لمبے بالوں والے نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا

رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر انگلی سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تو وہ لمبے بالوں والا چونکا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

''کیا ہے''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت اور تحکمانہ تھا۔

''کاؤنٹر سے جیگی بول رہا ہوں۔ ناراک سے ریڈ ٹائیگر کا جوزی اپنے دو ساتھیوں سمیت یہاں کاؤنٹر پر موجود ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے''...... لمبے بالوں والے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ریڈ ٹائیگر۔ ناراک۔ اوہ اچھا۔ بھجوا دو انہیں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور عمران کے ساتھ کھڑے ہوئے صفدر اور تنویر دونوں سمجھ گئے کہ عمران نے کسی ایسے گینگ کا نام لے دیا ہے جس کی شہرت بلکہ دہشت یہاں یورپ میں بھی چھائی ہوئی ہے۔ لمبے بالوں والے نے رسیور رکھا اور سائیڈ پر موجود ایک آدمی کو بلایا۔

''روکی۔ ان معزز صاحبان کو باس کے آفس تک چھوڑ آؤ''۔ لمبے بالوں والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس آدمی سے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اپنے آپ کو معزز کہنے پر بے اختیار مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے موجود ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو رہے تھے جسے آفس

کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ مارتھر بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے سر کے بال سپرنگوں کی طرح کے تھے۔ آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں تیز چمک موجود تھی۔ چہرے پر سفاکی تھی اور وہ اپنے چہرے مہرے اور انداز سے ہی کوئی بڑا گینگسٹر لگ رہا تھا۔

''آؤ۔ آؤ۔ بیٹھو۔ کیا نام ہے تمہارا''...... ان کے اندر داخل ہوتے ہی مارتھر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب سے آگے موجود عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''میرا نام جوزی ہے۔ بگ جوزی''...... عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھیل کر چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

''بگ جوزی۔ کیا واقعی۔ اوہ۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ ریڈ ٹائیگر کے بگ جوزی سے میری ملاقات ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ لٹل جوزی آیا ہو گا''...... مارتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ مارشل اور رونالڈ ہیں''...... عمران نے صفدر اور تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر مارتھر نے ان سے بھی بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

''بیٹھو اور بلاتکلف بتا دو کہ تم کیا پینا پسند کرو گے''...... مارتھر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے

عمران کا انتہائی عقیدت مند ہو۔

''تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بگ جوزی شراب نہیں پیا کرتا اور نہ ہی اس کے ساتھی پیتے ہیں''...... عمران نے کہا تو مارتھر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''اچھا۔ اوہ۔ یہ تو اور حیرت انگیز بات ہے۔ بہرحال بگ جوزی سے کوئی بات بھی ناممکن نہیں ہے''...... مارتھر نے جواب دیا۔

اس بار عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

''تو پھر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں بگ جوزی کی''...... مارتھر نے چند لمحوں بعد کہا۔

''کرنل سوبرز کی بیوی لالیکا تمہارے پاس آتی رہتی ہے۔ اس سے ہماری ملاقات کرا دو''...... عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں کہا تو مارتھر کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔

''تم۔ تم بگ جوزی نہیں ہو سکتے۔ کبھی نہیں ہو سکتے۔ کون ہو تم''...... مارتھر کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

''کیوں۔ یہ احمقانہ خیال تمہیں کیسے آ گیا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بگ جوزی اور کرنل سوبرز دونوں لالیکا سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن لالیکا نے فیصلہ کرنل سوبرز کے حق میں کر دیا اور بگ جوزی نے انہیں چیلنج دے دیا کہ وہ جب بھی ناراک آئیں گے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے

گا لیکن پھر یہ دونوں ہی سرکاری تنظیم میں چلے گئے۔ اس طرح بگ جوزی سے بچ گئے اور اب تم بگ جوزی بن کر آئے ہو اور کہہ رہے ہو کہ تم لالیکا سے ملنا چاہتے ہو۔ مجھے پہلے ہی شک پڑا تھا کیونکہ میں نے سنا ہوا تھا کہ بگ جوزی بلانوش ہے۔ وہ مسلسل شراب پیتا رہتا ہے لیکن تم نے شراب پینے سے انکار کر دیا تھا اور اب تم بتاؤ گے کہ تم کون ہو اور کیوں بگ جوزی بن کر یہاں آئے ہو''...... مارتھر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور آخری فقرہ اس نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہارے دماغ پر چربی چڑھ چکی ہے کہ تم بگ جوزی کو دھمکیاں دے رہے ہو۔ بگ جوزی کو دھمکیاں۔ واہ۔ یہ وقت بھی آنا تھا بگ جوزی پر''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اسی لمحے مارتھر کا ہاتھ تیزی سے اوپر کو اٹھا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جو اس نے میز کی کھلی دراز سے اٹھایا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ سیدھا ہوتا ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی مشین پسٹل مارتھر کے ہاتھ سے نکل کر اس کے عقب میں جا گرا۔ مارتھر چیختا ہوا اٹھا ہی تھا کہ تنویر جو سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا یکلخت کسی بھوکے عقاب کی طرح اٹھ کر اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے مارتھر ایک بار پھر چیختا ہوا ایک دھاکے سے سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ نیچے گرا تنویر نے پوری قوت سے اس کا چہرہ بوٹ کے تلے سے زگڑ دیا اور مارتھر کا سمٹا ہوا جسم

یکلخت کسی ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح پھڑکنے لگا۔

''بس کافی ہے''...... عمران نے تنویر کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے واپس کھینچتے ہوئے کہا جو شاید ایک بار پھر اس کے منہ پر بوٹ کا سول رگڑنا چاہتا تھا۔ پہلی رگڑ سے ہی مارتھر کی ناک پچک گئی تھی اور اس میں سے خون نکلنے لگا تھا۔

''بولو کہاں ہے لالیکا۔ بولو''...... عمران نے تنویر کو پیچھے ہٹا کر اس کی گردن پر پیر رکھ کر موڑتے ہوئے کہا تو مارتھر کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا بگڑا ہوا چہرہ انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

''بولو کہاں ہے۔ بولو''...... عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ بالی گئی ہے بالی۔ سوبرز کے ساتھ بالی گئی ہے۔ جزیرہ بالی''...... مارتھر کے منہ سے چیخنے کے سے انداز میں الفاظ نکلے۔

''وہاں کا فون نمبر بتاؤ''...... عمران نے پیر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو مارتھر کی حالت انتہائی خستہ ہو گئی۔ اس نے رک رک کر فون نمبر بتا دیا۔ عمران نے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ اس نے اس کے سر پر مار دیا۔ مارتھر کی حالت پہلے ہی انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے ڈھیلا پڑ گیا۔

"صفدر۔ تم اور تنویر اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو"...... عمران نے کہا تو تنویر اور صفدر نے مل کر اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ صفدر آفس کا دروازہ پہلے ہی بند کر کے لاک کر چکا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے جزیرہ بالی کا کوڈ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کوڈ نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"صفدر۔ اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ میں اس سے کنفرم کراؤں"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا جبکہ عمران کے کہنے پر تنویر اس کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا جس پر مارتھر بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جب مارتھر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"خنجر نکال لو۔ یہ موٹے دماغ کا آدمی ہے۔ آسانی سے قابو نہیں آئے گا"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکال لیا۔ اسی لمحے مارتھر نے کراہتے ہوئے

آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے عقب میں موجود تنویر نے اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم کون ہو"...... مارتھر نے قدرے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو مارتھر۔ ہمارا تعلق کافرستان سے ہے۔ سمجھے۔ سوبرز اور لالیکا نے پاکیشیا سے ایک سائنسی فارمولا حاصل کیا اور لالیکا یہ فارمولا لے کر فوری طور پر پاکیشیا سے نکل آئی تھی۔ وہ ناراک کی فلائٹ پر سوار ہوئی تھی۔ ہمیں وہ فارمولا چاہئے۔ میں لالیکا کو فون کر کے تمہارے کان سے رسیور لگا دیتا ہوں۔ تم نے لالیکا سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اس نے یہ فارمولا کس کے حوالے کیا ہے۔ اگر تم کامیاب رہے تو زندہ رہو گے ورنہ ہم تمہیں ہلاک کر کے بالی چلے جائیں گے اور خود ہی اس سے معلوم کر لیں گے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے نہیں بتائے گی۔ وہ تو ایسے معاملات میں انتہائی رازداری برتنے کی قائل ہے"...... مارتھر نے رک رک کر کہا۔

"اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے پاس کھڑے صفدر سے کہا تو صفدر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ مارتھر کے حلق سے نکلنے والی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ صفدر نے ایک ہی جھٹکے سے خنجر کی نوک کی مدد سے اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا کاٹ کر

باہر اچھال دیا تھا۔ مارتھر کرسی پر ہی پھڑکنے لگا کیونکہ تنویر نے اس
کے دونوں کاندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے اٹھنے سے روکا ہوا تھا۔ دو
تین چیخیں مارنے کے بعد وہ کراہنے لگا اور ساتھ ہی اس نے دائیں
بائیں اس طرح سر مارنا شروع کر دیا جیسے گھڑی کا پنڈولم حرکت کرتا
ہے۔ اس کی حالت بے حد خستہ ہو رہی تھی۔

"اسے شراب پلاؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر پیچھے ہٹا اور ایک
طرف موجود ریک میں سے اس نے شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور
اس کا ڈھکن کھول کر اس نے آگے بڑھ کر بوتل کا منہ مارتھر کے
منہ میں گھسیڑ دیا۔ دوسرے لمحے مارتھر اس طرح شراب پینے لگا
جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جب ایک چوتھائی بوتل اس کے حلق
سے نیچے اتر گئی تو صفدر نے ایک جھٹکے سے بوتل واپس کھینچ لی۔
شراب پینے سے مارتھر کی حالت خاصی بہتر ہو گئی تھی۔ اس کا مسخ ہو
جانے والا چہرہ بھی خاصا بحال ہو گیا تھا۔

"اب اگر تم نے انکار کیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دی جائے گ
اور تمہیں خود بھی احساس ہو گا کہ جب تم جیسے لوگ اندھے کر د
جائیں تو پھر ان کا حشر کیا ہوتا ہے"...... عمران نے انتہائی سرد ل
میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مار دو۔ مگر۔ مگر اندھا مت کرو۔ مجھے مار د
مارتھر نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں مارنا مقصود ہوتا تو گولیاں تمہارے مشین پسٹل

پڑنے کی بجائے تمہارے دل پر پڑتیں۔ اگر تم نے ہماری بات نہ
مانی تو تمہیں اندھا کر کے ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ پھر تم
جانو اور تمہارا اندھا پن۔ بولو۔ یہ تمہارا آخری چانس ہے یا تم ہمیشہ
کے لئے اندھے ہو جاؤ گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"فون ملاؤ۔ میں معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ مجھے اندھا مت کرو"۔
مارتھر نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر پریس کر کے اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی
پریس کر دیا اور پھر رسیور مارتھر کے کان سے لگا دیا۔ پہلے تو کئی بار
گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"برائٹ سٹار کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسوان سے مارتھر بول رہا ہوں۔ لالیکا سے بات کراؤ"۔ مارتھر
نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ لالیکا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری
نسوانی آواز سنائی دی۔

"مارتھر بول رہا ہوں لالیکا"...... مارتھر نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... لالیکا نے
حیران ہو کر پوچھا۔

"تم نے ایک بار بات کی تھی کہ تم نے پاکیشیا سے لایا جانے
والا فارمولا ناراک میں کارسیکا سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کو

دے دیا تھا''...... مارتھر نے کہا۔

''ہاں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو اور تم نے اس کے لئے خصوصی طور پر فون کیوں کیا ہے''...... لالیکا نے اس بار اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے کافرستان سے میرے ایک دوست نے فون کر کے بتایا ہے کہ کافرستان اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے گروپ بھیج رہا ہے جو اسوان پہنچنے والا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ تم نے فارمولا اپنے چیف کو دیا ہو گا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ گروپ جانتا ہے کہ تم مجھ سے ملتی رہتی ہو اس لئے اس نے مجھے محتاط رہنے کے لئے فون کیا تھا''...... مارتھر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کے بات کرنے سے ہی سمجھ گیا کہ اسے پہلے سے علم تھا کہ لالیکا نے فارمولا کسے دیا ہے لیکن اس نے اس خوف سے بات نہیں کی کہ عمران اس پر یقین نہیں کرے گا۔

''کافرستان کا کیا تعلق ہے اس فارمولے سے''...... لالیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... مارتھر نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ کرتے رہیں۔ کارسیکا حکومت سے۔ مجھ سے کیا لینا ہے انہوں نے''...... لالیکا نے جواب دیا۔

''تم کب واپس آ رہی ہو''...... مارتھر نے کہا۔

''ایک ماہ بعد آؤں گی۔ ابھی تو چھٹیاں انجوائے کر رہی ہوں''

لالیکا نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے''...... مارتھر نے کہا تو عمران نے رسیور ہٹایا اور کریڈل پر رکھ دیا۔

''میں نے تمہیں یقین دلانے کے لئے فون پر بات کی ہے ورنہ میں تمہیں ویسے ہی بتا دیتا کہ لالیکا مجھے پہلے ہی یہ سب کچھ بتا چکی تھی''...... مارتھر نے کہا۔

''لالیکا کا تم سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ میری سوتیلی بہن ہے۔ باپ ایک ہیں۔ ہم دونوں کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں''...... مارتھر نے جواب دیا۔

''تنویر۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے بجائے ہاتھ رکھنے کے اس کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے مار دیا اور کمرہ ایک بار پھر مارتھر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور گردن ڈھلک گئی تو عمران مسکراتے ہوئے فون کی طرف مڑا اور اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے ناراک کا کوڈ نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ پہلے سے نہ صرف مختلف تھا بلکہ اس بار بولنے والی کا لہجہ بھی ایکریمین تھا۔

''ناراک میں کارسیکا سفارت خانے کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کارسیکا سفارت خانہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

''سیکنڈ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔ میں مادام لالیکا آف ڈبل ریڈ بول رہی ہوں''...... عمران نے اس بار لالیکا کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے دانستہ لالیکا کے نام کے ساتھ مادام لگا دیا تھا تاکہ فون آپریٹر لڑکی سیکنڈ سیکرٹری سے بات کرا دے۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ نارمن بول رہا ہوں۔ سیکنڈ سیکرٹری''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈبل ریڈ سے لالیکا بول رہی ہوں''...... عمران نے لالیکا کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ آپ۔ کیسے فون کیا ہے آپ نے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ میں نے جو فارمولا آپ تک پہنچایا تھا اس کے پیچھے کافرستان کی کوئی ٹیم ناراک پہنچ رہی ہے۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ آپ نے ان کے سامنے نہیں آنا ورنہ وہ آپ سے معلوم کر لیں گے کہ آپ نے فارمولا کہاں پہنچایا ہے۔ ویسے مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ آپ نے یہ فارمولا کارسیکا دارالحکومت کے کسی بڑے حاکم تک پہنچایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ مجھ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں کیونکہ میں نے روٹین سے ہٹ کر تو کوئی کام نہیں کیا۔ چیف سیکرٹری صاحب کو کاغذات پہنچائے جاتے رہتے ہیں اور یہ معمول ہے۔ ان کاغذات کے ساتھ فارمولا بھی انہیں مل گیا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے محتاط رہنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اسے ختم کر دو اور آؤ''...... عمران نے کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی صفدر نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور تنویر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں نے مارتھر کے سینے کو چھلنی کر دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل سوبرز اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ سامنے بیٹھی ہوئی لالیکا کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا ہے۔ تمہارا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے''...... کرنل سوبرز نے دروازہ بند کر کے آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عجیب چکر چل پڑا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا''۔ لالیکا نے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... کرنل سوبرز نے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے مارتھر نے کال کیا اور بتایا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ کافرستان کا کوئی سرکاری گروپ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے آ رہا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ فارمولا میں نے آگے پہنچایا

ہے اور اب وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں نے اسے ٹال دیا اور فون بند کر دیا لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ کافرستانی گروپ کو اس فارمولے کا کیسے پتہ چلا اور پھر کافرستانی گروپ کو اس بات کا کیسے پتہ چلا کہ فارمولا میں لے کر ناراک پہنچی تھی جبکہ کافرستان تم گئے تھے اور ویسے بھی تم ٹیم کے سربراہ تھے۔ انہیں شک تو تم پر ہی ہو سکتا تھا۔ جب میری الجھن کافی بڑھ گئی تو میں نے مارتھر کو فون کیا تا کہ اس سے اس کے دوست کے بارے میں پتہ کروں اور پھر اس سے معلوم کروں تو وہاں سے معلوم ہوا کہ مارتھر کو اس کے خصوصی آفس میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا۔ اس کی ایک آنکھ خنجر سے کاٹ کر نکال دی گئی تھی۔ اس کے کوٹ کو اس کی پشت پر نیچے کیا گیا تھا اور مزید معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ تین مرد کلب کے کاؤنٹر پر آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ناراک کے مشہور گینگ ریڈ ٹائیگر کے بگ جوزی اور اس کے ساتھی ہیں۔ کاؤنٹر سے فون کر کے مارتھر کو بتایا گیا تو اس نے انہیں اپنے مخصوص آفس میں کال کر لیا اور کلب کا آدمی انہیں مارتھر کے آفس تک چھوڑ آیا۔ پھر کافی دیر کے بعد وہ تینوں واپس چلے گئے اور جب مارتھر کو کال کیا گیا تو وہاں سے کوئی جواب نہ آنے پر چیک کیا گیا تو مارتھر کو مردہ پایا گیا''...... لالیکا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ مارتھر تو تمہارا بھائی تھا۔ اس کی موت نے

واقعی تمہیں دھچکا پہنچایا ہو گا''...... کرنل سوبرز نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن ایک اور بات سامنے آئی ہے۔ فون کی کالیں وہاں خفیہ طور پر ٹیپ کی جاتی ہیں۔ مجھے اس کا علم ہے اس لئے میرے کہنے پر جب ان ٹیپس کو چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک کال مارتھر نے مجھے کی ہے۔ اس کے بعد ایک کال میں نے وہاں سے ناراک میں کارسیکا کے سفارت خانے میں کی ہے۔ میں نے جب اس کی ٹیپ سنی تو واقعی وہ میری آواز اور لہجہ تھا''...... لالیکا نے کہا تو کرنل سوبرز بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر یہ کام اس پاکیشائی عمران کا ہے۔ وہ آوازوں اور لہجوں کی نقل کرنے کا ماہر ہے اور اس معاملے میں اس کی تعریف پوری دنیا کرتی ہے''...... کرنل سوبرز نے کہا تو لالیکا بے اختیار چونک پڑی۔

''عمران۔ کیا مطلب۔ عمران، مارتھر کے پاس کیسے پہنچ گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... لالیکا نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم یہ بتاؤ کہ عمران نے تمہاری آواز اور لہجے میں کیا بات کی ہے فون پر''...... کرنل سوبرز نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا تو لالیکا نے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو عمران نے معلوم کر لیا کہ فارمولا

چیف سیکرٹری کارسیکا کو پہنچایا گیا ہے۔ اب وہ اس کے پیچھے جائے گا۔ مجھے چیف کو اطلاع دینی چاہئے''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''چیف کیا کرے گا''...... لالیکا نے چونک کر کہا۔

''وہ چیف سیکرٹری کارسیکا کو الرٹ کر سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں اس سلسلے میں کوئی احکامات دے''...... کرنل سوبرز نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لالیکا نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل سوبرز بول رہا ہوں آئی لینڈ سے۔ چیف سے بات کراؤ''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں کرنل سوبرز بول رہا ہوں بالی آئی لینڈ سے''۔ کرنل سوبرز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کیوں کال کی ہے''...... چیف نے پوچھا تو کرنل سوبرز نے لالیکا کی بتائی ہوئی باتیں تفصیل سے بتا دیں اور ساتھ ہی اپنی رائے بھی بتا دی۔

''تمہارا آئیڈیا درست ہے۔ اس کا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے نہ صرف تمہارا سراغ لگا لیا ہے بلکہ وہ لوگ مارتھر تک بھی

پہنچ گئے ہیں اور اب یہ بات سامنے آ گئی کہ انہیں یہ بھی معلوم ہو
گیا ہے کہ یہ فارمولا چیف سیکرٹری کو پہنچایا گیا ہے اور یہ اچھا ہوا
کیونکہ اس طرح وہ لوگ ہمارے پیچھے نہیں آئیں گے ورنہ وہ
لامحالہ ڈبل ریڈ کے خلاف کام شروع کر دیتے۔ میں چیف سیکرٹری
صاحب کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ وہ اپنی حفاظت کر لیں گے اور کارسیکا
کی کوئی نہ کوئی تنظیم بھی سامنے آ جائے گی۔ پھر وہ آپس میں لڑتے
پھریں گے''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... کرنل سوبرز نے
کہا۔

''تمہارا فون نمبر سیکرٹری کے پاس ہے اس لئے ضرورت پڑی
تمہیں کال کر لیا جائے گا۔ فی الحال تم چھٹیاں مناؤ''...... چیف نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل سوبرز نے رسیور
رکھ دیا۔

''عمران کو کیسے پتہ چلا ہو گا''...... لالیکا نے کہا۔

''وہ ایسے معاملات کا ماہر ہے۔ میرے بارے میں اسے معلوم
ہو گیا تھا اور انہوں نے مجھے کافرستان میں ہی گھیر لیا تھا لیکن میں
نکل جانے میں کامیاب ہو گیا''...... کرنل سوبرز نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ آدمی کوئی جادوگر ہے۔ اس کا مارتھر کے پاس
پہنچ جانا انتہائی حیرت انگیز بات ہے''...... لالیکا نے کہا۔

''چلو اس طرح ہماری جان چھوٹ گئی ہے۔ اب وہ خود

کارسیکا جا کر ٹکریں مارتا پھرے گا''...... کرنل سوبرز نے کہا تو لالیکا
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کرنل سوبرز نے الماری سے شراب کی
بوتل نکالی اور اسے گلاسوں میں ڈال دیا اور پھر وہ دونوں شراب
پینے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے کہ
اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سوبرز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل سوبرز بول رہا ہوں''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

''یس''...... کرنل سوبرز نے چونک کر کہا اور اسے چونکتے دیکھ کر
لالیکا بھی چونک پڑی تھی۔ کرنل سوبرز نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر
دیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ کرنل سوبرز بول رہا ہوں''...... کرنل سوبرز نے کہا۔

''کرنل سوبرز۔ کارسیکا کے چیف سیکرٹری آج صبح ایک روڈ
ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ویسے جو تفصیل معلوم ہوئی ہے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خالصتاً ایکسیڈنٹ تھا''...... دوسری
طرف سے چیف نے کہا۔

''اوہ۔ پھر اب کیا ہو گا چیف''...... کرنل سوبرز نے چونک کر
کہا۔

"ہو گا کیا۔ اب عمران کا راستہ رک گیا ہے۔ وہ اب معلوم نہ کر سکے گا کہ فارمولا کہاں ہے"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ وہ بہرحال اس کا کھوج لگانے کی کوشش تو کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ چیف سیکرٹری کے آفس میں کسی کو معلوم ہو"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"اگر وہ سراغ لگا لے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ لامحالہ وہ ہمارے پیچھے پڑ جائے گا اور چونکہ اسے معلوم ہے کہ تم بالی آئی لینڈ میں موجود ہو اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے پیچھے بالی آئی لینڈ پہنچ جائے اس لئے تم دونوں وہاں سے کسی اور طرف نکل جاؤ"۔ چیف نے کہا۔

"چیف۔ جب اسے معلوم ہو گیا ہے کہ لالیکا نے فارمولا کارسیکا کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کو دے دیا ہے تو پھر وہ ہمارے پیچھے آنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ وہ لامحالہ کارسیکا کے چیف سیکرٹری کے آفس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ وہ اب ہماری طرف رخ نہیں کرے گا۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں کارسیکا پہنچ کر اس کے اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام شروع کر دیں تاکہ اس کا خاتمہ کیا جا سکے"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"کیوں۔ اس حماقت کی وجہ۔ کیا کارسیکا حکومت کے پاس کوئی ایجنسی نہیں ہے"...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کافی ایجنسیاں ہیں سر۔ پھر آپ ان کے اعلیٰ حکام تک یہ بات پہنچا دیں۔ وہ خود ہی ان سے نمٹ لیں گے"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"میں نے کارسیکا کے پرائم منسٹر کو ساری تفصیل بتا دی ہے۔ وہ خود ہی تمام انتظامات کر لیں گے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"چلو تم وہیں رہو لیکن پھر بھی محتاط رہنا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل سوبرز نے رسیور رکھ دیا۔

"چیف سیکرٹری کا روڈ ایکسیڈنٹ کیسے ہو گیا"...... لالیکا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ کہیں یہ سارا سلسلہ اس عمران کو روکنے کا نہ ہو"...... کرنل سوبرز نے چونک کر کہا۔

"روکنے کا۔ کیا مطلب"...... لالیکا نے چونک کر کہا۔

"ایک منٹ"...... کرنل سوبرز نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ناراک کا کوڈ نمبر دیں"...... کرنل سوبرز نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل سوبرز نے کریڈل دبایا اور

پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ اور آواز پہلے سے مختلف تھی۔

"کارسیکا سفارت خانے کا نمبر دیں"...... کرنل سوبرز نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کارسیکا سفارت خانے کا سن کر لالیکا بے اختیار چونک پڑی لیکن کرنل سوبرز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ کارسیکا سفارت خانہ ناراک"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیکنڈ سیکرٹری نارمن صاحب سے بات کرائیں۔ میں کرنل سوبرز بول رہا ہوں"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ سیکنڈ سیکرٹری صاحب کو نصف گھنٹہ پہلے ان کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سفارت خانے کے سب لوگ وہاں گئے ہوئے ہیں اور سفارت خانہ بند کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ"...... کرنل سوبرز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... لالیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال درست نکلا ہے۔ مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ چیف سیکرٹری کو خصوصی طور پر راستے سے ہٹایا گیا ہے اور اگر چیف سیکرٹری جیسے عہدیدار کو اس طرح راستے سے ہٹایا جا سکتا ہے تو سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے اس لئے میں نے فون کیا تھا اور اب یہ بات طے ہو گئی کہ سیکنڈ سیکرٹری اور چیف سیکرٹری دونوں کو اس لئے راستے سے ہٹایا گیا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکا جا سکے اور وہ فارمولے تک کسی صورت بھی نہ پہنچ سکے"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"یہ کام کارسیکا حکومت کا ہے"...... لالیکا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام اسرائیلی حکومت کا ہے کیونکہ فارمولا انہوں نے حاصل کرنا تھا"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"ہاں۔ وہ لوگ یہ کام کر سکتے ہیں"...... لالیکا نے کہا۔

"اور اب شکر کرو کہ ہم بچ گئے ہیں ورنہ سب سے پہلے ہمارا نمبر آ جانا تھا"...... کرنل سوبرز نے کہا تو لالیکا بے اختیار اچھل پڑی۔

"ہمارا نمبر۔ کیا مطلب۔ کیا اسرائیل ہمیں بھی ہلاک کرا دیتا"۔ لالیکا نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ اسرائیل جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہے اتنا کسی اور سے نہیں۔ تم نے دیکھا کہ اس کے پاس بہترین ایجنٹ ہیں لیکن اس نے براہ راست فارمولا حاصل کرنے کی جرأت نہیں کی"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"لیکن جیسے عمران کے بارے میں بتایا گیا ہے اس سے اب مجھے یقین ہے کہ وہ بہرحال یہ معلوم کر لے گا کہ یہ فارمولا اسرائیل پہنچ گیا ہے"...... لالیکا نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال دوسرا ہے۔ اسرائیل نے لامحالہ یہ فارمولا اسرائیل میں کسی لیبارٹری میں نہیں بھجوایا ہو گا۔ اسرائیل کی بے شمار لیبارٹریاں اسرائیل سے باہر دوسرے ممالک میں بھی ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ فارمولا کسی ایسی لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہو گا جو اسرائیل سے باہر ہو گی"...... کرنل سوبرز نے کہا تو لالیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں اس عمران سے ملاقات کروں۔ اس آدمی نے مارتھر کے پاس پہنچ کر اور میری آواز اور لہجے کو صرف فون پر سن کر جس طرح کامیاب نقل کی ہے اس نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے"...... لالیکا نے کہا۔

"دیکھو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی نہ کسی مرحلے پر اس کا ہم سے ٹکراؤ ہو جائے"...... کرنل سوبرز نے کہا۔

"وہ کیسے"...... لالیکا نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسرائیل ڈبل ریڈ کو ہی ان کے مقابلے لائے گا کیونکہ جس طرح ہم نے فارمولا حاصل کیا ہے اس اسرائیلی حکام ہماری کارکردگی سے بے حد متاثر ہوئے ہوں گے" کرنل سوبرز نے کہا اور لالیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران صاحب۔ یہاں ہم نے چیف سیکرٹری کو گھیرنا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس نے فارمولا کہاں پہنچایا ہے"...... صفدر نے کہا۔ وہ سب اس وقت کارسیکا کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے کمرے میں موجود تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف چند منٹ ہی ہوئے تھے۔ یہاں ان کے لئے یہاں کے ایجنٹ نے پہلے ہی سے اس کوٹھی کا انتظام کر دیا تھا۔ یہاں نہ صرف کار موجود تھی بلکہ ان کے لئے تقریباً ہر ضرورت کا سامان موجود تھا۔ اسوان اور کارسیکا ہمسایہ ملک تھے اس لئے انہیں زیادہ طویل سفر بھی نہ کرنا پڑا تھا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں نے گراہم کے ذمے لگایا ہے کہ وہ چیف سیکرٹری کی مصروفیات معلوم کر کے بتائے تاکہ اسے کسی ایسی جگہ گھیرا جا سکے جہاں اس سے معلومات حاصل کی جا

سکیں“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف سیکرٹری کا بہت بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کسی اکیلی جگہ پر ہمیں مل جائے گا“۔ صفدر نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ یورپ ہے ایشیا نہیں اور دوسری بات یہ کہ یہاں کے سیکرٹری سر سلطان جیسے شریف نہیں ہیں۔ یہاں درپردہ بھی وہ کام ہوتے رہتے ہیں جن کا شاید ہمارے ہاں تصور بھی نہ کیا جا سکے اس لئے مجھے یقین ہے کہ چیف سیکرٹری کا کوئی نہ کوئی کمزور لمحہ ہمیں دستیاب ہو جائے گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے بتایا تھا کہ اس فارمولے کی کاپی نہیں ہو سکتی۔ لیکن کیا اسرائیلی سائنس دان اس کے نوٹس نہیں لے سکتے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ لے سکتے ہیں لیکن ان کے پاس چونکہ شوگرانی کروز میزائل کا بنیادی فارمولا نہیں ہے اس لئے وہ اس سے کوئی فوری فائدہ نہیں اٹھا سکتے“...... عمران نے جواب دیا۔

”وہ شوگران سے کروز میزائل کا بنیادی فارمولا بھی تو حاصل کر سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ کر سکتے ہیں لیکن ظاہر ہے اس کے لئے انہیں کافی عرصہ چاہئے“...... عمران نے جواب دیا۔

”جبکہ انہوں نے پاکیشیا سے فارمولا ایک ہی رات میں حاصل کر لیا تھا“...... جولیا نے کہا۔

”شوگران کے شہری اس طرح ہوس زر میں مبتلا نہیں ہیں جس طرح ہمارے ملک کے ہیں۔ جب خود سیکورٹی کا ریکارڈ کیپر انہیں تفصیلی معلومات مہیا کر دے تو پھر باقی کیا رکاوٹ رہ جاتی ہے“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ جو کچھ عمران کہہ رہا تھا وہ تلخ حقیقت تھی جسے بہرحال تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف رسیور اٹھا لیا بلکہ ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس۔ مائیکل بول رہا ہوں“...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے اور آواز میں کہا۔

”گراہم بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ آپ کے لئے ایک بری خبر ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب آج صبح ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران تو عمران اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ روڈ ایکسیڈنٹ اور چیف سیکرٹری“۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے گراہم کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب اپنی رہائش

گاہ سے آفس آ رہے تھے۔ ان کا سیکورٹی اسکوارڈ بھی ان کی کار کے آگے پیچھے تھا کہ اچانک تیز رفتاری کی وجہ سے ان کی کار کا ایک پہیہ سڑک سے نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی کار قلابازیاں کھاتی چلی گئی اور چیف سیکرٹری صاحب کار کے اندر ہی ہلاک ہو گئے‘‘...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو اب ان کے آفس کے کسی آدمی سے معلوم کرنا پڑے گا۔ خاص طور پر ان کی پرسنل سیکرٹری سے۔ تم اس کا سراغ لگاؤ اور مجھے اطلاع دو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوکے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

’’کیا یہ واقعی روڈ ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’نہیں۔ چیف سیکرٹری کو ہماری وجہ سے راستے سے ہٹا دیا گیا ہے اور یہ یقیناً اسرائیل کا کام ہو گا۔ وہ ایسے معاملات میں انتہائی سفاکی سے کام لیتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن کیسے یہ سب کچھ کیا گیا ہو گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’کار میں کوئی نقص ڈالا گیا ہے ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ سڑک کے کنارے سے پہیہ اترتے ہی اتنی بڑی کار اس طرح قلابازیاں کھاتی چلی جائے اور پھر ایسے افسران کی کاریں تو خصوصی انداز کی ہوتی ہیں۔ ان کے اندر آدمی اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا جتنی آسانی سے یہ چیف سیکرٹری مر گیا ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’یہاں سے ناراک کا کوڈ نمبر دیں‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’کارسیکا سفارت خانہ ناراک‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران کے سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ شاید ان کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ عمران وہاں فون کر رہا ہے۔

’’سیکنڈ سیکرٹری نارمن صاحب سے بات کرائیں۔ میں کارسیکا سے ان کا دوست مائیکل بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سوری سر۔ انہیں ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کے سوگ میں آج سفارت خانہ بند ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

’’اب یقین آ گیا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کی موت قدرتی نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ تم نے اسوان سے اسے فون کر کے اس سے چیف سیکرٹری کے بارے میں معلوم کر لیا تھا ورنہ ہم تو پہلے قدم پر ہی رک جاتے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ پھر واقعی بڑا مسئلہ بن جاتا۔ اس کا مطلب ہے کہ قدرت ہماری مدد کر رہی ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''گراہم بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ چیف سیکرٹری صاحب کی پرسنل سیکرٹری مس جاسکی شام پانچ بجے چیف سیکرٹری کی تدفین اور دوسری رسومات کے بعد اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جائے گی۔ اس کی رہائش گاہ آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ آفس سے اٹھ کر لازماً آفیسرز کلب جاتی ہے لیکن آج شاید نہ جائے''...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ آفیسرز کالونی کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

''اور آفیسرز کلب''...... عمران نے پوچھا تو گراہم نے وہ بھی بتا دیا۔

''اوکے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے

کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔

''ہمیں دونوں جگہوں پر چیک کرنا ہو گا۔ میں اور جولیا آفیسرز کالونی جائیں گے جبکہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل آفیسرز کلب جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ وہ آفیسرز کلب آج نہیں جائے گی اور اگر چلی بھی جائے تو وہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتی اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کی رہائش گاہ پر زیادہ توجہ دی جائے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ دیر تک کلب میں ہی بیٹھی رہے۔ آخر چیف سیکرٹری کا غم بھی تو غلط کرنا ہے اور پھر نئے چیف سیکرٹری کے ساتھ کام کرنے کے لئے لابنگ بھی ضروری ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ آپ کا خیال درست ہے۔ پھر تو ہمیں زیادہ توجہ کلب پر ہی رکھنی چاہئے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''رہائش گاہ پر تو پچھلی رات بھی ریڈ کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تو وہاں یقیناً ہو گی اور اس وقت تک تمام پہرے دار بھی پوری طرح ہوشیار نہیں ہوتے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم اسے کلب سے ہی اٹھا کر یہاں لے آتے ہیں۔ یہاں زیادہ اچھی طرح معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ کام وہیں ہو سکتا ہے۔ یہاں کی پولیس بے حد مستعد ہے اور آفیسرز کلب کی ایک ہی کال پر پورے دارالحکومت کی پولیس الرٹ ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر رہائش گاہ زیادہ بہتر رہے گی"...... جولیا نے کہا اور پھر سب نے جولیا کی بات کی تائید کر دی۔

"او کے۔ پھر اس وقت تک آرام کیا جائے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے کہ فون کی گھنٹی بج
ا۔

"یس"...... صدر نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ بات کرنا چاہتے ہیں سر"۔
ری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات اور اپنا لنک آف کر دو"...... صدر نے کہا اور اس
ے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اپنے فون کے نیچے موجود ایک
ن پریس کر دیا۔

"کرنل زیکارڈ بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری
ی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... صدر نے پوچھا۔

"اسوان کی سرکاری تنظیم ڈبل ریڈ جس نے پاکیشیا سے فارمولا

حاصل کیا تھا اس کے چیف نے رپورٹ دی ہے کہ عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس اسوان پہنچی ہے اور وہ ان ایجنٹوں کو ٹریس کر
رہی ہے جنہوں نے فارمولا حاصل کیا ہے لیکن یہ ٹیم بالی آئی لینڈ
گئی ہوئی ہے''...... کرنل زیکارڈ نے کہا۔

''لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ کارروائی
ڈبل ریڈ کی ہے''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ جو رپورٹ ڈبل ریڈ کے چیف کی طرف سے دی گئی تھی
اس کے مطابق تو وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ایک طرف کسی کو بھی
کچھ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ رات کو انہوں نے مشن مکمل کیا اور
صبح کو پہلی فلائٹ سے وہ ناراک پہنچ گئے اور انہوں نے فوری طور
پر وہاں سے فارمولا کارسیکا سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کے
حوالے کیا اور وہ سب وہاں نقلی ناموں اور پتوں سے گئے تھے اور
ان سب نے میک اپ کر رکھے تھے''...... کرنل زیکارڈ نے جواب
دیا۔

''اس کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے پیچھے اسوان پہنچ
گئی''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ یہی بات تو حیران کن ہے''...... کرنل زیکارڈ نے
جواب دیا۔

''آپ ابھی اس سیٹ پر نئے آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ
بات معلوم کرنا ان کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ بہرحال آ

تائیں کہ کارسیکا سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری اور کارسیکا کے
سیکرٹری کا کیا ہوا''...... صدر نے کہا۔

''دونوں کام آپ کی ہدایت کے مطابق ہو چکے ہیں جناب''۔
ری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ پھر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... صدر
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھے سوچتے رہے پھر اچانک
کر انہوں نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ، بلیک آئی کے کرنل مائیک اور ریڈ
کے کرنل رونالڈ کو سپیشل میٹنگ روم میں فوری کال کرو اور جب
نچ جائیں تو مجھے رپورٹ دو''...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا
تو صدر نے رسیور رکھ دیا۔ انہیں اچانک خیال آ گیا تھا کہ
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح یہ معلوم نہ ہو
کہ یہ فارمولا اسوان یا کارسیکا نے اپنے لئے نہیں بلکہ
ئیل کے لئے حاصل کیا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اسرائیل پہنچ جائے۔ وہ اسے
پہنچنے سے روکنا چاہتے تھے کیونکہ ایک تو فارمولا یہاں موجود
اس لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ گئی تو وہ
اسرائیل کی تنصیبات اور لیبارٹریوں کو تباہ کرنا شروع کر دیں

گے اس لئے انہوں نے کرنل ڈیوڈ اور دوسری ایجنسیوں بلیک آ
اور ریڈ ٹاور کے چیفس کو کال کر لیا تھا۔ بلیک آئی دو سال پہلے ق
کی گئی تھی اور اس کے ذمے اسرائیل میں غیر ملکی ایجنٹوں کو ٹر
کرنا اور انہیں ہلاک کرنا تھا۔ اس کا انچارج کرنل مائیک تھا جو
کام انتہائی مستعدی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا
چونکہ اس کی رپورٹیں باقاعدگی سے صدر تک پہنچتی رہتی تھیں
لئے صدر صاحب کرنل مائیک کی صلاحیتوں سے خاصے متاثر
دوسری ایجنسی ریڈ ٹاور تھی جسے ابھی حال ہی میں قائم کیا گیا تھا
اس کے ذمے اسرائیل کے ہمسایہ ملکوں میں ایسے لوگوں کو ٹریس
تھا جو اسرائیل کے خلاف کسی بھی انداز میں کام کر سکتے ہوں او
ایجنسی بھی خاصی بہتر جا رہی تھی اس لئے صدر صاحب نے
ایجنسیوں کے چیفس کو میٹنگ روم میں کال کر لیا تھا تاکہ ا
کے ذمے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہونے
روکنے کا ٹاسک لگا سکیں اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں اطلا
گئی کہ تینوں چیفس سپیشل میٹنگ روم میں پہنچ چکے ہیں تو
صاحب اٹھے اور اپنے آفس سے نکل کر اور ایک راہداری
کر سپیشل میٹنگ روم میں داخل ہو گئے تو وہاں موجود تینوں
ایک جھٹکے سے اٹھے اور انہوں نے صدر صاحب کو سلام کیا۔
''بیٹھیں''...... صدر نے اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ
کہا تو تینوں مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔ صدر نے میز

انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سپیشل میٹنگ روم کو مکمل طور پر آف کر دو''...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کرنل ڈیوڈ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ عمران کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور یہ ان سے کئی بار ٹکرا بھی چکے ہیں لیکن آپ دونوں ان کے بارے میں صرف سنی سنائی باتیں جانتے ہوں گے۔ کیا آپ کچھ جانتے بھی ہیں''...... صدر نے کہا تو کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''بیٹھ کر جواب دیں''...... صدر نے کہا۔

''شکریہ سر''...... دونوں نے کہا اور پھر وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ صدر کی بات سن کر کرنل ڈیوڈ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر کی بات کا مطلب ہے کہ ایک بار پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کا رخ کر رہی ہے۔

''یس سر۔ ہم نے ان کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے''۔ دونوں نے کرسیوں پر بیٹھ کر باری باری جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب میں مختصر طور پر آپ کو ایک اہم بات بتاتا ہوں لیکن یہ ٹاپ سیکرٹ رہے گی''...... صدر نے کہا اور پھر کارسیکا اور اسوان

کے ذریعے ایس ایس کروز میزائل کا فارمولا حاصل کرنے سے لے
کر کرنل زیکارڈ کی رپورٹ تک ساری بات بتا دی۔ کرنل ڈیوڈ اور
دونوں دوسرے چیفس خاموش بیٹھے سنتے رہے۔

"یہ فارمولا اسرائیل نہیں لایا گیا ہے۔ اسے اسرائیل سے باہر
اسرائیل کی ایک لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور اس کا علم اس وقت
سوائے میرے اور کسی کو نہیں ہے کیونکہ یہ فارمولا پہلے ناراک میں
کارسیکا کے سفارت خانے میں سیکنڈ سیکرٹری تک پہنچا جس نے
اسے ذاتی طور پر کارسیکا کے چیف سیکرٹری تک پہنچایا اور چیف
سیکرٹری نے اسے اسرائیل کی اس لیبارٹری تک پہنچا دیا۔ اس کے
بعد ناراک میں کارسیکا کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری اور
کارسیکا کے چیف سیکرٹری دونوں ہلاک ہو گئے ہیں اس لئے پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو یہ کسی طرح بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ فارمولا
کہاں موجود ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ
یہ فارمولا اسرائیل کے لئے حاصل کیا گیا ہے تو وہ یہ سوچ کر
اسرائیل پہنچ جائیں اور یہاں اسرائیل کی کسی اہم تنصیب یا لیبارٹری
کو نقصان پہنچا دیں اس لئے میں نے سپیشل میٹنگ کی ہے تاکہ
آپ کے ذمے یہ ٹاسک لگایا جا سکے۔ آپ تینوں ایجنسیاں ریڈ
الرٹ کر دیں اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی بھی صورت
اسرائیل میں داخل نہ ہونے دیں اور اگر یہ لوگ یہاں آ جائیں تو
انہیں ہلاک کر دیا جائے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ
دونوں نے کہا لیکن کرنل ڈیوڈ خاموش رہا۔

"آپ خاموش ہیں کرنل ڈیوڈ"...... صدر نے کرنل ڈیوڈ سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں نہیں
آئیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا تو صدر بے اختیار چونک
پڑے۔

"اس یقین کی وجہ"...... صدر نے قدرے برہم سے لہجے میں
کہا۔

"سر۔ چیف سیکرٹری صاحب لازماً فارمولا لے کر خود اس
لیبارٹری میں گئے ہوں گے یا اس لیبارٹری کے چیف انچارج ڈاکٹر
کو اپنے آفس میں کال کر کے فارمولا ان کے حوالے کیا گیا ہو گا۔
ان دونوں صورتوں میں ان کے آفس کے لوگوں یا کم از کم ان کی
سیکرٹریوں کو اس بات کا علم ہو گا اور ایسے لوگ ایسے معاملات کو لاکھ
ٹاپ سیکرٹ رکھیں لیکن ان کے قریب رہنے والے ان کے ماتحت کو
ان کا علم ہوتا ہے اور عمران ایسے معاملات کا ماہر ہے۔ اس نے
چیف سیکرٹری کی موت کے بعد ان کے سٹاف سے معلومات حاصل
کر لینی ہیں اس لئے وہ وہاں پہنچ جائے گا جہاں فارمولا موجود ہے"۔
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اسے چیف سیکرٹری کے بارے میں کیسے پتہ چل سکتا ہے جبکہ

چیف سیکرٹری کو فارمولا پہنچانے والا سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری بھی ہلاک ہو چکا ہے''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ وہاں بھی یہی فارمولا استعمال ہو گا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہمیں وہاں کی فکر نہیں ہے کیونکہ وہاں کے انتظامات فول پروف ہیں۔ مسئلہ اسرائیل کا ہے''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم انہیں کسی بھی صورت اسرائیل میں داخل نہ ہونے دیں گے''...... کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ نے کہا۔

''او کے۔ تم دونوں کی ایجنسیاں سرحدوں کی نگرانی کریں گی۔ ہر مشکوک آدمی کو چیک کیا جائے گا اور جی پی فائیو اندرون ملک ان کا خاتمہ کرے گی''...... صدر نے یکلخت فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... اس بار تینوں نے جواب دیا اور صدر نے رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میٹنگ روم اوپن کر دو''...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''سر۔ ایک گزارش ہے''...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس''...... صدر نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اگر آپ کو اطلاع مل جائے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لیبارٹری کا علم ہو گیا ہے تو پلیز آپ یہ فارمولا اسرائیل منگوا لیں تاکہ وہ لوگ یہاں آئیں اور ہمیں موقع مل سکے کہ ہم ان کا خاتمہ کر سکیں ورنہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے لیبارٹری کے فول پروف انتظامات کوئی رکاوٹ نہیں بنیں گے اور مجھ سے بہتر آپ اس بارے میں جانتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ کی بات پر عمل ہو گا''...... صدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جو ان کے لئے مخصوص تھا۔

آفیسرز کالونی کے گرد اونچی چار دیواری تھی جس پر خاردار تاریں نصب تھیں اور پانچ فٹ کے فاصلے پر ایک بلب لگا ہوا تھا جو جل رہا تھا۔ عمران، صفدر اور تنویر سمیت اس وقت آفیسرز کالونی کی عقبی طرف ایک ویران سڑک پر کار میں موجود تھا۔ پچھلی رات کا وقت تھا اور آفیسرز کالونی کے پیچھے سڑک کے ساتھ ہی ایک نہر تھی جس کے بعد آبادی تھی ۔ نہر کے ساتھ ساتھ پرانے گھنے درخت تھے۔ عمران کی کار اس وقت ایک گھنے درخت کے نیچے موجود تھی اور اس کی تمام لائٹس بند تھیں۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کو عمران وہیں رہائش گاہ پر ہی چھوڑ آیا تھا کیونکہ اس کام کے لئے زیادہ بھیڑ بھاڑ کی ضرورت نہ تھی۔

''اس کا مطلب ہے کہ ان تاروں میں باقاعدہ الیکٹرک رو دوڑ رہی ہے''...... عمران نے کار سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

''یہاں لازماً کہیں نہ کہیں کوئی خفیہ راستہ ہو گا عمران صاحب''۔ صفدر نے بھی کار سے باہر آتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے میں بھی عقبی طرف آیا ہوں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہم مین راستے سے اندر چلے جاتے۔ وہاں گیٹ پر اس وقت تین چار ہی سیکورٹی کے لوگ ہوں گے انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے''...... تنویر نے عقبی سیٹ سے باہر آتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اس پرسنل سیکرٹری کی رہائش گاہ کا نمبر بتا رہا ہے کہ وہ اس کالونی کے آخری حصے میں ہو گی اس لئے مین گیٹ سے وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہم دس بارہ چوکیداروں کی نظروں میں آ سکتے ہیں''۔ عمران نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں راؤنڈ لگا کر چیک کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ آ رہا ہوں''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ بھی صفدر کے پیچھے چل پڑا جبکہ عمران وہیں کھڑا رہا کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی بھی چوکیدار ادھر آ سکتا تھا اور وہ یہاں کار دیکھ کر مشکوک ہو سکتا تھا۔ دیوار پر موجود بلبوں کی پاور زیادہ نہ تھی اس لئے ان کی روشنی دیوار سے چند فٹ تک ہی تھی باقی اندھیرا تھا اور صفدر اور تنویر اس اندھیرے میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ دس منٹ بعد

وہ عمران کو نظر آنا بند ہو گئے۔ پھر ان کی واپسی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہوئی۔

''نہیں عمران صاحب۔ اس طرف کسی سائیڈ پر بھی کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم چیک کر چکے ہیں''...... صفدر نے واپس آ کر کہا۔

''پھر اب کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''وہی مین گیٹ سے ہی جانا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں تنویر۔ اس طرح ہم بری طرح پھنس جائیں گے اور ہم نے صرف معلومات ہی حاصل کرنی ہیں۔ کوئی اہم مشن تو مکمل نہیں کرنا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس دیوار پر کوٹ ڈال کر اسے کراس کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ دیوار کافی بلند ہے اور جیسے ہی ہم نے اس پر کوٹ ڈالا خطرے کی گھنٹیاں بھی بج سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ بتائیں کہ کیا، کیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کالونی کا سیوریج لازماً عقبی طرف ہی نکلتا ہو گا۔ اسے تلاش کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ وہ سائیڈ پر ہے۔ میں نے اس کا بڑا ڈھکن دیکھا تھا۔ شاید پانی عقبی نہر میں ڈالا جاتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو آؤ پھر''...... عمران نے کار کو لاک کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ تینوں اس جگہ

پہنچ گئے جہاں دیوار سے تقریباً پانچ فٹ دور ایک بڑا سا ڈھکن موجود تھا۔ صفدر اور تنویر نے مل کر اسے ہٹایا۔ عمران نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اسے آن کر کے اندر کی طرف کیا تو اسے لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی دکھائی دی۔ عمران اس سیڑھی کے ذریعے نیچے اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور آخر میں تنویر نیچے اترا۔ البتہ انہوں نے ڈھکن اوپر نہ رکھا ہوا تھا کیونکہ یہ ویران جگہ تھی اور رات کے پچھلے پہر یہاں کسی کے آنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ گٹر لائن خاصی بڑی تھی جبکہ اس کے درمیان میں گندہ پانی بہہ رہا تھا اور سائیڈ پر راستہ خشک تھا۔ وہ تینوں سانس روکے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اندر انتہائی خوفناک بو تھی لیکن اوپر ڈھکن کھلنے کی وجہ سے تازہ ہوا اوپر سے اندر آ رہی تھی اس لئے بدبو آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ تقریباً بیس فٹ آگے بڑھنے کے بعد دوسرا مین ہول آ گیا۔ یہاں بھی لوہے کی سیڑھی اوپر جا رہی تھی۔ عمران اوپر چڑھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈال کر گٹر کے دہانے پر موجود ڈھکن اٹھا کر سائیڈ پر دھکیل دیا اور پھر باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور تنویر بھی باہر آ گئے۔ وہ ایک کوٹھی کے عقبی طرف تھے اور دیوار بھی ان کے عقب میں تھی۔

''میں کوٹھی نمبر چیک کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''احتیاط سے۔ یہاں چوکیدار بھی ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں''...... صفدر نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا

کوٹھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ عمران اور تنویر دونوں وہیں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ البتہ وہ دونوں بے حد چوکنا نظر آ رہے تھے لیکن وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا اور عمران اس کی وجہ سمجھتا تھا کہ دیوار کی وجہ سے یہ کالونی سیکورٹی کے لحاظ سے انتہائی محفوظ سمجھی جاتی ہو گی اور پھر رات کے پچھلے پہر ویسے بھی دربان اور چوکیدار اتنے مستعد نہیں رہتے جتنے رات کے پہلے پہر ہوتے ہیں اور ان میں سے کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ گٹر لائن کے ذریعے بھی کوئی اندر آ سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آ گیا۔

"یہاں سے چوتھی کوٹھی ہماری مطلوبہ کوٹھی ہے اور یہاں کوئی چوکیدار نہیں ہے اور نہ ہی اس کوٹھی کے باہر کوئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں صفدر کی رہنمائی مین آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کی مطلوبہ کوٹھی چھوٹی تھی۔ عقبی دیوار بھی زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور پھر کوٹھی کے اندر تین کیپسول فائر کر دیئے اور پھر تقریباً دس منٹ انتظار کرنے کے بعد تنویر اچھل کر دیوار پر چڑھا اور اندر کود گیا اور پھر اس نے عقبی دروازہ کھول دیا تو عمران اور صفدر اندر داخل ہو گئے۔ صفدر نے مڑ کر اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ گیس کی وجہ سے انہیں یقین تھا کہ اندر موجود افراد جو سو رہے

ہوں گے وہ سوتے میں ہی بے ہوش ہو گئے ہوں گے۔ پھر انہیں برآمدے میں سیکورٹی کا ایک آدمی فرش پر پڑا نظر آیا۔ اس کے ساتھ ہی فرش پر ایک گن بھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ جس انداز میں پڑا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ گیس کی وجہ سے گر کر بے ہوش ہوا ہے ورنہ وہ ہوش میں تھا اور اگر عمران گیس فائر نہ کرتا تو لامحالہ وہ ان کے راستے میں رکاوٹ بن سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بیڈ روم میں بے ہوش پڑی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی انہوں نے چیک کر لی۔ اس کے علاوہ دو اور آدمی دوسرے کمروں میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"صفدر۔ تم کوئی رسی تلاش کرو اور تنویر تم اسے بیڈ سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دو لیکن اس کا گاؤن اچھی طرح اس کے گرد لپیٹ دو"۔ عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔ پھر صفدر اور تنویر نے مل کر اس لڑکی کو جس کا نام مس جاسکی تھا، رسی کی مدد سے کرسی پر جکڑ دیا۔

"اب تم دونوں باہر جا کر نگرانی کرو۔ میں اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر سر ہلاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے جیب سے اینٹی گیس کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ جاسکی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور

اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جاسکی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ یہ کیا ہے"...... جاسکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"تمہارا نام جاسکی ہے اور تم چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری ہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ کیا ہے۔ تم کون ہو اور یہ تم میرے بیڈ روم میں۔ کیا مطلب"...... جاسکی نے کہا۔

"سنو جاسکی۔ تمہارے سارے آدمی بے ہوش پڑے ہیں اور ان کی گردنیں بھی توڑی جا سکتی ہیں اور تمہارے بھی اس خوبصورت جسم کو گٹر کے کیڑے کھا سکتے ہیں لیکن ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتے بشرطیکہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو"...... عمران نے کہا۔

"کیسا تعاون"...... جاسکی نے چونک کر پوچھا۔

"صرف چند معلومات تم نے دینی ہیں لیکن جھوٹ نہیں بولنا"۔ عمران نے کہا۔

"کیسی معلومات۔ میں سمجھی نہیں"...... جاسکی نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"تمہارے چیف سیکرٹری کو سفارت خانہ ناراک کے سیکنڈ سیکرٹری نارمن نے ایک فارمولے کی فائل خود لا کر دی تھی اور تمہارے چیف سیکرٹری نے اسے آگے بھیجا تھا۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ چیف سیکرٹری نے یہ فائل کہاں بھجوائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب تو وفات پا گئے ہیں۔ آج ان کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا"...... جاسکی نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں معلوم ہے اسی لئے تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں ورنہ تمہاری جگہ ہم براہ راست چیف سیکرٹری سے معلوم کر لیتے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"مجھے تو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ میں تو تمہارے منہ سے پہلی بار یہ بات سن رہی ہوں"...... جاسکی نے جواب دیا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ غلط بیانی کر رہی ہے۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارے اس خوبصورت جسم کی کانٹ چھانٹ کی جائے تو تمہاری مرضی۔ ویسے اگر تمہاری ایک آنکھ نکال دی جائے تو تم کیسی لگو گی"...... عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تم یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہی ہوں"۔ جاسکی نے کہا لیکن عمران اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میری آنکھ مت نکالو۔ میں بتا دیتی ہوں"۔ یکلخت جاسکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ عام سی لڑکی تھی۔ نہ وہ تربیت یافتہ تھی اور نہ ہی اس کا کوئی تعلق ایسے کاموں سے تھا۔

"وہ۔ وہ فارمولا۔ وہ فارمولا ایک خفیہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر فرانک کو بلا کر انہوں نے اس کو دے دیا تھا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"...... جاسکی نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا تمہیں جبکہ یہ تو ٹاپ سیکرٹ تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"یہ واقعی ٹاپ سیکرٹ تھا لیکن میں تو ظاہر ہے ان کی پرسنل سیکرٹری تھی۔ مجھے کہہ کر تو انہوں نے ڈاکٹر فرانک کو کال کیا تھا اور پھر میرے سامنے انہوں نے وہ فائل انہیں دی تھی اور میرے سامنے ہی سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری وہ فائل انہیں دے کر گیا تھا"...... جاسکی نے جواب دیا گو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"کیا نمبر ہے ڈاکٹر فرانک کا"...... عمران نے واپس آ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جاسکی نے فون نمبر بتا دیا۔

"کارز کارسیکا کا ہی علاقہ ہے"...... عمران نے پوچھا تو جاسکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا تم نے وہ لیبارٹری دیکھی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں کبھی وہاں نہیں گئی"...... جاسکی نے جواب دیا۔

"یہ لیبارٹری کارسیکا کی ہے یا اسرائیل کی"...... عمران نے پوچھا۔

"چیف سیکرٹری صاحب نے ایک بار بتایا تھا کہ یہ لیبارٹری اسرائیلی ہے۔ یہاں جدید میزائلوں کی تیاری پر کام ہوتا ہے۔ کارسیکا کے پاس تو صرف اسرائیلی میزائل ہیں وہ خود تو یہ میزائل نہیں بناتا"...... جاسکی نے جواب دیا۔ اب وہ ہر سوال پر اپنی مرضی سے جواب دے رہی تھی۔

"یہ فون نمبر تو سیٹلائٹ کا ہے جو تم نے بتایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو یہی نمبر بتایا گیا تھا"...... جاسکی نے جواب دیا۔

"تم نے ڈاکٹر فرانک کو دیکھا ہو گا۔ اس کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بتاؤ"...... عمران نے کہا تو جاسکی نے تفصیل سے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"اب کیا خیال ہے۔ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ پلیز مجھے مت مارو"...... جاسکی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے ہمارے بارے میں احکام کو اطلاع دے دینی

ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ پلیز۔ میں حلف دیتی ہوں''۔ جاسکی نے کہا۔

''اوکے۔ میں تم پر اعتماد کر رہا ہوں لیکن یہ سن لو کہ جیسے ہی تم نے اعلیٰ حکام کو بتایا تو چاہے تم پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤ تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی''...... جاسکی نے کہا تو عمران نے اٹھ کر بازو گھمایا اور جاسکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ کنپٹی پر پڑنے والی ضرب سے اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ عمران نے اس کے بے ہوش ہوتے ہی اس کی رسیاں کھولیں اور پھر مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر برآمدے میں صفدر اور تنویر دونوں موجود تھے۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''آؤ۔ چلیں۔ باہر جا کر بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور پھر وہ عقبی دروازے سے باہر آ گئے جبکہ عمران کے کہنے پر تنویر نے عقبی دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں گٹر میں اترے تو عمران نے اندر سے ڈھکن کو گھسیٹ کر ایڈجسٹ کر دیا۔ ٹارچ کی روشنی میں وہ گٹر میں چلتے ہوئے دیوار کے باہر والے مین ہول پر پہنچ گئے اور پھر صفدر سب سے آخر میں باہر نکل کر ڈھکن کو دوبارہ مین ہول پر ایڈجسٹ

کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس درخت کے نیچے موجود اپنی کار تک صحیح سلامت پہنچ گئے۔

''فارمولا یہیں کارسیکا میں ہی ہے''...... عمران نے کار سٹارٹ کر کے اسے موڑتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اسے اسرائیل نہیں بھجوایا گیا''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''یہاں ایک علاقہ ہے کارز۔ وہاں اسرائیل کی ایک خفیہ میزائل لیبارٹری ہے فارمولا وہاں بھجوایا گیا ہے۔ اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر فرانک ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ سب کچھ اس جاسکی نے بتایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن وہ جھوٹ بھی تو بول سکتی ہے''...... عقبی سیٹ پر موجود تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ تربیت یافتہ نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کاموں میں ملوث ہے۔ وہ تو سیدھی سادی آفس سیکرٹری ہے۔ میں نے جب اسے اس کی ایک آنکھ نکال دینے کی دھمکی دی تو وہ سیدھی ہو گئی۔ چونکہ وہ آفس سیکرٹری ہے اس لئے اسے لیبارٹری کا فون نمبر بھی معلوم تھا اس لئے وہ بھی اس نے بتا دیا ہے اور ڈاکٹر فرانک کا حلیہ بھی بتا دیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اسے زندہ چھوڑ دیا ہے یا ختم کر دیا ہے''...... صفدر

نے کہا۔

''لازماً اس نے اسے زندہ چھوڑ دیا ہو گا اور اب وہ فوراً اوپر اطلاع دے دے گی اور فارمولا وہاں سے کہیں اور بھجوا دیا جائے گا''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں نے اسے زندہ چھوڑا ہے تاکہ فارمولا کارز لیبارٹری سے شفٹ نہ ہو جائے۔ اگر میں اسے ہلاک کر دیتا تو لامحالہ اسرائیل والے جنہوں نے ہمیں آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے چیف سیکرٹری جیسے اہم عہدیدار کا خاتمہ کر دیا ہے سمجھ جاتے کہ جاسکی کو اسی چکر میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ فارمولا وہاں سے نکال لیا جاتا لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ وہ عام سی لڑکی ہے۔ اس لئے جان جانے کے خوف سے وہ خاموش رہے گی اور اسی لئے میں نے تنویر سے کہا تھا کہ وہ عقبی دروازہ اندر سے بند کر کے دیوار پھلانگ کر باہر آ جائے تاکہ جاسکی کے ملازموں کو معلوم نہ ہو سکے کہ کوئی اندر آیا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ دربان جو برآمدے میں بے ہوش پڑا تھا وہ لازماً شک کرے گا''...... صفدر نے کہا۔

''کرتا رہے۔ خود ہی سوچ سوچ کر تھک کر خاموش ہو جائے گا کیونکہ جاسکی نے تو کچھ بتانا نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کارز میں لازماً یہ لیبارٹری خفیہ ہو گی''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ظاہر ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن تمہیں فون نمبر معلوم ہو گیا ہے تو اس کے ذریعے اس کا محل وقوع معلوم ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''یہ سیٹلائٹ نمبر ہے اور لازماً یہ سیٹلائٹ اسرائیل کا ہو گا اس لئے فون نمبر سے اس کا محل وقوع معلوم نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ڈاکٹر فرانک کو تو چکر دے سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لامحالہ اسے ہر طرح سے الرٹ کر دیا گیا ہو گا۔ بہرحال صبح دیکھ لیں گے۔ اب مشن تو مکمل کرنا ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے فون نمبر تو کنفرم کرایا ہو گا''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا ہوا۔ میں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے''...... صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اس وقت وہاں لیبارٹری میں ڈاکٹر فرانک ہمارے فون کے انتظار میں بیٹھا ہو گا جو کنفرم کرتا''...... عمران نے کہا تو صفدر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ واقعی مجھے وقت کا خیال ہی نہیں رہا تھا''...... صفدر نے کہا تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

ڈاکٹر فرانک بوڑھا آدمی تھا۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور چند لمحوں تک وہ اس طرح فون کو دیکھتا رہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ فون کی گھنٹی بھی بج سکتی ہے۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت سے آپ کی کال ہے۔ کوئی مس جاسکی بول رہی ہیں"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مس جاسکی۔ وہ کون ہے اور اسے کیسے یہاں کا مخصوص نمبر ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے چیک کیا ہے جناب۔ دارالحکومت سے ہی کال کی

رہی ہے۔ مس جاسکی کا کہنا ہے کہ ان کے پاس آپ کے لئے انتہائی اہم پیغام ہے۔ اگر آپ نے کال نہ سنی تو ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا ہے"...... ان کے پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کراؤ بات۔ نجانے کون ہے اور کیا کہنا چاہتی ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"ہیلو۔ میں جاسکی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے اور آواز سے وہ جوان لگتی تھی۔

"میں ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں۔ کون ہو تم۔ کیا کہنا چاہتی ہو اور یہ نمبر تم نے کہاں سے لیا ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے تیز اور جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں چیف سیکرٹری کارسیکا کی پرسنل سیکرٹری ہوں۔ مجھے یہ نمبر چیف سیکرٹری صاحب نے دیا تھا۔ میں نے اس نمبر پر کئی بار چیف سیکرٹری صاحب کی بات آپ سے کروائی تھی"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن اب تم نے خود بات کیوں کی ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں آج صبح ہلاک ہو گئے ہیں ورنہ آج انہوں نے آپ سے خود بات کرنا تھی۔ ان کے آج رات کے شیڈول میں یہ بات شامل تھی اس لئے میں نے

سوچا کہ نئے چیف سیکرٹری صاحب نجانے کب آئیں میں چیف سیکرٹری کا پیغام آپ تک خود پہنچا دوں“...... جاسکی نے کہا۔

”کیا پیغام ہے“...... ڈاکٹر فرانک نے چونک کر کہا۔

”یہ پیغام فون پر نہیں دیا جا سکتا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کارسیکا پہنچ گئی ہے اور یہ پیغام اس پاکیشیائی فارمولے کے بارے میں ہے اس لئے آپ یا تو مجھے لیبارٹری میں آنے کی اجازت دیں یا پھر آپ خود باہر تشریف لے آئیں اور جہاں آپ چاہیں میں وہیں پہنچ جاؤں گی“...... جاسکی نے کہا۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو“...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

”آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس سے جو میری رہائش گاہ ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ تم سٹار کلب پہنچ جاؤ۔ میں دو گھنٹے بعد وہاں پہنچ جاؤں گا۔ وہاں تم کوئی سپیشل روم ریزرو کرا لینا اور کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دینا۔ میں وہیں سے معلوم کر لوں گا“...... ڈاکٹر فرانک نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ معاملہ بے حد مشکوک ہے۔ یہ لڑکی مجھے چکر دے رہی ہے ورنہ ایسا کون سا پیغام ہو سکتا ہے کہ وہ فون پر نہیں دے سکتی“۔ ڈاکٹر

فرانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے ان کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”باکرنی کو میرے پاس بھیجو“...... ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج تھا۔

”یس ڈاکٹر“...... آنے والے نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو“...... ڈاکٹر فرانک نے کہا تو باکرنی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا تم فوری طور پر دارالحکومت جا سکتے ہو“...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

”یس سر۔ مگر کہاں سر“...... باکرنی نے چونک کر پوچھا۔

”چیف سیکرٹری کارسیکا کی پرسنل سیکرٹری مس جاسکی مجھے کوئی خصوصی پیغام پاکیشیائی فارمولے کے بارے میں دینا چاہتی ہے لیکن وہ یہ پیغام فون پر نہیں دینا چاہتی۔ اس نے کہا ہے کہ میں اسے یہاں آنے کی اجازت دوں یا خود باہر جا کر اس سے ملوں۔ یہاں آنے کی تو بہرحال اسے اجازت نہیں دی جا سکتی اور میں خود ان حالات میں لیبارٹری سے باہر نہیں جانا چاہتا اس لئے تم میری

جگہ چلے جاؤ۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ دو گھنٹے بعد سٹار کلب پہنچ جائے اور وہاں کوئی سپیشل روم ریزرو کرا لے اور کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دے۔ تم سٹار کلب جاؤ اور کاؤنٹر سے سپیشل روم نمبر پوچھ کر اس سے ملو۔ اگر وہ تمہیں پیغام نہ دینا چاہے تو میری اس سے بات کرا دینا''...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

''لیکن چیف سیکرٹری کی بجائے اس کی پرسنل سیکرٹری کیوں پیغام دینا چاہتی ہے''...... باکرنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف سیکرٹری آج صبح روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں اور مجھے اس کی اطلاع پہلے ہی مل چکی ہے اور یہ پیغام انتہائی اہم ہے''...... ڈاکٹر فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ کا حکم ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ آپ مین گیٹ اوپن کرنے اور لیبارٹری کی کار لے جانے کے احکامات دے دیں''...... باکرنی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس کے بغیر تم کیسے جاؤ گے۔ میں یہ کر دیتا ہوں۔ تم ابھی روانہ ہو جاؤ تاکہ دو گھنٹے بعد وہاں پہنچ سکو''...... ڈاکٹر فرانک نے کہا تو باکرنی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے واپس مڑتے ہی ڈاکٹر فرانک نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے اس نے اپنے سیکرٹری کو ہدایت دی کہ لیبارٹری کا مین گیٹ کھلوا دیا جائے اور لیبارٹری کی کار باکرنی کے حوالے کر دی جائے تاکہ وہ دارالحکومت جا سکے۔ اس کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا اور فائل کی

طرف متوجہ ہو گیا لیکن اس کا ذہن اس طرح منتشر ہو چکا تھا کہ فائل کے الفاظ ہی اس کی سمجھ میں نہ آ رہے تھے۔ اس نے ایک جھٹکے سے فائل بند کی اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اسے منہ سے لگا لیا۔ دو تین بڑے بڑے گھونٹ پینے کے بعد اس نے بوتل میز پر رکھ دی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔ ڈاکٹر فرانک کو کیا ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر فرانک نے خودکلامی کے سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو وہ یکلخت اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس جاسکی تک پہنچ گئے ہوں اور انہوں نے جاسکی کو مجبور کر کے اس سے فون کرایا ہو''...... ڈاکٹر فرانک نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

''باکرنی ابھی موجود ہے یا جا چکا ہے''...... ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ تو جا چکے ہیں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ایسا کرو کہ آفیسرز کالونی کی رہائش گاہ نمبر دو سو دس کا ایکس چینج سے فون نمبر معلوم کر کے مجھے بتاؤ''...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو ڈاکٹر فرانک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"نمبر معلوم کر لیا گیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جاسکی ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں۔ مس جاسکی سے بات کراؤ"۔ ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ تو آفس میں ہیں جناب۔ آپ وہاں فون کر لیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کب گئی ہیں"...... ڈاکٹر فرانک نے پوچھا۔

"صبح سات بجے جناب۔ آفس ٹائم آٹھ بجے ہے۔ وہ ہمیشہ سات بجے چلی جاتی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ابھی آدھ گھنٹہ پہلے انہوں نے مجھے اس کوٹھی سے فون کیا ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تو صبح سات بجے یہاں سے چلی گئی تھیں۔ سرکاری کار آتی ہے اور انہیں لے جاتی ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا نمبر ہے اس کے آفس کا"...... ڈاکٹر فرانک نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ڈاکٹر فرانک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے آفس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چیف سیکرٹری آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن یہ جاسکی کی آواز نہ تھی۔

"مس جاسکی سے بات کرائیں۔ میں ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں"۔ ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جاسکی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد جاسکی کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر فرانک کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ واقعی وہی آواز اور وہی لہجہ تھا جو اس نے پہلے سنا تھا۔

"ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں۔ آپ مجھے جانتی ہیں"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"نہیں سوری۔ آپ کون ہیں اور کیوں فون کیا ہے آپ نے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ نے مجھے اپنی رہائش گاہ آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس سے نصف گھنٹہ پہلے فون کیا تھا"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"میں نے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تو صبح سات بجے سے وہاں سے یہاں آئی ہوئی ہوں۔ میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں۔ ایک ڈاکٹر فرانک کا نام میں نے سنا ہوا ہے جو ایک خفیہ لیبارٹری کے انچارج ہیں"...... جاسکی نے کہا۔

"کہاں سے سنا تھا یہ نام"...... ڈاکٹر فرانک نے پوچھا۔

"وہ ڈاکٹر فرانک، چیف سیکرٹری صاحب سے ملاقات کے لئے آئے تھے اور میں چیف سیکرٹری صاحب کی پرسنل سیکرٹری ہونے کی وجہ سے آفس میں ہی موجود تھی"...... جاسکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا اور ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑک رہے تھے۔ آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"یہ۔ یہ یقیناً جھوٹ بول رہی ہے۔ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں اور یہ مکر رہی ہے۔ کیوں۔ آخر کیوں۔ اور یہ تو آفس میں بیٹھی ہے جبکہ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ سٹار کلب پہنچے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اب باکرنی کو کیسے واپس بلایا جائے"...... ڈاکٹر فرانک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ ساری کارروائی ان پاکیشیائیوں کی نہ ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ انہوں نے یقیناً جاسکی کو دھمکیاں دے کر روک دیا ہوگا کہ وہ اقرار نہ کرے"...... ڈاکٹر فرانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اسے ایک خیال آ گیا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے عقبی طرف دیوار میں موجود ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک جدید لیکن وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر تیزی سے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"جو سٹاف کار باکرنی لے گیا ہے اس میں ٹرانسمیٹر نصب ہے یا نہیں"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"میں معلوم کر کے بتاتا ہوں جناب کیونکہ چار کاروں میں سے صرف ایک کار جو آپ کے زیر استعمال رہتی ہے اس میں ٹرانسمیٹر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی معلوم کر کے بتاؤ اور ساتھ ہی اس ٹرانسمیٹر کی فریکونسی بھی معلوم کر کے بتاؤ"...... ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"سر۔ وہ بغیر ٹرانسمیٹر والی کار لے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ اب ایسا کرو کہ سٹار کلب کے جنرل منیجر انتھونی سے میری بات کراؤ"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"جناب انتھونی لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں سٹار کلب سے"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں انتھونی"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"کیا ہوا ڈاکٹر فرانک جو آپ نے اس طرح فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ ایک چکر چل گیا ہے۔ لیبارٹری کے بارے میں۔ لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج باکرنی کو تم جانتے ہو"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"نہیں۔ میری تو اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ ہوا کیا ہے کھل کر بتائیں"...... انتھونی نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ ہماری لیبارٹری انتہائی خفیہ ہے۔ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ اسے ٹریس کرتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے کوئی چکر چلا کر چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری سے مجھے فون کرا

کہ وہ چیف سیکرٹری کا کوئی پیغام ذاتی طور پر مجھے دینا چاہتی ہے اس لئے یا تو اسے لیبارٹری میں داخل ہونے کی اجازت دے دوں یا کسی اور جگہ میں خود پہنچ جاؤں تو میں نے اسے تمہارے کلب کا نام بتا دیا کہ وہ دو گھنٹے بعد وہاں پہنچ کر کوئی سپیشل روم ریزرو کرا لے اور کاؤنٹر پر اپنا نام جاسکی بتا دے۔ میں نے خود جانے کی بجائے اپنے سیکورٹی انچارج باکرنی کو بھیجا ہے۔ اسے میں نے کہا ہے کہ وہ کاؤنٹر پر جاسکی کے بارے میں معلوم کرے اور پھر پیغام سن کر واپس آ جائے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ جاسکی نے مجھے فون نہیں کیا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہو اور وہ باکرنی کو پکڑ کر اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر لیں۔ باکرنی ایک گھنٹے بعد تمہارے کلب پہنچ جائے گا۔ میں اسے روکنا چاہتا تھا کہ وہ ان کے ہاتھ نہ آئے اس لئے تمہیں فون کیا ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"کیا حلیہ ہے اس باکرنی کا"...... انتھونی نے پوچھا تو ڈاکٹر فرانک نے حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتا دی۔

"کار کا نمبر اور ماڈل کیا ہے جس پر وہ آ رہا ہے"...... انتھونی نے پوچھا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ البتہ سیاہ رنگ کی کار ہو گی۔ جدید ماڈل کی بیوک ہو گی کیونکہ یہاں لیبارٹری میں چار کاریں ہیں اور چاروں کا سیاہ رنگ کی بیوکس ہیں"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کلب سے باہر کسی کو تعینات کر دیتا ہوں۔ وہ باکرنی کو باہر ہی روک کر واپس بھجوا دے گا"...... انتھونی نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ڈاکٹر فرانک نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا لیکن اس جاسکی کے خلاف مجھے رپورٹ کرنا ہوگی۔ یہ دوبارہ بھی تو شرارت کر سکتی ہے لیکن چیف سیکرٹری تو ہلاک ہو چکا ہے اور دوسرا کوئی میرا واقف نہیں ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اسے اسرائیل کے قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ کا خیال آ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسرائیل میں قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ سے میری بات کراؤ"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کس عذاب میں پھنس گیا ہوں"...... ڈاکٹر فرانک نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"کرنل زیکارڈ صاحب سے بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل زیکارڈ بول رہا ہوں ڈاکٹر فرانک۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر فرانک نے اسے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی وقت لیبارٹری پہنچ سکتے ہیں۔ مجھے صدر صاحب سے بات کرنا ہوگی"...... دوسری طرف سے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر فرانک کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"یہ کیا مطلب ہوا۔ پاکیشیائی ایجنٹ کیسے یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ جب باکرنی کو پہلے ہی اطلاع مل جائے گی اور وہ واپس آ جائے گا۔ یہ کرنل پاگل تو نہیں ہو گیا"...... ڈاکٹر فرانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ وہ تو یہی سمجھا تھا کہ کرنل زیکارڈ اس کی پیش بندی پر اس کی تعریف کرے گا لیکن یہاں تو کام ہی الٹا ہو گیا تھا۔

"میں صدر صاحب سے کرنل کی شکایت کروں گا۔ اس نے الٹا مجھے ہی پریشان کر دیا ہے"...... ڈاکٹر فرانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر فرانک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"اسرائیل کے صدر صاحب سے بات کریں جناب"۔ دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ میں ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر فرانک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر فرانک۔ آپ نے کرنل زیکارڈ کو جو تفصیل بتائی ہے کیا وہ درست ہے"...... صدر کی انتہائی سخت سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ لیکن سر۔ میں نے تو بندوبست کر لیا ہے۔ وہ لوگ لیبارٹری نہیں پہنچ سکیں گے"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"وہ کسی بھی وقت آپ کے سر پر پہنچ سکتے ہیں۔ جو فون آپ کے خیال میں اس پرسنل سیکرٹری جاسکی نے کیا ہے وہ دراصل پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے کیا ہو گا۔ وہ دوسروں کی آوازوں اور لہجوں کی کامیاب نقل کرنے کا ماہر ہے اس لئے آپ فوری طور پر ایک کام کریں۔ پاکیشیائی فارمولے کی فائل لیبارٹری سے نکالیں اور اسے کارسیکا میں اسرائیلی سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری لارجنٹ کو پہنچا دیں۔ آپ خود جائیں گے۔ ابھی اور اسی وقت۔ فوراً۔ اٹ از مائی آرڈر"...... صدر نے یکلخت تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ لیکن پھر اس فارمولے پر کام نہ ہو سکے گا"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا لیکن ہم نے فارمولے کو ان

لوگوں سے محفوظ کرنا ہے۔ آپ اب وقت ضائع نہ کریں۔ اٹھیں اور روانہ ہو جائیں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر فرانک نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار لیبارٹری کے مین گیٹ سے نکل کر دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر فرانک عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار کو ڈرائیور چلا رہا تھا اور فارمولا اس کے بریف کیس میں رکھا ہوا تھا۔

ستار کلب کی عمارت دو منزلہ تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کار میں کلب کے سامنے سڑک کی دوسری طرف بنی ہوئی پارکنگ میں موجود تھا۔ انہوں نے کار کا رخ کلب کی طرف رکھا ہوا تھا۔ ابھی دو گھنٹے گزرنے میں پندرہ منٹ باقی تھے جبکہ جولیا پہلے ہی جاسکی کے نام سے ایک سپیشل روم ریزرو کرا چکی تھی اور اس روم میں موجود تھی جبکہ عمران اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت باہر موجود تھا۔ اس کلب میں چونکہ ڈاکٹر فرانک کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل نہ کی جاسکتی تھیں اس لئے عمران نے اس کے لئے خصوصی پلاننگ کی تھی اور اس پلاننگ کے تحت جولیا ڈاکٹر فرانک سے جاسکی کے روپ میں ملتی۔ عمران نے جولیا پر جاسکی کا میک اپ کر دیا تھا تاکہ کسی قسم کی کوئی گڑبڑ نہ ہو سکے۔ جولیا، ڈاکٹر فرانک کو پیغام دے گی کہ چیف سیکرٹری نے کہا تھا کہ وہ پاکیشیائی فارمولے کو

لیبارٹری میں رکھنے کی بجائے کسی بینک کے لاکر میں رکھوا دیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ ڈاکٹر فرانک کے کوٹ کی جیب میں ریڈ کاشنر ڈال دے گی۔ پھر جب ڈاکٹر فرانک واپس جانے لگے گا تو اس کا تعاقب کیا جائے گا اور اس ریڈ کاشنر کی مدد سے وہ کافی فاصلے سے اس کی چیکنگ کرتے رہیں گے۔ اس طرح کارز میں اس لیبارٹری تک وہ پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد لیبارٹری میں ریڈ ہو گا اور فارمولا وہاں سے حاصل کر لیا جائے گا۔ اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت باہر موجود تھا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر فرانک لیبارٹری کے اندر چلا گیا تو لیبارٹری بند ہو جائے گی اور یقیناً اس کے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے اس لئے کیوں نہ اس ڈاکٹر فرانک کو لیبارٹری سے باہر گھیر لیا جائے"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر عقبی سیٹ پر موجود تھے۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کارز یہاں سے دو اڑھائی گھنٹے کے فاصلے پر ہے اس لئے یہ کام بھی آسانی سے ہو سکتا ہے لیکن پہلے وہ آئے تو سہی"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ آدمی گیٹ سے باہر آ کر بڑے عجیب سے انداز میں ہماری طرف دیکھ رہا ہے"...... کچھ دیر بعد صفدر نے کہا۔

"یہ ہماری طرف نہیں بلکہ کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ پارکنگ اس گیٹ کے بالکل سامنے ہے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر وہ پارکنگ کی طرف مڑی ہی تھی اس کار میں ایک آدمی تھا۔ وہ آدمی جس کی نشاندہی صفدر نے کی تھی اس کار کو دیکھ کر چونکا اور پھر دوڑتا ہوا اس کے پیچھے جانے لگا۔

"صفدر۔ معاملہ مشکوک ہے۔ جا کر چیک کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کراس کر کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"کیا شک پڑا ہے آپ کو اس پر"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ صفدر زیادہ بے چین ہو رہا تھا اس لئے میں نے اسے بھیج دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بھی بے اختیار مسکرا دیا جبکہ تنویر اپنی عادت کے مطابق خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی کار واپس کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر جس طرف سے آئی تھی اسی طرف مڑ کر آگے بڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد صفدر بھی واپس آتا دکھائی دیا۔ اس نے تقریباً دوڑتے ہوئے سڑک کراس کی اور پھر آ کر وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ آنے والا لیبارٹری سے آیا تھا۔ اس کا نام باکرنی تھا۔ یہ لیبارٹری کا سیکورٹی چیف ہے۔ اس کا انتظار کرنے والے آدمی نے پارکنگ میں جا کر اس سے بات چیت کی اور میں جب وہاں پہنچا تو میرے کانوں میں یہ باتیں پڑیں کہ ہوٹل سے نکلنے والا آدمی اس کو بتا رہا تھا کہ ڈاکٹر فرانک کی کال آئی ہے کہ وہ جاسکی سے ملے بغیر فوری طور پر واپس چلا جائے جس پر اس آدمی نے کوئی بات کی تو اس آدمی نے اسے تفصیل بتائی کہ جنرل منیجر انتھونی کو ڈاکٹر فرانک نے کال کر کے کہہ دیا ہے کہ سیکورٹی انچارج باکرنی کو جاسکی سے نہ ملنے دیا جائے اور وہ باہر سے واپس بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ وہ باکرنی سر ہلاتا ہوا کار میں بیٹھا اور واپس گیٹ کی طرف مڑنے لگا تو میری جیب میں ریڈ کاشنر موجود تھا۔ میں نے اسے اس کی کار کے عقبی بمپر کے نیچے لگا دیا ہے"۔ صفدر نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی چکر چل گیا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر فرانک نہ سہی یہ باکرنی ہی سہی۔ تم جا کر جولیا کو لے آؤ۔ اب وہاں اس کا بیٹھنا فضول ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر کار سے اترا اور ایک بار پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کراس کر کے کلب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"صفدر کی یہ عادت اچھی ہے کہ وہ اپنے پاس ریڈ کاشنر جیسی چیزیں رکھتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ سپر ایجنٹ ہے اور سپر ایجنٹ بن جانا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا سپر ایجنٹی پر قائم رہنا۔ اس لئے ایسی چیزیں سپر ایجنٹی کو قائم رکھنے میں مدد دیتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور اس کے پیچھے جاسکی کے روپ میں جولیا مین گیٹ سے نکل کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"کیا ہوا ہے"...... جولیا نے کار کا دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے سڑک پر لے آ کر اس طرف کو موڑ دیا جس طرف باکرنی کی کار گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر صفدر کی بتائی ہوئی بات جولیا کو بتا دی۔

"یہ ریڈ کاشنر رسیور لے لیں"...... عقبی طرف سے صفدر نے کہا تو عمران نے اس سے ایک ریموٹ کنٹرول جتنا آلہ لے کر اسے کار کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ صفدر نے اسے پہلے ہی آن کر دیا تھا۔ رسیور پر موجود سمتوں کے تعین کے لئے ایک سرخ رنگ کا نقطہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ نقطہ اس باکرنی کی کار کی نشاندہی کر رہا تھا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں اس باکرنی کو کارز میں داخل ہونے سے پہلے ہی گھیر لینا چاہئے"...... صفدر نے عقبی سیٹ

سے کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص بات"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب۔ اسرائیل نے لازماً کارز میں کسی نہ کسی گروپ کو ہمارے خلاف تعینات کیا ہوا ہو گا اور وہ لوگ یقیناً ہماری تاک میں ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے آڑے آ جائیں اور باکرنی نکل جانے میں کامیاب ہو جائے۔ اس طرح ہم یہ اہم کلیو بھی کھو بیٹھیں گے اور الجھ بھی جائیں گے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے"...... جولیا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات میں بے حد وزن ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں واقعی ایسا ہی کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹہ مزید گزرا ہو گا کہ اچانک کاشنر رسیور پر چلتا ہوا نقطہ ساکت ہو گیا۔

"اوہ۔ کار رک گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ بہرحال کار رک گئی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار مزید بڑھا دی لیکن تھوڑی دیر بعد نقطہ ایک بار پھر حرکت میں آ گیا۔

"کار پھر چل پڑی ہے"...... عمران نے کمنٹری کرنے کے انداز

میں کہا۔

"کوئی مسئلہ ہوگا"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ سڑک چونکہ دو چھوٹے شہروں جن میں ایک کارز تھا، کو جاتی تھی اس لئے اس پر ٹریفک بھی خاصی تھی۔ عمران اب کار کی رفتار مسلسل بڑھاتا چلا جا رہا تھا کیونکہ اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ کارز پہنچنے سے پہلے ہی باکرنی کو کور کر لے گا تاکہ اس سے لیبارٹری کا محل وقوع اور سیکورٹی کے تمام انتظامات کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کے بعد وہ آسانی سے اپنا مشن مکمل کر سکیں اور پھر تقریباً پچاس منٹ کی مزید ڈرائیونگ کے بعد انہوں نے اس سیاہ رنگ کی کار کو چیک کر لیا جس کی نشاندہی کاشنر کر رہا تھا۔ سڑک اس وقت ایک ویران سے علاقے سے گزر رہی تھی جس کے دونوں اطراف میں درختوں کے گھنے ذخیرے تھے۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

"اب ہوشیار رہنا۔ وہ بہرحال تربیت یافتہ آدمی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سڑک پر کافی ٹریفک ہے اس لئے کار روک کر اس باکرنی کی کار میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے اور پھر دونوں کاروں کو درختوں کے ذخیرے میں لے جایا جائے تو بہتر رہے گا"...... صفدر نے کہا۔

"واہ۔ تم تو مکمل سپہ سالار ٹائپ کے ایجنٹ ہو۔ بہت خوب"۔

عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارے پاس یقیناً ریڈ کاشنر کی طرح بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل بھی ہوگا"...... عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"ہاں ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کار کی اپنی سائیڈ والی کھڑکی کا شیشہ کھول لو۔ میں اسے روکنے کے لئے اپنی کار سے اس کی کار کو دباتے ہوئے روکوں گا اور تم نے گیس فائر کر دینی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار اس سیاہ کار کے برابر پہنچ گئی۔ کار میں ایک ہی آدمی تھا جو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ عمران نے تیزی سے کار کو تھوڑا سا آگے بڑھا کر سائیڈ پر دبانا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ۔ پولیس"...... عمران نے ساتھ ہی چیخ کر کہا تو اس آدمی نے بریک لگائی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی کار کو بریک لگا دی۔ اسی لمحے صفدر کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے کٹک کی آواز سنائی دی اور ایک چھوٹا سا کیپسول کار کے اندر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے کار کا دروازہ کھولا اور تیزی سے نیچے اترا ہی تھا کہ عمران نے کار کا رخ درختوں کی طرف کر کے اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ سڑک پر تیزی سے دوڑنے والی کاروں کو اصل معاملے کا علم ہی نہ ہو سکا۔ عمران نے کار درختوں کے اندر لے جا کر روکی تو چند لمحوں

بعد سیاہ رنگ کی کار درختوں کے اس ذخیرے میں گھستی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر نظر آ رہا تھا۔ سیاہ کار ان کی کار کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی پہلے ہی نیچے اتر چکے تھے۔ صفدر بھی نیچے اترا اور اس نے دوسری سائیڈ پر آ کر کار کا دروازہ کھولا اور بے ہوش باکرنی کو گھسیٹ کر باہر کھینچ لیا۔

"کیپٹن شکیل اور تنویر۔ تم دونوں سڑک کی طرف درختوں کی اوٹ میں رک کر چیک کرتے رہو۔ کوئی اچانک آ سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر سر ہلاتے ہوئے سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے اپنی کار کا ڈیش بورڈ کھولا۔ اس میں نائیلون سے بنی ہوئی باریک رسی کا بنڈل موجود تھا۔ عمران نے بنڈل نکالا اور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے درخت کے ساتھ باندھنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کے ساتھ مل کر باکرنی کو درخت کے ساتھ باندھ دیا جبکہ جولیا اس دوران عقبی طرف بڑھ گئی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ عقبی طرف سے چیکنگ کرتی رہے کیونکہ ادھر سے بھی تو کوئی اچانک آ سکتا تھا۔

"اینٹی گیس کی شیشی ہو گی تمہارے پاس۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اسے باکرنی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں

بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے خنجر نکالا اور اسے پکڑ کر وہ باکرنی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں گیس کے دباؤ کی وجہ سے دھند سی چھائی رہی لیکن پھر یہ دھند غائب ہو گئی اور آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اپنے جسم کو جھٹکا دیا لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ یہ کیا ہے۔ مم۔ مم۔ میں"۔ باکرنی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اس کا ذہن سچوئیشن کے ساتھ ایڈجسٹ نہ ہو رہا ہو۔

"تمہارا نام باکرنی ہے اور تم لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج ہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے"...... باکرنی نے عمران کے سوالوں کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا اور اس بات سے اس کے تربیت یافتہ ہونے کا پتہ چلتا تھا کہ اس نے بہت جلد اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اور پھر عمران نے حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ یہ کھلی جگہ تھی۔

یہاں کسی بھی وقت کوئی آ سکتا تھا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ماحول باکرنی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ خنجر نے اس کی ناک کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا۔ ابھی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور ایک بار پھر باکرنی کے حلق سے ہولناک چیخ نکلی۔ اس کی ناک کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا تھا۔

"اب تم خود ہی سب کچھ بتاؤ گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کا دستہ باکرنی کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مار دیا اور باکرنی کے حلق سے ایسی چیخیں نکلنے لگیں جیسے اس کی روح بھی چیخوں کے ساتھ باہر نکل رہی ہو۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا اور آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

"بولو۔ جواب دو۔ کیا نام ہے تمہارا۔ کیا عہدہ ہے تمہارا لیبارٹری میں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام باکرنی ہے اور میں لیبارٹری میں سیکورٹی انچارج ہوں"...... باکرنی کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کون انچارج ہے لیبارٹری کا"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر فرانک۔ ڈاکٹر فرانک"...... باکرنی نے جواب دیا تو عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا کیونکہ اسے اصل خدشہ اس

بات کا تھا کہ باکرنی اگر سیکورٹی کا انچارج ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج ہو۔

"اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے اور اس کے سیکورٹی انتظامات کیا ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... باکرنی نے ایک بار پھر سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد تربیت یافتہ آدمی تھا کہ اس حالت میں بھی اس نے اتنی جلدی اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"ہاں۔ تم کیوں پوچھ رہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ تم شکست کھا چکے ہو۔ اب تم مجھے ہلاک بھی کر دو تو پھر بھی تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آ سکتا"...... باکرنی نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ اس کے قریب موجود صفدر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایک وعدہ کرو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں ورنہ زیادہ سے زیادہ تم مجھ سے لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر لو گے لیکن تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔ باکرنی اس بار پوری طرح سنبھلا ہوا تھا اور عمران اس کی قوت ارادی پر حیران رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر سن لو کہ تم جس پاکیشیائی فارمولے کو حاصل کرنا چاہتے ہو وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔ وہ اب لیبارٹری میں نہیں ہے''...... باکرنی نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ وہاں ہے''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''سنو۔ چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری جاسکی نے ڈاکٹر فرانک کو فون کر کے اسے چیف سیکرٹری کا خصوصی پیغام دینے کی بات کی تو ڈاکٹر فرانک نے اسے سٹار کلب میں بلوا لیا لیکن ڈاکٹر فرانک نے اپنی جگہ مجھے بھجوا دیا۔ لیکن جب میں وہاں پہنچا تو پارکنگ میں ہی کلب کا ایک آدمی مجھ سے ملا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر فرانک نے کلب کے جنرل مینجر انتھونی کو فون کر کے کہا ہے کہ مجھے کلب کے اندر نہ جانے دیا جائے کیونکہ وہاں جاسکی کی بجائے کوئی اور ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بغیر جاسکی سے ملے واپس آ جاؤں۔ چنانچہ میں واپس روانہ ہو گیا۔ راستے میں اچانک مجھے دور سے ڈاکٹر فرانک کی مخصوص کار کارز کی طرف سے آتی دکھائی دی تو میں نے اشارہ دے کر اسے روکا۔ اس میں ڈاکٹر فرانک موجود تھا۔ میں نے اسے ساری بات بتائی تو اس نے مجھے کہا کہ میں لیبارٹری پہنچ جاؤں۔ وہ پاکیشیائی فارمولا لے کر دارالحکومت میں اسرائیلی

سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو دینے جا رہا ہے کیونکہ جاسکی کے بارے میں معلومات اس نے اسرائیل کے قومی سلامتی کے مشیر کرنل زیکارڈ کو فون کر کے بتائیں جس پر اسرائیل کے صدر نے انہیں فون کر کے حکم دیا کہ وہ فوراً جا کر یہ فارمولا سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے حوالے کیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر فرانک وہ فارمولا لے کر دارالحکومت جا رہا ہے۔ پھر میں آگے بڑھا تھا اور تم نے مجھے گھیر لیا۔ اب وہ پاکیشیائی فارمولا اس لیبارٹری میں نہیں ہے''...... باکرنی نے بتایا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ کاشنر رسیور پر کار کو حرکت میں ظاہر کرنے والا نقطہ رک گیا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ باکرنی سچ بول رہا ہے۔

''ڈاکٹر فرانک کا حلیہ بتاؤ''...... عمران نے پوچھا تو باکرنی نے حلیہ بتا دیا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس حلیئے کا آدمی کسی کار میں نظر نہیں آیا''...... عمران نے کہا تو باکرنی بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ انچارج ہے۔ وہ خود تو کار نہیں چلا سکتا کہ تمہیں نظر آ جاتا۔ وہ تو کار کی عقبی سیٹ پر تھا اور اس کے پاس بریف کیس تھا جس میں پاکیشیائی فارمولا تھا۔ وہ اب وہاں پہنچنے ہی والا ہو گا''۔ باکرنی نے جواب دیا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا۔

''اسے ختم کر دو۔ ہم نے اس ڈاکٹر فرانک کے پیچھے جانا ہے''۔

عمران نے کہا اور ساتھ ہی خنجر اس نے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ دوسرے لمحے خنجر صفدر کے ہاتھ سے نکل کر اڑتا ہوا سیدھا باکرنی کی شہ رگ میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم پھڑکنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ختم ہو گیا۔

"اس کی رسیاں کاٹ دو اور اسے اٹھا کر اس کی کار میں ڈال دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران نے اپنی کار کا دروازہ کھولا اور تین بار مخصوص وقفے سے ہارن بجا دیا۔ اس طرح دونوں اطراف میں موجود اس کے ساتھی ہارن کی آواز سن کر واپس آ گئے۔

"کیا ہوا۔ تفصیل معلوم کی"...... جولیا نے کہا تو عمران نے انہیں اصل بات بتا دی۔

"ہو سکتا ہے اس نے غلط بیانی کی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ وہ سچ بول رہا تھا۔ کار بھی آئی تھی اور پھر اس جاکی والا ٹریپ الٹ ہو گیا"...... عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار درختوں کے ذخیرے سے نکل کر دوڑتی ہوئی سڑک پر پہنچی اور پھر مڑ کر تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"عمران صاحب۔ سفارت خانے فارمولا بھجوانے کا مطلب ہے کہ یہ فارمولا اسرائیل منگوالیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ہم بروقت پہنچ گئے تو مشن مکمل ہو جائے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔ کار اپنی پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور وہ سب خاموش بیٹھے یہی سوچ رہے تھے کہ کیا ان کا مشن مکمل ہو جائے گا یا نہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے کی تیز اور مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دارالحکومت میں داخل ہوئے۔ عمران نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب روکی اور پھر کار سے اتر کر دوڑتا ہوا وہ فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے جلدی سے جیب سے کارڈ نکالا اور اسے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسرائیلی سفارت خانے کا نمبر دیں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور کارڈ کو مزید آگے کی طرف دھکیل دیا تو فون پیس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور عمران نے تیزی سے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"سفارت خانہ اسرائیل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں کارز لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر فرانک موجود ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں۔ میں لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج باکرنی

بول رہا ہوں"...... عمران نے باکرنی کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو واپس چلے گئے ہیں جناب۔ انہیں گئے ہوئے دس منٹ ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فرسٹ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ ابھی ایئر پورٹ گئے ہیں۔ یہاں موجود نہیں ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایئر پورٹ مینجر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور کارڈ کو مزید آگے کر کے اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو مینجر ایئر پورٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پولیس چیف بول رہا ہوں۔ مینجر صاحب سے بات کرائیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ولیم بول رہا ہوں ایئر پورٹ مینجر"...... چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مینجر صاحب۔ اسرائیلی سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری ایئر پورٹ پہنچے ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر کائن فرسٹ سیکرٹری۔ لیکن وہ تو یہاں نہیں آئے۔ ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چارٹرڈ سیکشن میں گئے ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں کا نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر کارڈ کو مزید آگے کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چارٹرڈ سیکشن ایئر پورٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پولیس چیف بول رہا ہوں۔ یہاں اسرائیل سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر کائن ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ جناب۔ وہ تو پانچ منٹ پہلے یہاں سے فلائی کر چکے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اتنی جلدی۔ وہ ابھی تو ایئر پورٹ پہنچے تھے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جناب۔ اسرائیل کا ایک طیارہ ہر وقت تیار رہتا ہے اور انہوں نے سفارت خانے سے فون کر کے کہہ دیا تھا اس لئے اس طیارے کو فوری پرواز کے لئے تیار کر لیا گیا۔ پھر وہ جیسے ہی ایئر پورٹ پہنچے انہیں طیارے تک پہنچایا گیا اور طیارہ پرواز کر گیا''...... دوسری طرف سے باقاعدہ کنٹری کے انداز میں جواب دیا گیا۔

''وہ اسرائیل گئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ تل ابیب''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ان کا طیارہ کب اسرائیل پہنچے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''چالیس منٹ کی پرواز ہے جناب اور پانچ چھ منٹ تو ہو ہی گئے ہیں اسے فلائی کئے ہوئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کارڈ نکالا اور ایک طویل سانس لے کر اس نے کارڈ جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے نکلنے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ایک خیال کے آتے ہی وہ واپس مڑا اور اس نے ایک بار پھر جیب سے کارڈ نکالا اور اسے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''سٹار کلب کے جنرل منیجر کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران

نے کریڈل دبایا اور کارڈ کو کافی آگے کرنے کے بعد جب فون پیس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو جنرل منیجر سٹار کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کیا ڈاکٹر فرانک صاحب جنرل منیجر صاحب کے آفس میں پہنچ چکے ہیں یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ کون بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں سیکورٹی چیف باکرنی بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ابھی چند منٹ پہلے آئے ہیں''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ان سے میری بات کرائیں۔ میں نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر فرانک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر فرانک کی آواز سنائی دی۔ عمران اس لئے آواز پہچان گیا تھا کہ جاگی کی آواز میں وہ پہلے ہی ڈاکٹر فرانک سے بات کر چکا تھا۔

''باکرنی بول رہا ہوں سر''...... عمران نے باکرنی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ تم نے یہاں کیسے فون کیا''...... دوسری طرف

سے چونک کر کہا گیا۔

"میں نے پہلے اسرائیل سفارت خانے فون کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ وہاں سے جا چکے ہیں اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ کارز پہنچ چکے ہیں فارمولا حاصل کرنے کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا"...... ڈاکٹر فرانک نے چونک کر پوچھا۔

"لیبارٹری میں فون آیا اور فون کرنے والے نے اپنا نام عمران بتایا۔ اس نے کہا کہ وہ پاکیشیائی ہے اور ڈاکٹر فرانک سے بات کرنا چاہتا ہے۔ اگر بات نہ کرائی گئی تو لیبارٹری تباہ کر دی جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر"...... ڈاکٹر فرانک نے چونک کر کہا۔

"میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب تو یہاں موجود نہیں ہیں اور وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ مجھے بتا دے تو اس نے کہا کہ وہ لیبارٹری سے پاکیشیائی فارمولا واپس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر ڈاکٹر فرانک خاموشی سے فارمولا دے دیں تو لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا جائے گا ورنہ فارمولا بھی حاصل کر لیا جائے گا اور لیبارٹری بھی تباہ کر دی جائے گی اور اس نے خود ہی بتایا کہ وہ کارز پہنچ کر فون کر رہا ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کل جب واپس آئیں گے تو انہیں پیغام دے دیا جائے گا تو اس نے کہا کہ وہ کل دوبارہ فون کرے گا"...... عمران نے اپنی طرف سے پوری کہانی بنا

کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کے صدر صاحب واقعی عقل مند ہیں۔ انہوں نے فوراً فارمولا اسرائیل منگوا لیا ہے ورنہ یہ لوگ واقعی فارمولا لے جاتے۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ مجھے فون کر دیا۔ اب میں احتیاط سے واپس آؤں گا"...... ڈاکٹر فرانک نے کہا۔

"جناب۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اسرائیلی سفارت خانے پر چڑھ دوڑیں"...... عمران نے کہا۔

"وہاں سے بھی انہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ فرسٹ سیکرٹری صاحب کو پہلے ہی اسرائیلی صدر صاحب کی طرف سے احکامات مل چکے تھے۔ جیسے ہی میں نے انہیں فارمولے کی فائل دی وہ اسی وقت ایئر پورٹ چلے گئے۔ وہاں ایک طیارہ ہر وقت ان کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ تو اب اسرائیل پہنچنے والے ہوں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور مڑ کر فون بوتھ سے باہر آ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ نے بہت دیر لگا دی"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے سوچا بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی مل جائے لیکن وہ بھی نہیں ملی"...... عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بڑا مسئلہ بن گیا۔ اب اسرائیل میں داخل ہونا اور وہاں سے صرف ایک فائل حاصل کرنا تو بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے والی بات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اصل میں جاسکی والا ٹریپ واقعی الٹا ہمارے گلے میں پڑ گیا ہے۔ اگر یہ جاسکی والا چکر نہ ڈالا جاتا تو وہ اطمینان سے بیٹھے رہتے اور ہم ان سے فارمولا واپس حاصل کر لیتے''...... عمران نے کہا۔

''اب کہاں جا رہے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''فی الحال تو رہائش گاہ پر جا رہا ہوں۔ پھر سوچتے ہیں کہ کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا تو سب کے چہرے یکلخت لٹک سے گئے۔

اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں کرنل ڈیوڈ، کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ تینوں موجود تھے۔ وہ تینوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ میٹنگ روم کا خصوصی دروازہ کھلا اور اسرائیل کے صدر اندر داخل ہوئے تو وہ تینوں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ان تینوں نے ہی مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا۔

''بیٹھ جائیں''...... صدر نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''سپیشل میٹنگ روم آف کر دو''...... صدر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ سپیشل میٹنگ روم آف ہونے کا مطلب ہے کہ اب یہاں ہونے والی بات چیت کسی صورت بھی نہ ٹیپ ہو سکے گی اور نہ ہی کہیں سنی جا سکے گی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"۔ صدر نے پوچھا۔

"سر"...... کرنل مائیک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ کر جواب دیں آپ سب"...... صدر نے کہا۔

"شکریہ سر"...... کرنل مائیک نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر۔ بلیک آئی تمام شمالی سرحدوں، بحری گھاٹوں، ایئر پورٹس اور تمام زمینی راستوں کی مکمل نگرانی کر رہی ہے۔ ہم نے یہاں ہر جگہ مخصوص کیمرے بھی نصب کر دیئے ہیں تاکہ اگر کوئی میک اپ میں بھی آئے تو چیک ہو جائے لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی یا گروپ سامنے نہیں آیا"...... کرنل مائیک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی کیا رپورٹ ہے کرنل رونالڈ"...... صدر نے ریڈ ٹاور کے چیف کرنل رونالڈ سے پوچھا۔

"سر۔ ہم نے جنوبی سرحدوں، پہاڑیوں کے تمام ممکنہ راستوں پر اس طرح کیمرے نصب کر رکھے ہیں اور ہم بھی ہر طرح سے الرٹ ہیں۔ ابھی تک کوئی مشکوک آدمی سامنے نہیں آیا"...... کرنل رونالڈ نے جواب دیا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ آپ کی کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے اس بار کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ جی پی فائیو پورے اسرائیل میں چیکنگ کر رہی ہے

حتیٰ کہ ہم نے معروف فلسطینی گروپس میں موجود اپنے مخبروں کو بھی الرٹ کر رکھا ہے لیکن ابھی تک کسی طرف سے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"وہ یہاں آ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ فارمولا یہاں موجود نہ تھا لیکن اب فارمولا یہاں پہنچ چکا ہے اس لئے اب وہ لازماً یہاں آئیں گے اس لئے میں نے یہ سپیشل میٹنگ کال کی ہے"...... صدر نے کہا تو تینوں کرنل چونک پڑے لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش بیٹھے رہے تھے۔

"میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ آپ ہر طرح سے الرٹ رہیں۔ جیسا کہ گزشتہ میٹنگ میں آپ لوگوں کو ہم بتا چکے ہیں کہ کارسیکا اور اسوان کے ذریعے پاکیشیائی فارمولا حاصل کیا گیا لیکن یہ فارمولا کارسیکا کے ایک چھوٹے شہر کارز میں موجود خفیہ لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی کارسیکا میں کام کرنے والی فارن ایجنسی بلیک برڈ کے چیف تھامسن کو بھی میں نے اپنا تمام سیٹ اپ کارز میں قائم کرنے کا حکم دے دیا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو وہ اسے ختم کر سکے۔ پھر مجھے اچانک اطلاع ملی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری کو استعمال کر کے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر فرانک کو دارالحکومت بلوانے کا چکر چلایا ہے تو میں سمجھ گیا کہ معاملات ہاتھ سے نکل رہے ہیں اس لئے میں نے فوری طور پر فارمولا یہاں منگوا

لیا۔ ویسے بھی کرنل ڈیوڈ نے گزشتہ میٹنگ میں دارخواست کی تھی۔ بہرحال فارمولا یہاں پہنچ چکا ہے۔ بلیک برڈ کا تھامسن بھی وہاں چیکنگ کرتا رہ گیا ہے۔ وہ لوگ وہاں نہیں پہنچے بلکہ کارز سے پہلے ہی ان کے ہاتھ لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج باکرنی لگ گیا جس پر انہوں نے تشدد کر کے معلوم کر لیا کہ فارمولا اسرائیل سفارت خانے پہنچ چکا ہے۔ پھر وہاں سے انہوں نے فون کر کے معلوم کیا۔ پھر انہوں نے ایئر پورٹ پر فون کیا لیکن سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری فارمولا لے کر چارٹرڈ طیارے پر پہلے ہی فلائی کر چکا تھا اس لئے وہ ہاتھ ملتے رہ گئے اور فارمولا یہاں پہنچ گیا۔ میں نے اب یہ فارمولا یہاں کی ایک لیبارٹری میں بھجوایا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ کارز لیبارٹری کے تمام سائنس دانوں کو فوری طور پر یہاں کال کر لیا جائے اور وہاں سے تمام مشینری بھی یہاں منتقل کرا دی جائے تاکہ یہاں اطمینان سے اس فارمولے پر کام ہو سکے اور یقیناً عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع مل چکی ہے کہ فارمولا اسرائیل پہنچ چکا ہے اس لئے اب یہ آپ تینوں ایجنسیوں کا کام ہے کہ آپ انہیں ٹریس کر کے ہلاک کریں اور یہ بھی سن لیں کہ اس بار جو ایجنسی ناکام رہے گی اس کے چیف کا کورٹ مارشل کیا جائے گا اور ایجنسی ختم کر دی جائے گی اور جو ایجنسی کامیاب ہو گی اسے نہ صرف قائم رکھا جائے گا بلکہ اسے باقی تمام ایجنسیوں پر ترجیح دی جائے گی۔ سیٹ اپ

وہی پہلے والا ہی رہے گا۔ بلیک آئی اور ریڈ ٹاور انہیں داخل ہونے سے روکیں گی جبکہ جی پی فائیو اسرائیل میں انہیں ٹریس کرے گی لیکن اس بار میں ہر صورت میں کامیابی کی رپورٹ سننا چاہتا ہوں“...... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سر۔ یہاں کس لیبارٹری میں فارمولا پہنچایا گیا ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”نو۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے“...... صدر نے کہا۔

”سر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کسی نہ کسی انداز میں لیبارٹری کو ٹریس کر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ خود یہاں آنے کی بجائے یہاں کے کسی فلسطینی گروپ کے ذریعے یہاں سے فارمولا نکلوائیں۔ اس طرح ہم سب مکمل طور پر ناکام رہ جائیں گے اس لئے اس لیبارٹری کا علم ہمیں ہونا چاہئے تاکہ ہم وہاں بھی اپنا سیٹ اپ قائم کر دیں تاکہ اگر عمران یا اس کے ساتھی وہاں پہنچ جائیں تب بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکے اور اگر وہ اپنی بجائے کسی فلسطینی گروپ کو استعمال کریں تب بھی ان کا راستہ روکا جا سکے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ صدر کے ساتھ اس انداز میں بات کی جا سکتی ہے۔

”کرنل ڈیوڈ۔ جس انداز کے انتظامات کرنل مائیک اور کرنل

رونالڈ نے کر رکھے ہیں ان انتظامات کے باوجود وہ لوگ کیسے اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں اور جہاں تک فلسطینی گروپ کا تعلق ہے تو آپ نے ابھی خود کہا ہے کہ ان گروپس میں آپ کے مخبر موجود ہیں۔ ایسی صورت میں کیا آپ کو اطلاع نہ مل سکے گی"۔ صدر نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ درست فرما رہے ہیں جناب۔ لیکن میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک آئی اور ریڈ ٹاور سے ٹریس نہ ہو سکیں گے۔ وہ عفریت ہیں۔ یہ دونوں ایجنسیاں تمام تر انحصار کیمروں پر کئے ہوئے ہیں لیکن عمران کو میک اپ کے ایسے ایسے نسخے معلوم ہیں کہ کیمرے انہیں چیک ہی نہ کر سکیں گے اور جہاں تک فلسطینی گروپوں میں مخبروں کا تعلق ہے تو عمران کسی عام فلسطینی گروپ کے عام آدمی سے تو بات نہیں کرے گا۔ وہ کسی ایسے گروپ کے چیف سے بات کرے گا جو بے حد فعال ہو گا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہم تاریکی میں رہ جائیں"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ کرنل ڈیوڈ۔ یہ آپ کی ہی ذہانت ہے جس کا میں قائل ہوں۔ آپ نے واقعی بہترین انداز میں تجزیہ کیا ہے لیکن یہ دونوں ایجنسیاں بہرحال کام کریں گی کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان ایجنسیوں کے بارے میں علم نہ ہو گا۔ وہ لامحالہ آپ کی جی پی فائیو سے بچنے کی کوشش کریں گے اس لئے مجھے یقین ہے کہ دونوں ایجنسیاں بہرحال انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گی۔ البتہ میں آپ

تینوں کو بتا دیتا ہوں کہ اس بار فارمولا اسرائیل کے شمالی مغربی علاقہ ایلاس میں واقع لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے۔ ایلاس میں یہ لیبارٹری ہیوما میں ہے۔ بس اس سے زیادہ نہیں بتایا جا سکتا اور یہ بات بھی آپ تینوں کی حد تک رہے گی۔ کرنل ڈیوڈ اگر چاہیں تو ہیوما میں اپنا سیٹ اپ قائم کر سکتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"کافی ہے سر۔ ہیوما چھوٹا سا علاقہ ہے۔ وہاں کے ایک ایک آدمی کو ہم آسانی سے چیک کر سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے مسرت بھرے لہجے مں کہا۔

"او کے۔ آپ نے باقاعدہ رپورٹس مجھے دینی ہیں اور میرا یہ حکم سن لیں کہ کوئی ایجنسی کسی دوسری ایجنسی کے معاملات میں کسی صورت بھی مداخلت نہیں کرے گی۔ اگر کوئی ضرورت محسوس ہو تو مجھے رپورٹ کی جائے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... تینوں نے کہا۔

"او کے۔ اب بہرحال مجھے کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہئے"۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"سپیشل میٹنگ روم کو اوپن کر دیا جائے"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی تینوں کرنل بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور صدر تیزی سے مڑ کر مخصوص دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کارسیکا دارالحکومت میں اس رہائش گاہ پر موجود تھا جہاں سے وہ کارز جانے کے لئے نکلے تھے۔ فارمولا اسرائیل گئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے لیکن عمران اس طرح یہاں جم کر بیٹھ گیا تھا جیسے اس نے یہاں سے باہر نہ جانے کی قسم کھا لی ہو۔ گو اس کے ساتھیوں نے باری باری اس سے مزید کارروائی کے لئے بات کی تھی لیکن عمران نے انہیں صرف یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ ابھی انتظار کرنا ہے۔

''آخر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ کیا یہاں بیٹھے بیٹھے فارمولا اسرائیل سے واپس آ جائے گا''...... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''انتظار کا اپنا ہی لطف ہوتا ہے اور میری تو ساری ہی زندگی انتظار میں گزر گئی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار

مسکرا دیا۔

''تم سے تو بات کرنا ہی مصیبت ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ اب ہم احمقوں کی طرح یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے کی شکلیں کب تک دیکھتے رہیں گے''...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''جب تک سب کی شکلیں عقل مندانہ نہیں ہو جاتیں''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے رہے۔ کسی نے اسے منع کرنے کی کوشش نہیں کی۔ شاید وہ سب ہی یہی چاہتے تھے کہ چیف سے بات ہو جانی چاہئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا کا کوڈ نمبر بتاؤ''...... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی جولیا کی کارروائی میں کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ جولیا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو سوائے عمران کے باقی سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

''جولیا بول رہی ہوں سر۔ کارسیکا سے''...... جولیا نے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا تو جولیا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"مجھے معلوم ہے۔ مجھے فارن ایجنٹ نے رپورٹ دے دی ہے۔ کال کیوں کی ہے"...... چیف نے اسے درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا۔

"عمران اب دو روز سے رہائش گاہ میں جم کر بیٹھا ہوا ہے۔ نہ وہ آئندہ کی کوئی پلاننگ بتاتا ہے اور نہ ہی حرکت میں آ رہا ہے۔ یوں لگتا ہے باس کہ عمران کا ذہن جیسے ماؤف ہو کر رہ گیا ہے"۔ جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ عمران کو کیا کرنا چاہئے"...... چیف نے کہا۔

"سر۔ اسرائیل جا کر فارمولا واپس لانا پڑے گا اور کیا کرنا ہے"...... جولیا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم اس سے پہلے کئی بار عمران کے ساتھ اسرائیل جا چکی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ بس جہاز میں بیٹھو گی اور تل ابیب پہنچ جاؤ گی"...... چیف نے کہا۔

"پھر بھی چیف۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا"...... جولیا نے اس بار قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"یہی کچھ کرنے کے لئے تو عمران کام میں لگا ہوا ہے۔ اس

نے فارن ایجنٹ کو فون کر کے ہدایات دے دی ہیں۔ جب اس کی ہدایات پر عمل ہو گا تب ہی وہ حرکت میں آئے گا اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم اور تمہارے ساتھی مزید کام نہیں کرنا چاہتے تو میں تمہیں واپس بلا لیتا ہوں اور تمہاری جگہ دوسرے ممبران کو بھجوا دیتا ہوں"۔ چیف کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"سر۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے۔ ہم تو خود کام کرنے کے لئے بے چین ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"عمران تمہارا لیڈر ہے اس لئے عمران جو مناسب سمجھے گا وہی کرے گا۔ آئندہ اگر مجھے کال کیا تو اس کا نتیجہ تمہارے خلاف بھی نکل سکتا ہے"...... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم نے کب فارن ایجنٹ کو فون کر کے ہدایات دی ہیں"۔ جولیا رسیور رکھ کر الٹا عمران پر چڑھ دوڑی۔

"جب تم سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو تم ہمیں بھی بتا سکتے تھے"...... جولیا نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں بتاتا کہ میں نے کیا ہدایات دی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکتا کہ تم مشن کے بارے میں کس انداز میں سوچ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن تنویر کو ان ہدایات کا علم ہو جاتا اور پھر یہ ہدایات ہی بے کار ہو جاتیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... جولیا نے چونک کر کہا جبکہ تنویر بھی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا تھا۔

"میں نے فارن ایجنٹ کو کہا تھا کہ وہ یہاں ایسا کوئی آدمی تلاش کرے جسے خطبہ نکاح آتا ہو۔ گواہ یہاں موجود ہیں"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے اور وہ ایسی نظروں نے عمران کو دیکھنے لگی جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ عمران کو وہ کچا چبا جاتی۔

"تمہارا دماغ واقعی ماؤف ہو چکا ہے"...... تنویر نے بھی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا فلسطینی گروپ فارمولا حاصل کر لیں گے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب یوں اچھلے جیسے کمرے میں اچانک بم پھٹ پڑا ہو حتیٰ کہ عمران بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔

"کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اپنی بات کے اس ردعمل سے گھبرا گیا تھا۔

"تم نے کس پیرائے میں یہ بات کی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی تو فارن ایجنٹ کو ہدایات دی تھیں۔ اب آپ خود ہی پوچھ رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کیا تم نے میری ہدایات سنی تھیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے فارن ایجنٹ کو کہا تھا کہ قبرص میں فلسطینی گروپ ریڈ سٹار کے چیف ابو خالد سے رابطہ کے لئے کوئی کلیو تلاش کیا جائے۔ میں آپ کے ساتھ والے کمرے میں تھا اس لئے آپ کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اس سے یہ بات کیسے تم نے سمجھ لی کہ فارمولا فلسطینی گروپ اسرائیل سے لے آئے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ آپ یہاں جم کر بیٹھ گئے ہیں۔ آپ کے اپنے رابطے فلسطینی گروپس سے ہیں لیکن آپ نے یہ کام فارن ایجنٹ پر ڈال دیا ہے اور جس طرح اس خصوصی گروپ کے بارے میں آپ نے ہدایات دی ہیں اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ اس بار خود اسرائیل جانے کی بجائے کسی فلسطینی گروپ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ ویسے ہے تو واقعی یہ بہترین پلاننگ۔ اسرائیلی ایجنسیاں ہمارے انتظار میں رہ جائیں گی جبکہ فارمولا وہاں سے

یہاں پہنچ جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا ذہن اب بہت ایڈوانس ہو چکا ہے کیپٹن شکیل۔ اب مجھے واقعی اس سے خوفزدہ رہنا چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا عمران کی ہدایات کے بارے میں''...... جولیا نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ میں خصوصی طور پر بتاتا۔ البتہ میں اس بارے میں مسلسل سوچتا رہا۔ پھر عمران صاحب جس طرح جم کر بیٹھ گئے ہیں اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ عمران صاحب اس بار اسرائیل جا کر اسرائیلی ایجنسیوں سے ٹکرانے کی بجائے کسی فلسطینی گروپ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی تمہارا یہی پروگرام ہے''...... جولیا نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ جب میں نے ہدایات دی تھیں تو میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ میں نے صرف اس لئے اس فلسطینی گروپ ریڈ سٹار کے چیف ابو خالد کے لئے کہا تھا کہ ریڈ سٹار گروپ تل ابیب میں کام کرتا ہے اور اس کا پریذیڈنٹ ہاؤس سے گہرا تعلق ہے۔ میں نے سوچا کہ اسرائیل کے صدر نے لازماً کوئی نہ کوئی میٹنگ کال کی ہو گی یا فون کر کے یہ فارمولا کسی کو بھجوایا ہو گا اس لئے وہاں سے

اس بارے میں معلومات مل سکتی ہیں اور حتمی معلومات حاصل کئے بغیر اسرائیل جانا سوائے حماقت کے اور کچھ نہ تھا لیکن اب کیپٹن شکیل کی بات سن کر مجھے خیال آ رہا ہے کہ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''گراہم بول رہا ہوں مسٹر مائیکل''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ ابو خالد کا سپیشل فون نمبر مل گیا ہے لیکن اس سپیشل فون کا تعلق قبرص سے ہے۔ اسرائیل سے نہیں۔ پھر اس سپیشل فون سیٹ کی مخصوص خاصیت ہے کہ وہ تل ابیب سے قبرص ایکس چینج کے ساتھ منسلک رہتا ہے۔ میں آپ کو فون نمبر بتا دیتا ہوں اور قبرص ایکس چینج کا مخصوص نمبر بھی۔ یہ نمبر آپ فون نمبر سے پہلے پریس کریں گے تو آپ کا رابطہ ابو خالد سے ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ویری گڈ گراہم۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں تمہارے اس کام کی تعریف چیف سے کروں گا''...... عمران نے کہا۔

‘‘بے حد شکریہ مسٹر مائیکل۔ ویسے مجھے اس کے لئے انتہائی خطیر رقم بھی خرچ کرنا پڑی ہے اور انتھک ذاتی محنت بھی کرنا پڑی ہے۔ میں نمبر بتا دیتا ہوں’’...... گراہم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

‘‘او کے۔ شکریہ’’...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نمبر پریس کرتا رہا۔ پھر دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

‘‘یس’’...... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

‘‘میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ مجھے ابو خالد سے بات کرنی ہے’’...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

‘‘اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ابو خالد ہی بول رہا ہوں۔ آپ کو میرا یہ خصوصی نمبر کیسے مل گیا’’...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

‘‘کہا تو یہی جاتا ہے کہ ڈھونڈنے والے کا جذبہ سچا ہو تو اسے خدا بھی مل جاتا ہے’’...... عمران نے جواب دیا۔

‘‘آپ واقعی دوسروں کو اپنی کارکردگی سے حیرت زدہ کر دیتے ہیں۔ بہرحال حکم فرمائیں’’...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا تو عمران نے اسے فارمولے کی واپسی کے بارے میں تفصیل

بتا دی۔

‘‘یہ فارمولا لازماً اسرائیلی صدر صاحب کے حکم پر اسرائیل لے جایا گیا ہے اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے اس بارے میں معلومات مل سکتی ہیں اور آپ کا تعلق وہاں سے گہرا ہے۔ کیا آپ یہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں’’...... عمران نے کہا۔

‘‘جی ہاں۔ مجھے کل ہی اطلاع ملی ہے کہ صدر صاحب نے اپنے خصوصی میٹنگ روم میں کرنل ڈیوڈ، کرنل مائیک اور کرنل رونالڈ کے ساتھ بڑی طویل میٹنگ کی ہے۔ میں نے اس لئے اس طرف توجہ نہیں دی تھی کہ ہمارا کوئی ایسا معاملہ نہ تھا جس پر مجھے اس طرف توجہ کرنا پڑتی۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر مجھے یقین ہے کہ یہ میٹنگ اسی سلسلے میں ہوئی ہو گی’’...... ابو خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘کیا اس سپیشل میٹنگ روم میں ہونے والی کارروائی آپ معلوم کر سکتے ہیں’’...... عمران نے پوچھا۔

‘‘گو صدر صاحب نے اپنی طرف سے اس سپیشل میٹنگ روم کو مکمل طور پر کلوز کرا دیا کرتے ہیں لیکن وہاں ہونے والی تمام بات چیت کی ریکارڈنگ اگر ہم چاہیں تو ہمیں مل جاتی ہے اور مجھے ایک ہفتے سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ بلیک آئی اور ریڈ ٹاور دونوں ایجنسیوں نے اسرائیل میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر میک اپ چیک کرنے والے کیمرے نصب کئے ہوئے ہیں اور ایک ایک

آدمی کی مکمل چیکنگ کی جا رہی ہے۔ ہمارے لئے یہ حیرت کی بات
تھی کیونکہ بظاہر اس کی کوئی ضرورت نظر نہ آتی تھی لیکن اب آپ
کی کال کے بعد یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ ایسا انہوں نے آپ کو
روکنے کے لئے اور ٹریس کرنے کے لئے کیا ہوا ہے''...... ابو خالد
نے جواب دیا۔

''یہ بلیک آئی اور ریڈ ٹاور کیا نئی ایجنسیاں ہیں۔ وہ جی پی فائیو
کا کیا ہوا۔ آپ نے کرنل ڈیوڈ کا نام تو لیا ہے لیکن ایجنسی کے
بارے میں کچھ نہیں بتایا''...... عمران نے پوچھا۔

''جی پی فائیو بھی موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ ہی اس کا انچارج
ہے۔ بلیک آئی دو سال پہلے قائم کی گئی ہے۔ اس کا انچارج کرنل
مائیک ہے جبکہ ریڈ ٹاور کو قائم ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ اس کا
انچارج کرنل رونالڈ ہے۔ دونوں ملٹری انٹیلی جنس سے لئے گئے
ہیں۔ ایک ایجنسی اسرائیل کے ملحقہ ممالک میں غیر ملکی ایجنٹوں کو
چیک کرتی ہے جبکہ دوسری ایجنسی فلسطینی گروپوں میں مخبری کا کام
کرتی ہے''...... ابو خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کب تک یہ کام کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں۔ مگر صرف اس میٹنگ کی
کارروائی کی حد تک۔ اب اس سے آپ کا مقصد حل ہوتا ہے ؛
نہیں۔ یہ بات دوسری ہے۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں''۔ دوسر
طرف سے کہا گیا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی اور اپنا فون نمب

ہی بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹے بعد خود ہی فون کر لوں گا''۔ دوسری
رف سے کہا گیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے اس سے فارمولا حاصل کرنے کی بات نہیں کی''۔
فدر نے کہا۔

''پہلے معلوم تو ہو کہ فارمولا کہاں ہے''...... عمران نے جواب دیا
ب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر دو گھنٹے تک وہ مشن کے
رے میں ہی باتیں کرتے رہے اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی
ھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

''ابو خالد بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ابو خالد کی آواز
ائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا ہوا''...... عمران نے اس بار اپنے
ل لہجے میں کہا۔

''کارروائی کا ٹیپ پہنچ چکا ہے۔ آپ مکمل ٹیپ سننا چاہیں گے
آپ کے مطلب کی بات بتا دوں''...... دوسری طرف سے کہا
یا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے مطلب کی باتیں اس میں
جود ہیں۔ پھر مطلب کی باتیں ہی بتا دیں''...... عمران نے مسکراتے
ئے کہا۔

''عمران صاحب۔ پاکیشیائی فارمولا جو کارسیکا سے منگوایا گیا تھا وہ اسرائیل کے شمال مغربی علاقے ایلاس کے ایک پہاڑی علاقے ہیوما کی کسی لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور آپ کو روکنے کا سیٹ اپ یہ کیا گیا ہے کہ بلیک آئی اور ریڈ ٹاور آپ کو اسرائیل میں داخل ہونے سے روکیں گی جبکہ جی پی فائیو وہاں ہیوما میں اپنا سیٹ اپ قائم کرے گی اور اسرائیل میں بھی آپ کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے کا مشن مکمل کرے گی''...... ابو خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیوما۔ لیکن وہ خاصا بڑا علاقہ ہے۔ وہاں اس لیبارٹری کا محل وقوع کیسے معلوم ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''صدر صاحب نے کرنل ڈیوڈ کی کوششوں کے باوجود اس سے زیادہ نہیں بتایا اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ پورے ہیوما میں سیٹ اپ قائم کر لے''...... ابو خالد نے جواب دیا۔

''اس ہیوما تک پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ ہے کہ ہم اسرائیل میں داخل ہوتے ہی براہ راست وہاں تک جا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''ہیوما، ایلاس کے مرکز میں ہے اور ایلاس لابان کی سرحد پر ہے۔ ایلاس بھی ریگستانی علاقہ ہے لیکن ہیوما اس کے درمیان میں نیم پہاڑی علاقہ ہے۔ ایلاس میں سے تیل نکلتا ہے اس لئے وہاں تیل صاف کرنے والی ایک بڑی ریفائنری قائم ہے اور پورے اسرائیل میں اس علاقے سے ہی تیل سپلائی کرنے کی لائن قائم ہے

اس لئے پورے ایلاس میں انتہائی سخت سیکورٹی ہے اور یہاں کسی فلسطینی کو داخل ہی نہیں ہونے دیا جاتا۔ یہ سارا علاقہ یہودی آبادیوں کے لئے مخصوص ہے جس کا ایک ایک آدمی انہوں نے چیک کر رکھا ہے۔ البتہ تل ابیب سے بھی ایلاس پہنچا جا سکتا ہے لیکن یہاں بھی انتہائی سخت ترین چیکنگ ہوتی ہے''...... ابو خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لابان سرحد سے ہیوما کتنے فاصلے پر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تقریباً سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یہاں ریت ہے لیکن یہاں سڑکوں کا جال پھیلایا گیا ہے لیکن ان سڑکوں پر جگہ جگہ چیک پوسٹیں قائم ہیں''...... ابو خالد نے جواب دیا۔

''کیا یہ سیکورٹی فوج کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... ابو خالد نے جواب دیا۔

''اس آئل ریفائنری میں تو بے شمار لوگ کام کرتے ہوں گے اور وہاں آتے جاتے رہتے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ لیکن وہاں زیادہ تر ایلاس کے لوگ ہی کام کرتے ہیں اور ان سب کو کمپیوٹرائزڈ کارڈ جاری کئے گئے ہیں جنہیں ہر جگہ چیک کیا جاتا ہے اور یہ کارڈ جعلی تیار نہیں ہو سکتے''...... ابو خالد نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کوئی فلسطینی گروپ اس علاقے میں کام

نہیں کر سکتا“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ اس لابانی سرحد پر بلیک آئی انتہائی سخت نگرانی کر رہی ہے اور انہوں نے میک اپ چیک کرنے والے کیمرے نصب کر رکھے ہیں“۔ ابو خالد نے جواب دیا۔

”او کے۔ بے حد شکریہ۔ آپ کا یہ احسان پاکیشیا ہمیشہ یاد رکھے گا“...... عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ پاکیشیا تو ہمارا اپنا ملک ہے“۔ ابو خالد نے کہا۔

”انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں خود یہ کام کرنا پڑے گا“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ ویسے بھی ہم اس قدر اہم کام دوسروں پر نہیں چھو سکتے۔ صفدر تم جا کر کسی پبلک لائبریری سے اسرائیل کے تفصیلی نقش کی کاپی لے آؤ۔ خاص طور پر اس علاقے ایلاس اور اس سے ملح علاقوں کا تفصیلی نقشہ مل جائے تو بہت بہتر ہو گا“...... عمران نے تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گ

کرنل ڈیوڈ اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے وئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا یا۔

”یس“...... کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”مواصلاتی چیکنگ سنٹر سے روبن بول رہا ہوں جناب“۔ دوسری رف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے اور یادہ خشک لہجے میں کہا۔

”سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو یہاں سے کی جانے والی ایک فون ال چیک کی گئی ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو کال اور یہاں سے۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔
''سر۔ یہ کال تل ابیب کے کسی نواحی علاقے سے کی جا رہی تھی اور چونکہ یہ کال طویل فاصلے کی کال تھی اس لئے ہماری چیکنگ مشینری نے اسے چیک کرلیا۔ یہ کال یہاں کے کسی ابو خالد نے کی ہے اور دوسری طرف سے یہ کال علی عمران نے رسیور کی ہے''۔ روبن نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ علی عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ وری گڈ۔ کیا یہ کال ٹیپ ہوئی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں یہ ٹیپ آپ کے آفس بھجوا دیتا ہوں سر''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وری گڈ۔ تمہیں اس کا بھاری انعام ملے گا۔ وری گڈ۔ جلدی بھیجو۔ اور ہاں۔ کیا اس مقام کا پتہ چلا ہے جہاں سے کال کی جا رہی تھی''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ نہ ہی اس مقام کا پتہ چل سکا ہے۔ شاید کوئی سپیشل انسٹرومنٹ استعمال کیا گیا ہے اور نہ ہی رسیونگ مقام کا۔ البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ کال طویل فاصلے کی تھی اور اسی لئے چیک بھی ہوئی ہے''...... روبن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فوری یہ ٹیپ بھجوا دو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ واز سنائی دی۔

''مواصلاتی چیکنگ سنٹر سے ایک ٹیپ بھجوائی جا رہی ہے۔ اسے را میرے آفس بھجواؤ اور ساتھ ہی ٹیپ ریکارڈر بھی''...... کرنل یوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ ا۔ اب وہ بڑی بے چینی سے اس ٹیپ کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر ڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ھ میں ایک جدید ساخت کا بیٹری سے چلنے والا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ رے ہاتھ میں ایک بند پیکٹ تھا۔ اس نوجوان نے سلام کیا اور پ ریکارڈ اور پیکٹ میز پر رکھ کر واپس مڑ گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ی سے پیکٹ کھولا تو اس میں ٹیپ تھا۔ اس نے اسے ٹیپ ارڈر میں ایڈجسٹ کیا اور پھر ٹیپ ریکارڈر کو آن کر دیا۔

''ابو خالد بول رہا ہوں''...... ایک آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے''...... دوسری آواز سنائی اور کرنل ڈیوڈ یہ آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ عمران آواز بخوبی پہچانتا تھا اور پھر جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی رہی اس چہرے پر جوش کے تاثرات بڑھتے چلے گئے لیکن وہ ہونٹ ے خاموشی سے پوری کال سنتا رہا۔ جب کال ختم ہوگئی تو اس نے بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

''وری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا سپیشل

میٹنگ روم کلوز ہونے کے باوجود ان کی دسترس میں رہتا ہے۔ مجھے صدر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا، فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ صدر صاحب سے انتہائی اہم بات کرنی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... تھوڑی دیر بعد صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں سر''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ایک کال ٹیپ میرے پاس موجود ہے۔ یہ کال اسرائیل سے پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کو کی گئی ہے اور جناب ٹیپ میں موجود گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا سپیشل میٹنگ

کلوز ہونے کے باوجود کلوز نہیں ہوتا۔ وہاں ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ ہو کر باہر پہنچتی رہتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو گزشتہ میٹنگ کال آپ نے پاکیشیائی فارمولے کے بارے میں کی تھی اس میٹنگ میں ہونے والی تمام گفتگو باہر پہنچ چکی ہے جناب''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''فون پر مجھے سنوا دیں''...... صدر نے کہا۔

''یس سر''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر ٹیپ ریکارڈر آن کر کے اس نے رسیور ٹیپ ریکارڈر کے ساتھ رکھ دیا۔ جدید ساخت کے ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ کو دوبارہ ریوائینڈ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ٹیپ بٹن آن ہوتے ہی چند سیکنڈوں میں خودبخود ریوائینڈ ہو جاتی تھی اس لئے جیسے ہی کرنل ڈیوڈ نے بٹن دبایا ٹیپ خودبخود ریوائینڈ ہو کر دوبارہ چل پڑی۔ کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا رہا۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو اس نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹیپ ریکارڈ بھی آف کر دیا۔

''سر۔ آپ نے کال سن لی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ویری بیڈ۔ یہ لوگ آخر کس طرح کام کرتے ہیں۔ مجھے تو اب محسوس ہوتا ہے کہ ہماری تمام کوششوں کے باوجود وہ جو چاہتے

ہیں کر گزرتے ہیں۔ وری بیڈ“...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سر۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسا حکم“...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”سر۔ اب عمران کو معلوم ہو گیا ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں فارمولا بھجوایا گیا ہے اور اب وہ یقیناً لابانی سرحد سے اندر داخل ہو گا جبکہ سرحد پر بلیک آئی کا کنٹرول ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ بلیک آئی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی کا تجربہ نہیں ہے اس لئے وہ لامحالہ انہیں چکر دے کر لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ ہیوما میں اس طرح داخل ہوں گے کہ انہیں کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکے گا اس لئے سر میری گزارش ہے کہ لابانی سرحد پر کنٹرول بلیک آئی سے واپس لے کر جی پی فائیو کو دے دیا جائے“...... کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ واقعی بلیک آئی ان جادوگروں کا مقابلہ نہ کر سکے گی لیکن وہ بہرحال آئیں گے تو ہیوما میں ہی“۔ صدر نے کہا۔

”جناب۔ ہیوما اور لابانی سرحد دونوں کو ہمارے کنٹرول میں دے دیں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں کسی صورت بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا“...... کرنل ڈیوڈ

نے کہا۔

”آپ وہاں کیا کریں گے۔ وہ تو کافی طویل سرحد ہے“۔ صدر نے کہا۔

”جناب۔ میں وہاں چپے چپے پر چیکنگ کراؤں گا اور انتہائی جدید مشینری چیکنگ کے لئے استعمال کروں گا۔ ہاک آئی کو بھی استعمال کیا جائے گا“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آرڈر کر دیتا ہوں۔ آپ وہاں کا چارج سنبھال لیں۔ لیکن یہ سن لیں کہ ناکامی کی رپورٹ ملنے پر آپ کا کورٹ مارشل یقینی ہو گا اور کامیابی کی صورت میں آپ کو اسرائیل کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا جائے گا“...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو سر۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر صورت میں پورا اتروں گا سر“...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”او کے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے دمکنے لگ گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس بار وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہر صورت میں خاتمہ کر دے گا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہ وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ کرنل ڈیوڈ کو ابو خالد اور اس کے درمیان ہونے والی بات چیت کا علم ہو چکا ہے۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میجر رینالڈ کو میرے آفس بھیجو۔ اسے کہہ دو کہ وہ ہیڈکوارٹر لائبریری سے لابان اور اسرائیل کے سرحدی علاقے کا تفصیلی نقشہ بھی ساتھ لے آئے اور میجر مارٹن سے میری بات کراؤ۔ جہاں بھی وہ ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میجر مارٹن لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر۔ میں میجر مارٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر مارٹن۔ تم اپنے سیکشن کو لے کر فوراً اسرائیل لابانی سرحد پر پہنچ جاؤ۔ ہاک آئی سیکشن کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ تم نے وہاں ہاک آئی کو فضا میں پہنچوانا ہے اور پوری سرحد پر اس طرح چیکنگ کراؤ کہ کوئی مکھی بھی چیکنگ کے بغیر اندر داخل نہ ہو سکے۔ وہاں مین چیکنگ اسٹیشن بھی قائم کرو اور ہاں۔ میرے لئے بھی وہاں علیحدہ ہیڈکوارٹر منتخب کرو۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹر بھی لے جاؤ اور تمام اسلحہ اور ریت پر چلنے والی مخصوص جیپیں بھی۔ میں کل وہاں

پہنچوں گا۔ اس سے پہلے تم نے وہاں تمام انتظامات مکمل کرنے ہیں اور یہ سن لو کہ اگر تمہارے انتظامات میں مجھے کوئی کمی نظر آئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا۔ سمجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے آخر میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہاں تو بلیک آئی کا کنٹرول ہے سر"...... میجر مارٹن نے قدرے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں احمق ہوں۔ مجھے نہیں معلوم اور نہیں معلوم ہے۔ کیوں نانسنس۔ صدر صاحب نے اب لابانی سرحد کا مکمل کنٹرول جی پی فائیو کو دے دیا ہے اور بلیک آئی کو وہاں سے واپس بلا لیا گیا ہے۔ سن لیا ہے تم نے"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق پھاڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ خود کو مجھ سے زیادہ عقل مند سمجھتے ہیں۔ نانسنس"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ جسمانی طور پر وہ خاصا فٹ نظر آ رہا تھا۔ اس کی چوڑی پیشانی اور چمکدار آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے۔ یہ میجر رینالڈ تھا۔ جی پی فائیو کا نمبر ٹو۔ میجر رینالڈ ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں میں طویل عرصہ کام کر چکا تھا اور اس کی کارکردگی انتہائی شاندار تھی۔ ایک بار ایک مشن کے

دوران اس نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ مل کر کام کیا تو کرنل ڈیوڈ بھی اس کی صلاحیتوں کا معترف ہو گیا۔ اس نے صدر سے کہہ کر اسے ایکریمیا سے فارغ کرا کر جی پی فائیو میں کال کرا لیا اور اب وہ کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو تھا۔ وہ چونکہ کرنل ڈیوڈ کا کافی حد تک مزاج شناس ہو گیا تھا اس لئے وہ اسے آسانی سے ڈیل کر لیا کرتا تھا۔

"تم نے آنے میں اتنی دیر لگا دی۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کے سلام کرتے ہی اس پر چڑھائی کر دی۔

"میں جناب کے لئے ایسے نقشے تلاش کر کے لایا ہوں کہ جس سے آپ کا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا جناب"...... میجر رینالڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیسا مسئلہ۔ کیا مطلب۔ میرے لئے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ کیا میں کوئی گھسیارہ ہوں تمہاری طرح نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ کو اور زیادہ غصہ آ گیا تھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمہ کا مسئلہ جناب"...... میجر رینالڈ نے پریشان ہوئے بغیر بڑے ہمدردانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں۔ یہ واقعی مسئلہ ہے۔ یہ لوگ واقعی مسئلہ بن گئے ہیں لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ اس بار واقعی انہیں مرنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں اس بار انہیں لازماً مرنا پڑے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اس بار ان کی موت انہیں آپ کے ہاتھوں میں لا رہی ہے"...... میجر رینالڈ نے کہا۔

"اوہ یس۔ تم واقعی بے حد سمجھ دار ہو۔ دکھاؤ مجھے نقشہ"۔ کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو میجر رینالڈ نے نقشہ کھول کر کرنل ڈیوڈ کے سامنے رکھ دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہاں کہاں کہاں چیک پوسٹیں ہیں، کہاں کہاں سڑکیں ہیں۔ خاص طور پر ہیوما پہنچنے کے لئے کون کون سے راستے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں تو آج تک وہاں گیا ہی نہیں"...... میجر رینالڈ نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ تو کیا اب تک بھاڑ جھونکتے رہے ہو یا گھاس کاٹتے رہے ہو۔ نانسنس۔ پھر مجھے اس نقشے میں کیا نظر آئے گا۔ بولو۔ کیوں اٹھا لائے ہو اسے۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں ہیلی کاپٹر پر جا کر سروے کر کے آتا ہوں"۔ میجر رینالڈ نے کہا۔

"ہاں جاؤ اور یہ نقشہ بھی ساتھ لے جاؤ۔ اس پر نشانات لگا کر لے آؤ اور سنو۔ وہاں جا کر سو نہ جانا۔ ہم نے کل ہر قیمت پر چیکنگ سیٹ اپ مکمل کرنا ہے اور سنو۔ میجر مارٹن اپنے سیکشن کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہے۔ وہ وہاں جو جو انتظامات کرے تم نے ان

کی تفصیل بھی معلوم کر کے آنا ہے۔ سمجھے۔ جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر رینالڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے نقشہ اٹھایا، کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''اب میں دیکھوں گا کہ کیسے یہ عمران ہلاک نہیں ہوتا''۔ کرنل ڈیوڈ نے خودکلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھی اور پھر اس پر جھک گیا۔

جیپ کافی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں دور دور تک ریت کا صحرا سا پھیلا ہوا تھا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں چھوٹی چھوٹی دیواریں بنائی گئی تھیں تاکہ ریت اڑ کر سڑک پر نہ آ سکے۔ یہ علاقہ لابان کا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کارسیکا سے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے لابان کے دارالحکومت پہنچا تھا اور پھر وہاں سے ایک چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے وہ لابان کے شہر ساترے پہنچا تھا۔ جہاں سے جیپ میں سوار ہو کر وہ اب اسرائیلی سرحد سے تقریباً سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک علاقے اربد کی طرف جا رہے تھے۔

اربد ایک کافی بڑا نخلستان تھا جہاں حریرا نامی قبیلہ رہتا تھا۔ یہ صحرائی قبیلہ تھا۔ اور ان کی تمام تر معیشت اونٹ پالنے پر منحصر تھی۔ حریرا کا سردار ابو عبیدہ تھا۔ عمران نے لابان دارالحکومت میں ایک

فلسطینی گروپ سے رابطہ کیا اور اس گروپ کے سردار نے اسے حریرا قبیلے کی ٹپ دی تھی اور حریرا قبیلے تک پہنچانے کے تمام انتظامات بھی اسی سردار نے کئے تھے۔ سردار نے اسے یقین دلایا تھا کہ سردار ابو عبیدہ جو کہ یہودیوں کا کٹر مخالف ہے اس کی دل کھول کر امداد کرے گا اور وہ لوگ ان کی رہنمائی میں آسانی سے ایلاس کراس کر کے ہیوما پہنچ جائیں گے کیونکہ یہ قبیلہ صحرا کی ریت کے ایک ایک ذرے کو جانتا تھا اور یہ لوگ انتہائی محنتی اور جفاکش تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انتہائی وفادار بھی تھے۔ ویسے اربد خاصا بڑا علاقہ تھا اور وہاں حریرا کے علاوہ بھی کئی قبیلے آباد تھے اور وہاں لابان کے دوسرے شہروں سے بھی لوگ آتے جاتے رہتے تھے کیونکہ اربد اونٹوں کی بہت بڑی منڈی تھی کیونکہ وہاں بسنے والے تمام قبیلوں کا پیشہ اونٹ پالنا اور فروخت کرنا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر لابانی نوجوان حارث تھا جبکہ جولیا سائیڈ سیٹ پر اور عمران اور اس کے ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے آخر میں چار بڑے تھیلے تھے جن میں ان کا ضروری سامان موجود تھا۔ انہیں سفر کرتے ہوئے تقریباً چھ گھنٹے ہو گئے تھے۔

”جیپ میں اتنا پٹرول ہے حارث کہ ہم اربد پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ باقی سفر جیپ کو دھکا لگا کر مکمل کرنا پڑے“...... عمران نے عقبی سیٹ سے کہا تو حارث بے اختیار ہنس پڑا۔

”جناب۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ان جیپوں کے فیول ٹینک عا

چپوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ پھر ٹنک فل کرا لیا گیا تھا۔ اس کے ملاوہ بھی تیل سے بھرے ہوئے دو کین جیپ کے عقبی حصے میں موجود ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں“...... حارث نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے۔ عقبی حصے میں ہم موجود ہیں۔ تم ہمیں تو فیول ٹینک ہیں سمجھ رہے“...... عمران نے کہا تو حارث ایک بار پھر کھلکھلا کر ں پڑا۔

”سر۔ جیپ کے عقب میں کین بندھے ہوئے ہیں۔ میں ان ی بات کر رہا ہوں“...... حارث نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اربد تم کتنی بار جا چکے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”سینکڑوں، ہزاروں بار۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“۔ ارث نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کبھی اسرائیلی سرحد کے اندر بھی گئے ہو“...... عمران نے چھا۔

”جی ہاں۔ کئی بار“...... حارث نے اطمینان بھرے لہجے میں اب دیا تو عمران تو عمران اس کے ساتھی بھی حارث کی بات سن ر بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا تم پکڑے نہیں گئے تھے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ جناب۔ پکڑے جانے کا کیا تعلق۔ چیک پوسٹیں صرف ہ سڑکوں پر ہیں۔ وسیع و عریض صحرا میں کوئی چیک پوسٹ نہیں

ہے اور صحرائی لوگ مخصوص راستوں پر پورے صحرا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ میں تو کئی بار ایلاس شہر تک بھی ہو آیا ہوں''۔ حارث نے جواب دیا۔

''کیا ان راستوں کی فضائی چیکنگ نہیں ہوتی''...... عمران نے کہا۔

''ہوتی ہو گی لیکن وہ لوگ صحرا میں سفر کرنے والوں کو کچھ نہیں کہتے۔ ویسے آپ نے کسی خاص مقام پر جانا ہے''...... حارث نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے ہیوما پہنچنا ہے لیکن اس طرح کہ اسرائیلی حکومت، فوج اور سرکاری ایجنسیوں کو اس کا علم نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو بے حد آسان کام ہے جناب۔ سردار ابو عبیدہ کے بیٹے حماد کی شادی ہیوما میں ہی ہوئی ہے اور وہ ہیوما آتا جاتا رہتا ہے۔ ویسے بھی وہ بے حد دلیر اور بہادر نوجوان ہے اور اسے صحرائی لومڑی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس صحرا کے ایسے ایسے راستے جانتا ہے جو شاید کسی دوسرے صحرائی کو بھی معلوم نہ ہوں''...... حارث نے جواب دیا۔

''کیا وہ پڑھا لکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سردار ابو عبیدہ نے اسے قبرص سے اعلیٰ تعلیم دلائی ہے''...... حارث نے جواب دیا۔

''کیا وہ بھی اونٹ پالنے کا کام کرتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ یہ تو اس پورے قبیلے کی صدیوں سے روایت ہے''۔ حارث نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں لیکن وہ خاموش رہا اور پھر جیپ طویل فاصلہ طے کر کے لدبد نخلستان پہنچ گئی۔ یہ نخلستان ایک چھوٹے شہر جتنا وسیع تھا اور یہاں واقعی صحرا کے اندر ایک شہر بھی تھا۔ گو یہاں کی بود و باش خالصتاً صحرائی ہی تھی۔ وہی صحرائی انداز کے مکانات جو ایک وسیع دائرے کی صورت میں بنے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک بڑا سا پختہ مکان تھا جس کے باہر باقاعدہ ڈیرہ سا بنا ہوا تھا۔ اس مکان کے اوپر سیاہ رنگ کا پرچم لہرا رہا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ یہ سردار ابو عبیدہ کا مکان ہے۔ حارث نے جیپ لے جا کر ڈیرے کے اندر روک دی اور وہ نیچے اترے ہی تھے کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی ڈیرے کے برآمدے سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔

''سردار ابو عبیدہ کے مہمان ہیں''...... حارث نے اس ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''خوش آمدید۔ مہمان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں۔ آیئے تشریف لائیے''...... ادھیڑ عمر نے بڑی خوش دلی سے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''آیئے جناب''...... حارث نے کہا تو عمران نے اثبات میں

سر ہلا دیا اور پھر وہ سب ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں فرشی نشست تھی۔ گاؤ تکیئے رکھے ہوئے تھے۔ اونٹوں کے بالوں کی بنی ہوئی مخصوص دریاں فرش پر بچھی ہوئی تھیں۔ پورا ماحول خالصتاً صحرائی نظر آ رہا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قداور بڑے چہرے کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔

''اہلاً وسہلاً مرحبا۔ میرا نام ابو عبیدہ ہے''...... آنے والے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو عبیدہ عربی انداز میں سب سے گلے ملا اور پھر وہ سب وہاں بیٹھ گئے۔ اسی لمحے قہوہ ان کے سامنے رکھ دیا گیا۔

''مجھے آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور سردار حماس نے مجھے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے جو اسلام کا قلعہ ہے اور میں پاکیشیائی بھائیوں کی خدمت کے لئے اپنا خون تک بہا دوں گا''...... سردار ابو عبیدہ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''سردار۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسرائیلی حکومت نے پاکیشیا سے ایک فارمولا چوری کرایا اور فارمولا ایسا ہے کہ اگر اسرائیل اس پر ہتھیار تیار کر لے تو پوری دنیا کے مسلم ممالک کو تباہ کرا سکتا ہے اس لئے ہم اس فارمولے کو واپس حاصل کرنے آئے ہیں۔ ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ فارمولا ایلاس کے علاقے

ہیوما کی کسی لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے اور ہم نے بہرحال اسے حاصل کرنا ہے اور آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں ہیوما پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ بتا دیں کہ اس راستے پر اسرائیلی فوج کی چیکنگ نہ ہو اور بس''...... عمران نے سردار ابو عبیدہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''میں طویل عرصے سے ہیوما نہیں گیا۔ البتہ میرا بیٹا حماد وہاں آتا جاتا رہتا ہے کیونکہ اس کے سسرال ہیوما میں ہی ہیں۔ وہ پڑھا لکھا بھی ہے اور اسے ایسے راستوں کا یقیناً علم ہو گا جس پر آپ کو چیک نہ کیا جا سکتا ہو لیکن ہم آپ کی صرف اتنی مدد کر سکتے ہیں کہ آپ کو راستہ بتا دیا جائے اور آپ وہاں پہنچ جائیں۔ اس سے زیادہ نہیں کیونکہ اسرائیل ان معاملات میں بے حد سخت ہے اور ہیوما میں میرا بھائی اپنی فیملی کے ساتھ رہتا ہے اور حماد اس کا داماد ہے۔ اگر اسرائیلیوں کے کان میں معمولی سی بھی بھنک پڑ گئی کہ ہم نے ان کے دشمنوں کی مدد کی ہے تو میرے بھائی اور اس کی پوری فیملی کو وہ گولیوں سے اڑا دیں گے''...... سردار ابو عبیدہ نے بڑے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم بھی آپ سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتے لیکن اس سے پہلے ایک کام آپ کو کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا''...... ابو عبیدہ نے چونک کر پوچھا۔

''آپ اپنے کسی ہوشیار آدمی کو اس راستے سے جو ہمیں آپ بتائیں گے ہیوما بھیجیں گے تاکہ وہ راستے میں ہونے والی چیکنگ کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دے سکے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ کام ہو جائے گا۔ حماد کا دوست ابو ظریف بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ وہ یہ کام آسانی سے کر لے گا اور چونکہ وہ رہنے والا بھی ہیوما کا ہی ہے اس لئے اس پر کوئی شک نہ کرے گا''۔ سردار ابو عبیدہ نے کہا۔

''کیا آپ اسے ہیوما سے بلوائیں گے''...... عمران نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ اب بھی آیا ہوا ہے''...... سردار ابو عبیدہ نے جواب دیا تو عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں کھانا پیش کیا گیا اور چونکہ طویل سفر کی وجہ سے انہیں خاصی بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے وہ سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

بلیک آئی کا چیف کرنل مائیک اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا بڑی بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اسے اسرائیل کے صدر کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ وہ اپنی فورس کو ایلاس سے ملحقہ لابانی سرحد سے فوری طور پر ہٹا لے اور اب وہاں جی پی فائیو چیکنگ کرے گی۔ چونکہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایسا حکم کیوں دیا گیا ہے اس لئے اس نے جی پی فائیو میں اپنے ایک خاص مخبر کو حکم دیا تھا کہ وہ اصل بات معلوم کر کے اسے تفصیل بتائے کیونکہ ایک لحاظ سے یہ اس کی اور اس کی ایجنسی کی توہین تھی۔

گو کرنل ڈیوڈ اس سے بے حد سینیئر تھا اور جی پی فائیو بھی طویل عرصے پہلے قائم کی گئی تھی لیکن جس انداز میں صدر نے اسے وہاں سے سیٹ اپ ختم کرنے کا حکم دیا تھا اس سے وہ خاصا جزبز ہوا تھا۔ گو اس نے صدر کے حکم پر وہاں سے اپنا تمام سیٹ اپ فوری

طور پر ختم کر دیا تھا لیکن وہ اس کی وجوہات جاننا چاہتا تھا اس لئے وہ خاصی بے چینی سے اپنے آدمی کی کال کا انتظار کر رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''سمتھ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس آدمی کی آواز سنائی دی جس کے ذمے اس نے معلومات حاصل کرنے کا کام لگایا تھا۔ سمتھ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر میں ہی کام کرتا تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل مائیک نے پوچھا۔

''سر۔ جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ ایلاس علاقے کے ساتھ لابان کی سرحد سے ایلاس میں داخل ہوں گے اور ہیوما پہنچیں گے جہاں پاکیشیائی فارمولا موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ نے اس بار وہاں انتہائی سخت ترین انتظامات کرائے ہیں۔ ہیڈکوارٹر کا میجر مارٹن اپنے پورے سیکشن سمیت وہاں پہنچ گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہاک آئی کو بھی فضا میں پہنچا دیا گیا ہے جس کی مدد سے وہ پورے صحرا کی چیکنگ کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جی پی فائیو کا نمبر ٹو میجر رینالڈ بھی جی پی فائیو کے ایکشن سیکشن سمیت وہاں پہنچ چکا ہے اور کرنل ڈیوڈ صاحب بھی آج اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر پر ایلاس پہنچ جائیں گے۔ وہاں انہوں نے اپنا ہیڈکوارٹر منتخب کر لیا ہے۔ میجر رینالڈ کے ساتھ چار گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہوں

گے جن کی مدد سے وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف فوری اور تیز کارروائی کر سکیں گے''...... سمتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے معلوم ہوا کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے اسرائیل میں داخل ہوں گے''...... کرنل مائیک نے پوچھا۔

''کرنل ڈیوڈ کو ان کے مواصلاتی چیکنگ سنٹر نے ایک ٹیپ بھجوائی ہے جو دو آدمیوں کے درمیان فون کال پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک بات کرنے والا پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے یہ ٹیپ صدر صاحب کو فون پر سنوائی ہے۔ اس طرح یہ بات کنفرم ہو گئی ہے''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہیں اس کا بھاری انعام ملے گا''...... کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈائری نکال کر اسے کھولا اور تیزی سے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے غور سے اسے دیکھا اور پھر اسے اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لابان کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل مائیک بول رہا ہوں۔ خالد سے بات کراؤ''...... کرنل

مائیک نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ خالد بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل مائیک بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ کا نام سنتے ہی میں نے فون محفوظ کر لیا ہے۔ حکم فرمائیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں پر مشتمل ایک گروپ جو کسی بھی میک اپ میں ہو سکتا ہے لابان کی سرحد سے ایلاس میں داخل ہو کر ہیوما پہنچنا چاہتا ہے اس لئے لازماً وہ لوگ ساترے پہنچیں گے اور پھر وہاں سے کس انداز میں وہ آگے بڑھیں گے۔ مجھے ان کے بارے میں تفصیل اور حتمی معلومات چاہئیں۔ معاوضہ دس گنا دوں گا''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''دس گنا۔ کیا آپ مذاق تو نہیں کر رہے''...... دوسری طرف سے ایسے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا جیسے سننے والے کو اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''ہاں۔ دس گنا۔ لیکن معلومات فوری، مصدقہ اور حتمی چاہئیں''۔ کرنل مائیک نے کہا۔

''آپ بے فکر ہیں۔ دس گنا معاوضے کے لئے تو میں زمین کی

آخری تہہ بھی کھنگال سکتا ہوں۔ آپ دو گھنٹے بعد دوبارہ مجھے فون کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے''...... کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ خالد جو یہودیوں سے بھی زیادہ دولت کا لالچی ہے دس گنا معاوضے کی خاطر لازماً تفصیلی معلومات حاصل کر لے گا۔ ساترے میں خالد اس کی ایجنسی کا خصوصی ایجنٹ تھا۔ وہ دولت پرست تھا اور دولت کی خاطر وہ اپنے خلاف بھی معلومات مہیا کرنے سے دریغ نہ کرتا تھا۔ پھر کرنل مائیک نے دو گھنٹے بڑی بے چینی کے عالم میں گزارے اور پھر دو گھنٹے گزرتے ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لابان کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل مائیک بول رہا ہوں۔ خالد سے بات کراؤ''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سر۔ خالد بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد خالد کی آواز سنائی دی۔

''فون تو محفوظ ہے''...... کرنل مائیک نے پوچھا۔

''یس سر۔ میں دس گنا معاوضہ حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا

لانچ کے ذریعے سفر کر کے سیدھے ہیوما پہنچ جائیں گے اور یہ ایسا راستہ ہے جس پر چیکنگ سخت نہیں ہے''...... خالد نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی یہ انتہائی محفوظ راستہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ کیا یہ لوگ روانہ ہو گئے ہیں''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یہ لوگ دو جیپوں میں سفر کر رہے ہیں۔ ایک جیپ میں یہ گروپ ہے جبکہ دوسری جیپ میں سردار ابو عبیدہ کا بیٹا حماد ہے۔ یہ حماد انہیں اسرائیل کے سرحدی شہر کراز تک پہنچا کر واپس چلا جائے گا۔ اس سے آگے یہ لوگ خود جائیں گے''...... خالد نے کہا۔

''لیکن آگے ان کی رہنمائی اور مدد کون کرے گا۔ انہوں نے لانچوں میں سفر کرنا ہے اور بحیرہ گلیلی میں خاص چیکنگ بھی ہوتی ہے''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''میں نے پوچھا تھا جناب۔ تو میرے آدمی نے بتایا کہ کراز میں حماد کا ایک دوست ہے جس کا نام ابو نجد ہے۔ ابو نجد کا بحیرہ گلیلی میں لانچوں کا ٹھیکہ ہے۔ وہ انہیں اپنی مخصوص لانچوں میں بحیرہ گلیلی کراس کرا کر ہیوما پہنچائے گا۔ ہیوما میں یہ کہاں جائیں گے یہ معلوم نہیں ہو سکا''...... خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارا معاوضہ اور انعام پہنچ جائے گا''...... کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا

رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میجر جیمز کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً۔ ابھی اور اسی وقت''۔ کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مائیک نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا نوجوان جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''بیٹھو میجر جیمز''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا تو میجر جیمز میز کی دوسری طرف مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''سنو۔ ہم نے جی پی فائیو سے شکار چھیننا ہے تاکہ صدر صاحب کو معلوم ہو سکے کہ بلیک آئی کسی بھی طرح جی پی فائیو سے کم نہیں ہے۔ کیا تم اس کام کے لئے تیار ہو''...... کرنل مائیک نے کہا تو میجر جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''میں تیار ہوں سر۔ آپ حکم فرمائیں''...... میجر جیمز نے کہا۔

''تو سنو۔ پاکیشائی گروپ ہیوما پہنچنے کے لئے لابان کے سرحدی شہر اربد پہنچ چکا ہے۔ اربد سے یہ لوگ وہاں کے سردار ابو عبیدہ کے بیٹے حماد کے ذریعے شام کے سرحدی شہر کانترا پہنچیں گے۔ کانترا سے یہ اسرائیل کے سرحدی شہر کراز پہنچیں گے اور پھر کراز سے بحیرہ گلیلی میں لانچ کے ذریعے سفر کر کے دوسرے

کنارے پر واقع ہیوما پہنچ جائیں گے۔ اس طرح یہ لوگ ایلاس میں سرے سے داخل ہی نہیں ہوں گے اور جی پی فائیو کی ساری توجہ ایلاس پر ہی رہے گی جبکہ ہم نے اس گروپ کو جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے ہلاک کرنا ہے اور پھر ان کی لاشیں ہم صدر صاحب کے سامنے رکھیں گے تو صدر صاحب کو معلوم ہو جائے گا کہ بلیک آئی، جی پی فائیو سے کہیں تیز ہے''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''اوہ واقعی۔ یہ ایسا راستہ ہے کہ ایلاس میں ہونے والی تمام چیکنگ بے کار جائے گی اور یہ لوگ ہیوما پہنچ جائیں گے''...... میجر جیمز نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ انہیں اس وقت ہلاک کیا جائے جب یہ ہیوما پہنچ جائیں تاکہ ہم صدر صاحب کو بتا سکیں کہ اگر ہم ہوشیار نہ ہوتے تو جی پی فائیو کو تو یہ لوگ ڈاج دے چکے تھے''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''لیکن ہیوما میں بھی تو جی پی فائیو کا سیٹ اپ ہے جناب۔ ہمارا نہیں ہے اور جیسے ہی ہم وہاں پہنچے جی پی فائیو کو علم ہو جائے گا اور آپ کرنل ڈیوڈ کی فطرت سے بخوبی واقف ہیں''...... میجر جیمز نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ پھر ہم کیوں نہ ان کے خلاف چیکنگ کراز میں کر لیں''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''جناب۔ پھر جی پی فائیو کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ اگر ہم انہیں نہ پکڑتے تو جیسے ہی یہ لوگ کراز سے آگے بڑھتے جی پی فائیو انہیں پکڑ لیتی''...... میجر جیمز نے کہا۔

''تو پھر تم بتاؤ کہ کیا جائے''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''میری تجویز ہے جناب کہ ہم ہیوما کے مشرق کی طرف بحیرہ گلیلی کے شمالی علاقہ سنیلا میں چیکنگ کر لیں اور انہیں زیرو سیلائیٹ کے ذریعے چیک کرتے رہیں۔ ہیوما میں لازماً یہ کسی نہ کسی جگہ ٹھہریں گے۔ آپ صدر صاحب کو باقاعدہ اطلاع دے کر ان پر چھاپہ مار دیں''...... میجر جیمز نے کہا۔

''لیکن اگر صدر صاحب نے کرنل ڈیوڈ کو حکم دے دیا تب۔ ہیں۔ میں انہیں پہلے ہلاک کرنا چاہتا ہوں''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''تو پھر ایک ہی صورت ہے کہ ہم بحیرہ گلیلی اور کراز کے میانی راستے پر چیکنگ کر لیں۔ ایک ہی سڑک ہے جو کراز سے لتی ہے اور بحیرہ گلیلی پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سڑک پر کوئی ک پوسٹ نہیں ہے بلکہ چیک پوسٹ بحیرہ گلیلی کے مغربی کنارے ہے اور اس چیک پوسٹ کا تعلق فوج سے ہے اور وہاں میرا ایک ست کیپٹن سارجر تعینات ہے۔ سارجر ہم سے مکمل تعاون کرے ۔صرف اسے لالچ دینا پڑے گا کہ اسے ہم بلیک آئی میں شامل لیں گے۔ ہم ان لوگوں کو وہاں ہلاک کریں گے اور بظاہر یہ

کریں گے کہ ہم نے انہیں علاقہ سنیلا میں پکڑا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ کراز سے علاقہ سنیلا میں داخل ہو کر وہاں سے ہیوا جا رہے تھے''...... میجر جیمز نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر واقعی ہمارا ہاتھ بھی اونچا ہو جائے گا اور کرنل ڈیوڈ کو بھی شکایت کرنے کا موقع نہ ملے گا''۔ کرنل مائیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ کب تک وہاں پہنچ جائیں گے''...... میجر جیمز نے پوچھا۔

''یہ اربد سے شام کے سرحدی شہر کانترا کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور یہ بتا دوں کہ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے کراز پہنچ جانا چاہئے''۔ کرنل مائیک نے کہا۔

''کراز نہیں سر۔ علاقہ سنیلا۔ ہم وہاں اپنا ہیڈکوارٹر بنائیں گے۔ میں جا کر اپنے دوست سے بات کروں گا۔ پھر میں اپنے آدمیوں سمیت وہاں چیک پوسٹ پر فوجی یونیفارم میں رہوں گا۔ ان لوگوں کو چیک کر کے اور ہلاک کر کے میں انہیں علاقہ سنیلا کے ہیڈکوارٹر میں لے آؤں گا۔ پھر وہاں سے آپ آگے کا بندوبست کر سکتے ہیں یا وہیں سے صدر صاحب کو اطلاع دے سکتے ہیں''۔ میجر جیمز نے کہا۔

''ایسے ہی سہی لیکن یہ سارا انتظام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہونا

چاہئے''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''یہ لوگ جس قدر بھی تیزی سے کام کریں باس۔ بہرحال کل رات کو ہی کراز پہنچیں گے جبکہ ہم آج رات ہی علاقہ سنیلا پہنچ جائیں گے۔ ہم یہاں سے ہیلی کاپٹر پر جائیں گے۔ وہاں ہمارا پہلے سے سیٹ اپ موجود ہے''...... میجر جیمز نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ کرو انتظامات۔ لیکن خیال رکھنا۔ ہماری فورس میں بھی جی پی فائیو کے مخبر ہو سکتے ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہماری تمام پلاننگ کرنل ڈیوڈ تک پہنچ جائے اور وہ ہم سے بھی پہلے کام دکھا جائے اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''آپ فکر رہیں۔ میں رات ہونے سے پہلے ہی انتظامات کر لوں گا''...... میجر جیمز نے کہا تو کرنل مائیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ ایلاس کے ایک پوائنٹ میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمارت ایلاس شہر کے نواح میں تھی۔ اس پر پہلے فوجیوں کا قبضہ تھا لیکن جی پی فائیو کے لئے خالی کرا لیا گیا تھا اور کرنل ڈیوڈ نے اسے ایلاس میں جی پی فائیو کا ہیڈکوارٹر بنا لیا تھا۔ اس کے سارے انتظامات میجر مارٹن اور میجر رینالڈ نے کئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر پر یہاں آیا تھا اور اس کا ہیلی کاپٹر اس عمارت کے وسیع میدان میں موجود تھا۔ یہاں باقاعدہ فون موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور اس نقشے پر جگہ جگہ سرخ دائرے پڑے ہوئے تھے اور نشانات لگے ہوئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ اس نقشے پر جھکا ہوا اسے انتہائی غور سے دیکھنے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور میجر رینالڈ اندر داخل ہوا تو کرنل ڈیوڈ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سیدھا ہو گیا۔

''کیا رپورٹ ہے سرحد کی طرف سے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''آدمی وہاں پہنچ گئے ہیں سر۔ ابھی وہ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیں گے اس لئے میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے سامنے رپورٹ موصول کروں''...... میجر رینالڈ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔ لیکن اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''چارلس بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ساتھ میجر رینالڈ بھی چونک پڑا کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ چارلس بلیک آئی میں ان کا خاص مخبر ہے۔

''کیا ہوا۔ کیوں یہاں کال کی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے ہیڈکوارٹر کال کی تھی۔ میری رپورٹ کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے یہاں کا نمبر دیا ہے جناب''...... چارلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے بلیک آئی پر۔ کیسی رپورٹ''۔ کرنل ڈیوڈ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کرنل مائیک اور میجر جیمز دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کا شکار کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں"...... چارلس نے کہا تو کرنل ڈیوڈ اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں یکلخت طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بلیک آئی کا اب پاکیشیائی ایجنٹوں سے کیا تعلق رہ گیا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ کرنل مائیک نے اپنے مخصوص ذرائع سے معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ بحیرہ گلیلی لانچوں سے کراس کر کے ہیوما پہنچ رہے ہیں اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے وہ علاقہ سنیلا گیا ہے۔ وہاں ان کا سب ہیڈکوارٹر پہلے سے موجود ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر گئے ہیں"...... چارلس نے کہا۔

"بحیرہ گلیلی۔ لیکن وہ تو شام کی سرحد کی طرف ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ وہ شام کی سرحد سے اسرائیل میں داخل ہو کر بحیرہ گلیلی کو کراس کر کے ہیوما پہنچ رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے یہ بات معلوم کی ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے"...... اس بار کرنل ڈیوڈ نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے چارلس نے جواب دیا۔

"او کے۔ اگر تمہاری یہ اطلاع درست ثابت ہوئی تو تمہیں دو گنا انعام ملے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اب بولو۔ ہم یہاں بیٹھے نقشے کو پیٹ رہے ہیں اور کرنل مائیک ہمارا شکار چھیننے کے لئے وہاں پہنچ بھی چکا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ کر سامنے بیٹھے ہوئے میجر رینالڈ پر اس طرح چڑھائی کر دی جیسے سارا قصور میجر رینالڈ کا ہو۔

"کیا یہ آدمی بااعتماد ہے جناب"...... میجر رینالڈ نے پوچھا۔

"ہاں۔ آج سے پہلے تو اس کی کوئی اطلاع غلط ثابت نہیں ہوئی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو پھر کچھ دیر انتظار کر لیجئے۔ میرا آدمی جو اطلاع دے گا اس سے یہ بات کنفرم ہو جائے گی کہ چارلس غلط کہہ رہا ہے یا درست۔ اور اگر یہ درست کہہ رہا ہے تو پھر ہم اپنے طور پر نیا سیٹ اپ قائم کر لیں گے۔ بہرحال یہ لوگ آپ کے ہاتھوں ہی ہلاک ہوں گے"...... میجر رینالڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"تم دوسرا نقشہ لے آؤ۔ جس میں بحیرہ گلیلی اور علاقہ سنیلا شامل ہو تاکہ ہم اس پر غور کر لیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... میجر رینالڈ نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ میرے ہاتھ سے شکار چھین رہا ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔ اس کرنل مائیک کو"...... کرنل ڈیوڈ نے میجر رینالڈ کے باہر جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد میجر رینالڈ واپس اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک اور نقشہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے سامنے میز پر بچھا ہوا نقشہ اٹھا کر اس طرح ایک طرف پھینک دیا جیسے یہ کوئی ردی کاغذ ہو اور پھر جیسے ہی میجر رینالڈ نے ہاتھ میں موجود نقشہ میز پر پھیلایا اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اوہ سنو۔ تمہارے آدمی کی کال ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا اور میجر رینالڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے اپنے سامنے رکھ کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ انتھونی کالنگ۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ میجر رینالڈ اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... میجر رینالڈ نے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے جیپ میں سوار ہو کر لابان کے شہر ساترے سے اربد پہنچا۔ وہ یہاں اربد کے سردار ابو عبیدہ کے مہمان تھے اور جناب۔ اب یہ گروپ ایک جیپ میں سوار ہو کر شام کے سرحدی

شہر کانترا گیا ہے۔ سردار ابو عبیدہ کا بیٹا حماد بھی دوسری جیپ میں سوار ان کے ساتھ ہے اور میں نے سردار ابو عبیدہ کے ایک ملازم کو بھاری رشوت دے کر معلوم کیا ہے کہ سردار حماد نے انہیں ہیوما پہنچنے کا جو راستہ بتایا ہے اس کے مطابق یہ گروپ کانترا سے اسرائیل میں داخل ہو کر سرحدی شہر کراز پہنچے گا جہاں سے سردار حماد واپس چلا جائے گا جبکہ یہ گروپ کراز سے بحیرہ گلیلی کو لانچ کے ذریعے کراس کر کے ہیوما میں داخل ہو جائیں گے۔ اوور"۔ انتھونی نے کہا۔

"کیا یہ معلومات حتمی ہیں۔ اوور"...... میجر رینالڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ اور سر۔ ایک اور بات بھی میرے نوٹس میں آئی ہے جناب کہ اس آدمی نے بھاری رشوت لے کر یہ ساری باتیں بلیک آئی کے آدمی کو بھی بتا دی ہیں۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل"۔ میجر رینالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ چارلس نے جو کچھ بتایا ہے وہ سو فیصد درست ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ علاقہ سنیلا چونکہ ایلاس میں شامل نہیں ہے اس لئے وہاں بلیک آئی کا سب ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر چارلس ہمیں اطلاع نہ دیتا تو انتھونی کی اطلاع ہمارے لئے کافی تھی لیکن اب ہمیں ایلاس

میں پکٹنگ کرنے کی بجائے کراز سے پہلے شام کی سرحد پر پکٹنگ کرنا ہو گی“...... میجر رینالڈ نے کہا۔

”کہاں۔ کون سے علاقے میں۔ نقشے میں دیکھ کر بتاؤ“۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جناب۔ یہ ہے کانترا۔ یہ شام کا سرحدی شہر ہے اور یہ ہے کراز۔ ان کے درمیان تقریباً پچاس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یہاں کوئی پختہ سڑک نہیں ہے بلکہ ریت پر سفر کرنا پڑے گا۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا نخلستان آتا ہے جس کا نام بیاض ہے۔ اگر ہم بیاض میں ڈیرہ ڈال لیں تو یہ لوگ کانترا سے کراز کی طرف جاتے ہوئے ہمارے ہاتھ آ سکتے ہیں۔ اس طرح ہم آسانی سے انہیں شکار کر سکتے ہیں اور بلیک آئی بھی منہ دیکھتی رہ جائے گی“...... میجر رینالڈ نے کہا۔

”لیکن جب ہم اس چھوٹے سے گاؤں میں ہیلی کاپٹر پر پہنچیں گے تو دور دور تک ہماری خبر پہنچ جائے گی اور تم اس شیطان عمران کو نہیں جانتے۔ وہ تو ہزاروں میلوں سے دشمن کی بو سونگھ لیتا ہے“۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جناب۔ وہ درمیان میں ہوں گے۔ پھر ہمارا ایک سیکشن سرحد پر پہنچ جائے گا۔ دوسرا بیاض میں۔ پھر یہ بھاگنا بھی چاہیں گے تو نہ بھاگ سکیں گے“...... میجر رینالڈ نے کہا۔

”فرض کیا کہ یہ درمیان میں ہوں اور انہیں ہمارے بارے میں

اطلاع مل جائے تو یہ کہاں جا سکتے ہیں۔ نقشے میں دیکھ کر بتاؤ“۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”صحرا میں ہی جائیں گے۔ چاہے یہ واپس جائیں چاہے دائیں جائیں یا بائیں اور ہمارے پاس ہیلی کاپٹر ہوں گے۔ ہم ان پر میزائل فائر کر سکتے ہیں اور اس طرح ان کا آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں“۔ میجر رینالڈ نے کہا۔

”دائیں بائیں نخلستان کتنے فاصلے پر ہیں“...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”جناب۔ بائیں طرف دو سو کلومیٹر تک کوئی نخلستان نہیں ہے اور دائیں طرف ایک سو کلومیٹر تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ یہ کہاں جا سکیں گے“...... میجر رینالڈ نے کہا۔

”ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ واقعی پھنس جائیں گے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یس سر۔ پھر ان کے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی چانس باقی نہ رہے گا“...... میجر رینالڈ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے۔ میجر مارٹن اپنے سیکشن کے ساتھ سرحد پر پکٹنگ کرے گا جبکہ تم اپنے سیکشن کے ساتھ بیاض میں اور میں کراز میں تاکہ یہ لوگ کسی صورت بھی نہ نکل سکیں“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ اس نے اپنے آپ کو کراز میں اس لئے رکھنے کی بات سوچی تھی کہ

اس کی عادت تھی کہ وہ براہ راست عمران کے مقابلے پر نہ آتا تھا اور چونکہ اسے یقین تھا کہ میجر رینالڈ ان لوگوں کا بیاض میں ہی خاتمہ کر دے گا اس لئے اس نے اپنے لئے کراز کا انتخاب کیا تھا۔

''یس سر۔ یہ بہترین پلاننگ ہے۔ میں ان لوگوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا''...... میجر رینالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ کرنل ڈیوڈ نے اپنے لئے کراز کا انتخاب کر کے میدان جنگ اس کے لئے کھلا چھوڑ دیا ہے اور یہی بات میجر رینالڈ کو پسند آئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر لے گا اور چونکہ یہ خاتمہ اس کے ہاتھوں ہو گا اس لئے صدر اور اعلیٰ حکام کی نظروں میں اصل ہیرو وہی ہو گا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس کارنامے کا سہرا اپنے سر باندھے گا لیکن اس کے باوجود اسے یقین تھا کہ اصل بات سامنے آ جائے گی۔

''میجر مارٹن کو بلاؤ۔ جلدی۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کراز پہنچ جائیں اور ہم پلاننگ ہی کرتے رہ جائیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر رینالڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سردار ابو عبیدہ کا بیٹا سردار حماد لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا دی تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی ہر وقت طاری رہتی تھی۔ ہ اس وقت عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایک بڑی جیپ ذریت پر چلنے کے لئے خصوصی طور پر بنائی گئی تھی، میں سوار تھا۔ رائیونگ سیٹ پر حارث تھا جو عمران کے ساتھ لابان سے آیا تھا ور سردار حماد اسے بھی پنے ساتھ کراز تک لے آیا تھا۔ حارث کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر سردار حماد اور عقبی سیٹوں پر عمران اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران نے سردار حماد کے ساتھ مل کر ہیوما پہنچنے کا جو راستہ تلاش کیا تھا اس بارے میں عمران کو یقین تھا کہ وہ جی پی فائیو اور فوجیوں کی چیکنگ سے بچ کر ہیوما پہنچ جائیں گے۔ سردار حماد نے اسے یقین دلایا تھا کہ راستے میں کہیں بھی ان کے لئے کوئی رکاوٹ

نہیں آئے گی کیونکہ وہ سرے سے ایلاس میں داخل ہی نہیں ہوں گے اس لئے وہ لابان کی سرحد سے اسرائیل میں داخل ہونے کی بجائے لابان سے شام اور پھر شام سے اسرائیلی سرحدی شہر کراز پہنچیں گے اور کراز سے رخ موڑ کر وہ سیدھے بحیرہ گلیلی کو کراس کر کے ہیوما میں داخل ہو جائیں گے۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی۔ عمران عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گھٹنوں پر نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے کو اس طرح غور سے دیکھا رہا تھا جیسے وہ اسے زبانی یاد کرنا چاہتا ہو۔

''کیا آپ اس راستے سے مطمئن نہیں ہیں''...... اچانک سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے سردار حماد نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں تو مطمئن ہوں لیکن میری چھٹی حس مطمئن نہیں ہو رہی ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح دشمنوں کی جھولیوں میں گرنے کے لئے جا رہے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اس کا یہی حل ہے کہ ہم یہاں سے واپس چلے جائیں اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں''...... سردار حماد نے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ہے سردار حماد۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی محفوظ راستہ نہیں ہے۔ لیکن جن خطرات کی بو میں سونگھ رہا ہوں اس کا

آپ کو احساس ہی نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''کیسے خطرات۔ کچھ وضاحت تو کریں''...... سردار حماد نے اسی طرح ناگوار سے لہجے میں کہا۔ شاید اسے عمران کی باتیں ناگوار گزر رہی تھیں۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم کانترا میں رک جائیں اور آپ کا کوئی آدمی کانترا سے کراز تک چیکنگ کر کے واپس آ کر رپورٹ دے کر راستہ کلیئر ہے یا نہیں''...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن راستہ ظاہر ہے صاف ہو گا۔ وہاں کون ہو گا۔ تمام چیکنگ تو ایلاس میں ہو رہی ہے''...... سردار حماد نے کہا۔

''سردار حماد۔ آپ کو ابھی علم نہیں ہے کہ ہم لوگ کس خطرے سے دوچار ہونے جا رہے ہیں۔ جی پی فائیو اور اس کا انچارج کرنل ڈیوڈ بے حد شاطر آدمی ہے اور پھر اس کے مخبر بھی جگہ جگہ موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس تک ہماری پلاننگ پہنچ چکی ہو اور وہ کراز میں یا کانترا میں یا کراز کے درمیان ہماری گھات لگائے بیٹھا ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے پکٹنگ بحیرہ گلیلی میں کر رکھی ہو''۔ عمران نے کہا۔

''یہ بات تو سو فیصد غلط ہے کہ ہمارا آدمی مخبر ہو سکتا ہے۔ باقی آپ جو کہہ رہے ہیں اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہنا چاہتا''۔

سردار حماد نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔
عمران بھی خاموش ہو گیا۔ جیپ اس وقت شام کے علاقے میں ریت پر سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ کانترا پہنچ گئے۔ یہاں کے ایک سردار یاسر کے ڈیرے پر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ سردار یاسر، سردار حماد کا بے حد قریبی دوست تھا۔

''حارث۔ کیا تم کراز تک جا کر چیکنگ کر سکتے ہو''...... عمران نے حارث سے کہا۔

''کیا مجھے جیپ پر جانا ہو گا''...... حارث نے پوچھا۔

''نہیں۔ اونٹ پر جاؤ۔ اس طرح تم پر شک نہیں کیا جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کالا اونٹ مہیا کر دیجئے۔ میں جیپ سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کراز پہنچ کر اسی تیز رفتاری سے واپس بھی آ جاؤں گا''...... حارث نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سردار حماد۔ کیا یہاں کالا اونٹ مل جائے گا''...... عمران نے ایک طرف بیٹھے ہوئے سردار حماد سے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... سردار حماد نے چونک کر پوچھا۔

''میں حارث کو کراز تک چیکنگ کے لئے بھجوانا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو سردار حماد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب سردار یاسر اندر آیا تو سردار حماد نے اسے

ارث کو کالا اونٹ مہیا کرنے کا کہہ دیا۔

''ٹھیک ہے۔ پیشگی چیکنگ ضروری ہے۔ آؤ حارث۔ میں نہیں اونٹ بھی دلوا دیتا ہوں اور ساتھ ہی کراز میں اپنے دوست ردار ولید کے نام رقعہ بھی دے دیتا ہوں۔ اس طرح اگر چیکنگ بھی رہی ہو گی تو تم پر شک نہیں کیا جا سکے گا''...... سردار یاسر نے ہا اور واپس اندر کی طرف مڑ گیا۔ حارث بھی اس کے پیچھے چلا لیا اور پھر وہ سب کھانا کھانے کے بعد آرام کرنے کے لئے وہیں ٹ گئے۔

''عمران صاحب۔ سردار حماد کا موڈ ٹھیک نہیں ہے''...... صفدر نے آہستہ سے سرگوشی کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

''اس کے موڈ کی خاطر میں اپنے ساتھیوں کو رسک میں نہیں ال سکتا''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ ایسا ہو رہا ہو گا جیسا تم سوچ رہے ''...... جولیا نے کہا۔

''ضروری تو نہیں لیکن ہمیں ہر قدم پھونک کر رکھنا ہو گا''۔ ران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین ھنٹوں کے بعد حارث واپس اندر داخل ہوا تو عمران اور اس کے اتھی چونک کر سیدھے ہو گئے۔ اسی لمحے سردار حماد اور سردار یاسر ل اندر آ گئے۔ وہ دوسرے کمرے میں تھے اور انہیں شاید حارث ا واپسی کی اطلاع مل گئی تھی۔

"کیا رپورٹ ہے حارث"...... سردار حماد نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سردار۔ عمران صاحب کا اندازہ درست نکلا ہے جناب۔ کانترا سے کراز تک جی پی فائیو چیکنگ کر رہی ہے۔ سرحد سے تھوڑا آگے بھی جی پی فائیو گھات لگائے موجود ہے۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں۔ مجھے انہوں نے چیک کیا لیکن سردار یاسر کے رقعہ کی وجہ سے مجھے جانے دیا گیا۔ البتہ مجھ سے سردار عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی لیکن میں نے انہیں بتایا کہ یہاں کوئی اجنبی نہیں آیا۔ پھر آگے درمیانی چھوٹے نخلستان بیاض میں بھی جی پی فائیو کے دو گن شپ ہیلی کاپٹر موجود ہیں اور جی پی فائیو بھی موجود ہے۔ یہاں مجھ سے سختی سے پوچھ گچھ کی گئی۔ اس کے بعد کراز میں باقاعدہ جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ موجود ہے اور وہ سب اس انداز میں وہاں موجود ہیں جیسے انہیں ہمارے راستے کا پہلے سے علم ہو"...... حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار حماد کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے حارث کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ تو بہت برا ہوا سردار عمران۔ آپ اب کیا کریں گے"۔ سردار یاسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو بہرحال مشن مکمل کرنا ہے۔ میری چھٹی حس پہلے ہی سائرن بجا رہی تھی۔ اب آپ بتائیں کہ اس راستے سے ہٹ کر

کوئی راستہ بھی ہے یا نہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے"...... سردار یاسر نے کہا۔

"صفدر اور تنویر۔ تم دونوں حارث کے ساتھ جاؤ اور سرحد کے قریب جو لوگ موجود ہیں انہیں ہلاک کر کے دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر یہاں لے آؤ اور اگر ہو سکے تو ان کے انچارج کو بھی اٹھا کر لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو مسلح ہوں گے"...... سردار حماد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھی آسانی سے یہ سب کچھ کر لیں گے سردار یاسر۔ آپ میرے ساتھیوں کو مخصوص صحرائی لباس اور اونٹ دے دیں۔ حارث ان کے ساتھ جائے گا اور حارث، تم نے صفدر کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... حارث نے جواب دیا۔

"اسلحہ جیپ میں ہے۔ وہ لے لو۔ خیال رکھنا اس کی اطلاع بیاض یا کراز تک نہ پہنچے"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ حارث کو ساتھ لے کر باہر چلے گئے۔

"تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بیاض اور کراز پر اٹیک کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ہم گن شپ ہیلی کاپٹروں میں سرحد کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے ہوئے سیدھے بحیرہ گلیلی پہنچیں گے اور اگر یہ ہیلی کاپٹر راستے میں نہ اڑائے گئے تو ان کے ذریعے ہم ہیوما پہنچ جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”یہاں سے فالتو پٹرول لیا جا سکتا ہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں میں اضافی فیول ٹینک موجود ہوتے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں خاموش ہو گئے۔

کرنل ڈیوڈ کراز کی ایک عمارت میں آفس کے انداز میں سجے
ئے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ٹرانسمیٹر موجود
ا اور وہ بار بار ٹرانسمیٹر کی طرف اس انداز سے دیکھ رہا تھا جیسے
ے یقین ہو کہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج رہی ہے لیکن آواز اسے سنائی
یں دے رہی۔ ادھر میجر مارٹن شام کی سرحد پر اپنے سیکشن سمیت
جود تھا جبکہ میجر رینالڈ بیاض میں تھا لیکن ابھی تک ان میں سے
ی کو بھی کال نہیں آئی تھی حالانکہ اس کے اندازے کے مطابق
ب تک تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو کراز تک پہنچ جانا چاہئے
ا۔ پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا کہ ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس
ے ساتھی رات پڑنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ ویسے اب وہ سوچ
ہا تھا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے۔ اسے کم از کم ایک آدمی کانترا
جوانا چاہئے تھا تاکہ وہاں سے رپورٹیں مل سکتیں۔ لیکن ظاہر ہے

اب اس کا وقت نہیں رہا تھا۔

کبھی اسے خیال آتا کہ عمران تو شیطان ہے۔ نجانے وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بیٹھا رہ جائے اور عمران کسی پراسرار راستے سے ہیوما پہنچ جائے۔ گو ہیوما میں بھی اس کا سیٹ اپ موجود تھا لیکن ظاہر ہے عمران کا مقابلہ تو وہ خود ہی کر سکتا تھا اس لئے وہ بڑی بے چینی سے بار بار ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر طویل انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز یکلخت سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ میجر رینالڈ کالنگ۔ اوور''...... میجر رینالڈ کی متوحش سی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ کیا ہوا۔ کیا مارے گئے ہیں شیطان۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر غضب ہو گیا۔ سرحد کے قریب میجر مارٹن کے سیکشن کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ میجر مارٹن اور اس کے دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر غائب ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے میجر رینالڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ اوور''۔ کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ میرے ایک آدمی نے جو ایک اونچے درخت پر دوربین

سمیت موجود تھا ان گن شپ ہیلی کاپٹروں کو سرحد کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو اس نے مجھے اطلاع دی اور میں حیران رہ گیا۔ میں فوراً اپنے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تو وہاں موجود سب افراد ہلاک ہو چکے تھے اور میجر مارٹن اور دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر غائب تھے۔ اوور''...... میجر رینالڈ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یقیناً یہ کارروائی اس عمران کی ہو گی اور اسے اب ہیلی کاپٹر مل گئے ہیں۔ اب وہ لازماً ان پر ہیوما پہنچے گا۔ تم اپنا سارا سیٹ اپ سمیٹ لو اور فوراً ہیوما سب ہیڈکوارٹر پہنچو۔ میں وہیں پہنچ رہا ہوں۔ جلدی کرو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے ہیلی کاپٹر پر ان کو چیک کروں اور جیسے ہی یہ نظر آئیں انہیں مار گراؤں۔ اوور''...... میجر رینالڈ نے کہا۔

''احمق آدمی۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ تم نے انہیں کیا مارنا ہے۔ وہ تمہیں تمہارے ہیلی کاپٹر سمیت بھسم کر دیں گے۔ وہ ایسے ہی لوگ ہیں اس لئے جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ اوور اینڈ آل''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اٹھ کر دوڑتا ہوا باہر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا خصوصی ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا ہیوما کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہیوما پہنچ کر اس نے سب ہیڈکوارٹر کے

باہر ہیلی کاپٹر اتروایا اور پھر وہ نیچے اتر کر دوڑتا ہوا اپنے سب ہیڈکوارٹر کے آفس میں داخل ہوا جہاں میز پر ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے اس پر میجر رینالڈ کی خصوصی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر کے اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میجر رینالڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد میجر رینالڈ کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو۔ اب تک یہاں ہیوما کیوں نہیں پہنچے۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں نے وہ دونوں ہیلی کاپٹر شام کی سرحد سے نکل کر بحیرہ گلیلی کی طرف جاتے دیکھے ہیں۔ میں ان کا تعاقب کر رہا ہوں اور موقع ملتے ہی میں انہیں آسانی سے ہٹ کر دوں گا۔ اوور"۔ میجر رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر انہیں ہٹ کرنا ہے تو بحیرہ گلیلی سے پہلے ہی ہٹ کر دو ورنہ وہاں وہ بلیک آئی اور اس کا کرنل مائیک موجود ہو گا۔ وہ سارا کریڈٹ اپنے کھاتے میں ڈال لے گا۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... میجر رینالڈ نے کہا۔

"تم نے خصوصی ٹریننگ لی ہوئی ہے یا نہیں۔ اوور"...... کرنل

ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ اور نہ صرف گن شپ پائلٹ کی ٹریننگ لی ہوئی ہے بلکہ میں نے اس نے فیلڈ میں ون آر سی بھی حاصل کیا ہوا ہے۔ اوور"...... میجر رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے باوجود انتہائی ہوشیار رہنا۔ عمران اور اس کے ساتھی مجسم شیطان ہیں۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میجر راجر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ ہیوما سب ہیڈکوارٹر کا انچارج تھا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ ہیوما میں موجود اپنے تمام آدمیوں کو ریڈ الرٹ کر دو اور تم نے بھی ریڈ الرٹ رہنا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ دو گن شپ ہیلی کاپٹروں میں سوار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ہی ہیوما میں داخل ہوں۔ تم نے انہیں ہر صورت میں مار گرانا ہے۔ بغیر اتا پتہ کئے۔ سنا ہے تم نے"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن گن شپ ہیلی کاپٹر تو میجر رینالڈ کے پاس بھی ہیں جناب

اس لئے تصدیق تو ضروری ہو گی جناب''...... میجر راجر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے بغیر اتا پتہ کئے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو مار گرانا ہے اور تم مجھے مشورہ دے رہے ہو۔ نانسنس۔ اگر اس میں میجر رینالڈ بھی مر جاتا ہے تو اسرائیل کو اس کی کوئی پرواہ نہیں لیکن ان شیطان ایجنٹوں کی موت ضروری ہے۔ اگر تم تصدیق کے چکر میں پڑ گئے تو وہ تمہارے سروں پر پہنچ جائیں گے۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں سر''...... دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''اور سنو۔ اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دو گن شپ ہیلی کاپٹروں میں سوار
ام کی سرحد کے اندر اڑتے ہوئے واپس لابان کی سرحد کی طرف
ھے چلے جا رہے تھے۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں میں چونکہ فالتو
دمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے اس کے ساتھی دو
لی کاپٹروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھ صفدر تھا جبکہ
سرے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر تنویر اور اس کے ساتھ جولیا تھی
لہ کیپٹن شکیل عقبی طرف تقریباً ٹھنسا ہوا بیٹھا تھا۔ صفدر اور تنویر نہ
رف دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر لے آئے تھے بلکہ وہ میجر مارٹن کو
لی بے ہوش کر کے ساتھ لے آئے تھے اور پھر میجر مارٹن سے
یں تمام صورت حال کا علم ہو گیا تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ
ل آئی کے کرنل مائیک نے بحیرہ گلیلی کے ساتھ علاقہ سنیلا میں
ڈکوارٹر بنایا ہوا ہے اور وہ وہاں موجود ہے تاکہ جیسے ہی عمران اور

اس کے ساتھی وہاں پہنچیں وہ انہیں ہلاک کر سکے۔ گو میجر مارٹن کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہیوما میں وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں فارمولا موجود ہے لیکن اس نے اپنے طور پر یہ ٹپ دی تھی کہ وہ جی پی فائیو میں شامل ہونے سے پہلے ملٹری کے اس شعبے میں تھا جس کا کام سائنسی لیبارٹریوں کی نگرانی ہوتی تھی اور اسے ریکارڈ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ ہیوما کے علاقے سباط میں لیبارٹری موجود ہے اور عمران کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

اس نے پروگرام یہی بنایا تھا کہ وہ شام کی سرحد کے اندر پرواز کرتا ہوا سرحد کے قریب پہنچ کر اچانک مڑ کر صحرا میں داخل ہو جائے گا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر زیرو فریکونسی پر آن کیا ہوا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں میجر رینالڈ اور کرنل ڈیوڈ کو گن شپ ہیلی کاپٹروں کے بارے میں معلوم ہو گیا تو پھر وہ ان کا تعاقب بھی کر سکتے ہیں اس لئے اس نے زیرو فریکونسی پر اسے آن کر دیا تھا تاکہ اگر کوئی کال ہو تو وہ سن سکے اور پھر اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران اور صفدر دونوں چونک پڑے۔

یہ کال میجر رینالڈ کی تھی جو کرنل ڈیوڈ کو بتا رہا تھا کہ وہ دو گن شپ ہیلی کاپٹروں پر پاکیشیائی ایجنٹوں کا تعاقب کر رہا ہے اور اس نے ون آر سی حاصل کیا ہوا ہے اور انہیں مار گرائے گا۔ چنانچہ عمران سمجھ گیا کہ وہ ان کا باقاعدہ اور ماہرانہ انداز میں تعاقب کر رہا ہے کیونکہ وہ ون آر سی کے بارے میں جانتا تھا۔ یہ اسے دیا جاتا

ہے جو لڑاکا طیاروں کا ماہر ہو لیکن یہ کال سنتے ہی عمران کے چہرے پر تشویش کی بجائے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر دوسرے گن شپ ہیلی کاپٹر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ تنویر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد تنویر کی آواز سنائی دی۔

''ہمارے عقب میں میجر رینالڈ دو گن شپ ہیلی کاپٹروں پر ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔ تم اپنا ہیلی کاپٹر آگے بڑھائے لئے چلو۔ میں یہاں سے شام کی سرحد کی اندرونی طرف بڑھ کر اس کے عقب میں جاؤں گا تاکہ ان دونوں ہیلی کاپٹروں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ پھر ہم صحرا میں داخل ہو جائیں گے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''میں بھی اس لڑائی میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ اوور''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح وہ چونک کر ہوشیار ہو جائیں گے۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے یکلخت ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اس کی رفتار بڑھا دی۔ اب اس کے ہیلی کاپٹر کا رخ شام

کی سرحد کی اندرونی طرف تھا۔

"کہیں شام کی ایئر فورس ہمیں نہ گھیر لے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم زیادہ اندر نہیں جائیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ ایک بار پھر موڑا اور پھر وہ اسے گھما کر ایک بار پھر سرحد کی طرف لے جانے لگا اور اب انہیں دور سے دو گن شپ ہیلی کاپٹر نظر آنے لگ گئے۔ وہ سرحد کے ساتھ ساتھ سیدھے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کی رفتار اور تیز کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس طرح اس نے دونوں ہیلی کاپٹروں کو دیکھ لیا ہے اسی طرح انہوں نے بھی اسے مارک کر لیا ہو گا اور وہ ان کے پوری طرح ہوشیار ہونے سے پہلے ان تک پہنچ جانا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچا وہ دونوں ہیلی کاپٹر ٹرن کی پوزیشن میں آ گئے۔

"ہوشیار رہنا۔ اگر ہم ہٹ ہو گئے تو ہم نے فوراً نیچے کود جانا ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں واقعی گن شپ ہیلی کاپٹروں کی خوفناک فضائی جنگ کا آغاز ہو گیا۔ ایک ہیلی کاپٹر کو تو عمران نے آسانی سے میزائل مار کر ہٹ کر دیا لیکن دوسرے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ واقعی ماہر لڑاکا تھا۔ کئی بار عمران اس کے میزائل سے بال بال بچا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ میجر رینالڈ ہے جو ون آر

ی کا حامل ہے۔ لڑائی ابھی جاری تھی کہ اچانک میجر رینالڈ کے ہیلی کاپٹر کے عقب میں ایک اور گن شپ ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر رینالڈ سنبھلتا آنے والے ہیلی کاپٹر نے بڑے ماہرانہ انداز میں اسے میزائل سے ہٹ کر دیا اور وہ ایک دھماکے سے فضا میں ہی کریش ہو کر نیچے گرتا چلا گیا۔

"اوہ۔ یہ کارروائی تنویر کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میجر اگر ون آر سی تھا تو تنویر ڈبل آر سی ہولڈر ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے جولیا کو اس کے ساتھ بٹھایا تھا تاکہ وہ واقعی ڈبل آر سی ہو جائے"...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سگنل موصول ہوا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ تنویر کالنگ۔ اوور"...... تنویر کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"ویری گڈ تنویر۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے لیکن تم واپس کیوں آ گئے تھے۔ اوور"...... عمران نے بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم اکیلے دو ہیلی کاپٹروں کو نہ گرا سکو گے اس لئے میں واپس آ گیا تھا۔ اوور"...... تنویر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی عقل مندی سے کام لیا ہے اس لئے تو میں نے تمہارے ساتھ جولیا کو بھیجا تھا تاکہ تم عقل مندی کا مظاہرہ کرو اور میرا سکوپ بن جائے۔ اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا سکوپ میری زندگی میں تو نہیں بن سکتا۔ اسے لکھ لو۔ اب بتاؤ کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اوور"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہم نے سیدھا ہیوما پہنچنا ہے لیکن ہیوما کے آثار دیکھتے ہی ہیوما آنے سے پہلے ہیلی کاپٹر ہمیں صحرا میں چھوڑنے ہوں گے ورنہ ہمیں مار گرایا جائے گا۔ اوور"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس کرنل مائیک کا کیا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے عقب میں پہنچ جائے۔ لیکن ہم پیدل کیسے آگے بڑھیں گے۔ اوور"۔ تنویر نے کہا۔

"وہاں ہیوما میں کرنل ڈیوڈ پہنچ چکا ہے اور وہاں اس کا پہلے سے سیٹ اپ ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہاں انہوں نے طیارہ شکن میزائل فٹ کر رکھے ہوں۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب وہ دونوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے آگے پیچھے اڑتے ہوئے تیزی سے براہ راست ہیوما کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

کرنل مائیک علاقہ سنیلا میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔ میجر جیمز بحیرہ گلیلی کے ابتدائی علاقے میں گیا ہوا تھا تاکہ پاکیشیائی ایجنٹ جیسے ہی وہاں پہنچیں وہ ان کا خاتمہ کر سکے لیکن طویل وقت گزر گیا تھا اور ابھی تک کوئی حوصلہ افزا رپورٹ نہیں ملی تھی۔ یہاں ان کے پاس چونکہ وائرلیس فون موجود تھا اس لئے انہیں ٹرانسمیٹر استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اب کرنل مائیک بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یقیناً اسے ساری رپورٹیں غلط ملی ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ ادھر نہیں آئیں گے ورنہ وہ اب تک یہاں پہنچ جاتے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیوما سے کیپٹن جیکسن بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل مائیک بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس کا تو خیال تھا کہ کال میجر جیمز کی طرف سے ہو گی۔ ہیوما

سے آنے والی کال کا تو اسے تصور تک نہ تھا۔

"تم۔ کیسے کال کی ہے"...... کرنل مائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہیوما میں داخل ہو گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مائیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے۔ کس طرح تمہیں معلوم ہوا ہے"...... کرنل مائیک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں نے سرحد کے قریب ایک اونچے درخت پر کراس تھرٹی فٹ کی ہوئی تھی تاکہ صحرا کی طرف سے کوئی ہیوما میں داخل ہو تو مجھے اطلاع مل سکے۔ پھر مجھے کاشن ملا تو میں نے چیک کیا۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹر سرحد سے تقریباً دو کلومیٹر پہلے صحرا میں اتر گئے۔ یہ دونوں ہیلی کاپٹر جی پی فائیو کے تھے۔ میں سمجھا کہ جی پی فائیو کے لوگ آئے ہیں لیکن ان دونوں ہیلی کاپٹروں سے چار مرد اور ایک عورت باہر آئی۔ ان کے پاس بیگ تھے۔ وہ پیدل چلتے ہوئے سرحد کی طرف بڑھتے نظر آئے تو میں چونک پڑا۔ گو یہ سب مقامی تھے لیکن اس عورت کی موجودگی کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ میں نے ان کی چیکنگ کے لئے سیلائٹ گرپ اوپن کر دی اور انہیں اس گرپ میں فیڈ کر دیا۔ یہ لوگ سرحد میں داخل ہو کر آگے بڑھتے ہوئے رہائشی علاقے کاریز میں داخل ہو گئے اور پھر وہ لوگ ایک خالی کوٹھی میں عقبی طرف سے

داخل ہو گئے اور ابھی تک وہیں موجود ہیں۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دوں"...... کیپٹن جیکسن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہیوما میں ہمیں سیٹ اپ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ سیٹ اپ تو ہم نے خفیہ طور پر قائم کیا ہوا ہے اس لئے اگر تم نے کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا تو صدر صاحب الٹا ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور پھر میزائل فائرنگ سے ان کی لاشیں تک جل جائیں گی اور کسی نے ہماری بات پر یقین ہی نہیں کرنا کہ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو مار گرایا ہے اس لئے تم اس کوٹھی پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دو تاکہ یہ بے ہوش پڑے رہیں۔ میں میجر جیمز کے ساتھ پہنچ رہا ہوں۔ پھر ہم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں صدر صاحب کے سامنے رکھ دیں گے"...... کرنل مائیک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن انہیں بے ہوش کرنے کے بعد انہیں ہلاک کر دوں"...... کیپٹن جیکسن نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہم ان سے پوچھ گچھ کریں گے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو اور یہ وہ لوگ نہ ہوں اور اگر ہم نے غلط لوگوں کی لاشیں پاکیشیائی ایجنٹ بنا کر صدر صاحب کے سامنے رکھیں تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ ہمارا کیا انجام ہو گا"...... کرنل مائیک نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم سر''...... دوسری طرف سے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا گیا۔

''جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ ہم پہنچ رہے ہیں۔ بہرحال اس کا کریڈٹ تمہیں ملے گا اور نہ صرف ترقی ملے گی بلکہ انعام بھی ملے گا''...... کرنل مائیک نے شاید اس کے لہجے میں مایوسی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... اس بار دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو کرنل مائیک نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ چیک پوسٹ نمبر الیون''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ نمبر اس چیک پوسٹ کا تھا جو بحیرہ گلیلی پرواقع تھی اور جہاں میجر جیمز بیٹھا ہوا تھا۔

''کرنل مائیک بول رہا ہوں۔ میجر جیمز سے بات کراؤ''۔ کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میجر جیمز بول رہا ہوں سر''...... چند لمحوں بعد میجر جیمز کی آواز سنائی دی۔

''تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی''...... کرنل مائیک نے کہا۔

''سر۔ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ ہم پوری طرح ہوشیار ہیں''۔

میجر جیمز نے کہا۔

''ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار کر رہے ہیں اور وہ لوگ ہیوما پہنچ بھی گئے ہیں''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہیوما پہنچ گئے ہیں۔ کیسے سر''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو کرنل مائیک نے اسے کیپٹن جیکسن کی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ وہ جی پی فائیو کے ہیلی کاپٹر لے اڑے اور ہم یہاں انتظار کرتے رہے۔ اس کا تو مطلب ہے سر کہ جی پی فائیو کو بھی ان کی آمد کا علم تھا اور وہ سرحد کے قریب ہیلی کاپٹروں سمیت پہلے سے موجود تھے''...... میجر جیمز نے کہا۔

''ہاں۔ لازمی بات ہے۔ ورنہ ان کے ہاتھ جی پی فائیو کے ہیلی کاپٹرز کیسے لگ سکتے تھے۔ بہرحال تم فوراً واپس آ جاؤ۔ اب ہم نے ہیوما پہنچنا ہے۔ فوراً آ جاؤ''...... کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد میجر جیمز اندر داخل تہوا۔ اس کے ساتھ ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل مائیک بول رہا ہوں''...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن جیکسن بول رہا ہوں سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور اس گروپ کو بے ہوش کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"کون سی گیس فائر کی ہے تم نے"...... کرنل مائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"فور سکس ایف سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بہتر گھنٹوں سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہیں آ سکتے۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ تم خیال رکھنا۔ جی پی فائیو کے لوگوں کو کسی صورت ان کا علم نہیں ہونا چاہئے"...... کرنل مائیک نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ حکم دیں تو انہیں اس کوٹھی سے اٹھا کر سب ہیڈکوارٹر پہنچا دیا جائے۔ اس طرح یہ مکمل طور پر محفوظ رہیں گے"...... کیپٹن جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بہتر رہے گا۔ ہمارے پہنچنے تک تم یہ کام کر لو"۔ کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میجر۔ قدرت نے ہمارا ساتھ دیا ہے اور کریڈٹ ہمیں مل گیا ہے"...... کرنل مائیک نے سامنے کھڑے میجر جیمز سے کہا تو میجر جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ ہیوما کے سب ہیڈکوارٹر میں بیٹھا میجر رینالڈ کی طرف سے کسی رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ فون کی وجہ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کال میجر رینالڈ کی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ٹرانسمیٹر پر ہی کال کر سکتا تھا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پرانگ بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارے دو ہیلی کاپٹر یہاں سرحد سے دو کلومیٹر اندر صحرا میں موجود ہیں جناب"...... پرانگ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارے دو ہیلی کاپٹر۔ کیا مطلب"۔ کرنل ڈیوڈ نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ مجھے ٹونی نے اطلاع دی ہے کہ صحرا میں ہمارے دو گن شپ ہیلی کاپٹر موجود ہیں تو میں نے خود جا کر چیکنگ کی۔ واقعی وہ ہمارے ہی گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں اور یہ ہیلی کاپٹر میجر مارٹن کے پاس تھے"...... پرانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ شیطان ہیوما میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ویری بیڈ۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر بھجوا کر شام کی سرحد کے قریب صحرا کو چیک کراؤ۔ میجر رینالڈ کے دو ہیلی کاپٹر ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ ان کو چیک کراؤ اور دوسری بات یہ کہ پورے ہیوما میں اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دو۔ ہم نے ایک عورت اور چار مردوں کو ٹریس کرنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا اور پھر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یہ۔ یہ مافوق الفطرت لوگ ہیں۔ یہ انسان نہیں ہیں۔ اب کیا کیا جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایم سنٹر ون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم ڈبل ایکس تھری ایکس مشین سے ہیوما میں موجود لیبارٹری کو ٹریس کرو۔ تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ ہیوما سے باہر صحرا میں چلے گئے تھے اس لئے آپ کو رپورٹ نہیں دی جا سکی۔ میں نے اسے ٹریس کر لیا ہے۔ وہ سباط میں ہے۔ سباط میں جو انڈسٹریل ایریا ہے اس میں ایک فیکٹری ہے جو کاروں کے سپئر پارٹس تیار کرتی ہے۔ اس کے نیچے لیبارٹری ہے جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ لیبارٹری میں جو خاص قسم کی مشینری کام کرتی ہے اسے یہ مشین چیک کر لیتی ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کر دیئے۔

"پرانگ بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے سب ہیڈکوارٹر

انچارج پرانگ کی آواز سنائی دی۔

"میرے احکامات کی تعمیل ہو گئی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے ہیلی کاپٹر بھجوا دیا ہے سر۔ اور ہیوما میں موجود تمام آدمیوں کو الرٹ کر دیا ہے کہ وہ ہیوما میں ایک عورت اور چار مردوں کے گروپ کو ٹریس کریں"...... پرانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے سیکشن کے دس آدمی انڈسٹریل ایریا میں کاروں کے سپیئر پارٹس بنانے والی فیکٹری کی نگرانی پر لگا دو لیکن نگرانی مشینوں کے ذریعے ہونی چاہئے اور اس انداز میں کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے کیونکہ اس فیکٹری کے نیچے لیبارٹری ہے۔ اول تو یہ پاکیشیائی گروپ باہر ہی ٹریس ہو کر مارا جائے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پھر ہم انہیں روک کر ہلاک کر سکیں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرانگ بول رہا ہوں سر۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ نے جسے میں نے سرحد پر بھجوایا تھا، ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی ہے کہ سرحد کے ساتھ ساتھ دونوں گن شپ ہیلی کاپٹروں کے پرزے ریت پر بکھرے پڑے

ہیں۔ میجر رینالڈ کی لاش بھی وہاں موجود ہے اور دوسرے افراد کی لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں جناب"...... پرانگ نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر رینالڈ کا ون آر سی اس کے کام نہیں آیا۔ مجھے پہلے ہی خدشہ تھا۔ بہرحال اب یہاں ان لوگوں سے سب کا اکٹھا انتقام لیا جائے گا۔ تم نے لیبارٹری کی نگرانی کے احکامات دیئے ہیں یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ نگرانی شروع ہو چکی ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیوما زیادہ بڑا علاقہ نہیں ہے اس لئے اس گروپ کو جلد از جلد ٹریس ہو جانا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹریس ہو جائیں گے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"میجر مارٹن بھی ہلاک ہو گیا ہے اور میجر رینالڈ بھی۔ نجانے یہ لوگ کب ہلاک ہوں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور طویل سانس لے کر اس نے کرسی کی پشت سے کمر لگا دی۔ ظاہر ہے اب وہ اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

عمران کے تاریک ذہن میں روشنی نمودار ہونے لگی اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی گئی۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ حرکت نہیں کرسکتا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا ہے جبکہ اس کے ساتھی بھی اس کی طرح کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے موجود ہیں اور سب سے آخر میں موجود صفدر کے قریب ایک آدمی کھڑا تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ وہ صفدر کو انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کے باقی ساتھیوں کے جسموں میں بھی حرکت کے آثار نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت گن شپ ہیلی کاپٹروں پر صحرا کو کراس کر کے ہیوما

کی سرحد پر پہنچ گیا تھا اور پھر سرحد سے دو کلومیٹر پہلے انہوں نے ہیلی کاپٹروں کو صحرا میں ہی اتار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد دو کلومیٹر تک پیدل چل کر وہ ہیوما کے آباد علاقے میں داخل ہوئے۔ صحرا کے قریب ترین ایک رہائشی کالونی تھی جس میں کافی مکانات اور کوٹھیاں زیر تعمیر تھیں۔ ایک کوٹھی کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود تھا۔ چونکہ یہاں اسرائیل میں فرنشڈ کوٹھیاں فروخت کرنے کا رواج تھا اس لئے عمران نے اس کوٹھی کو فوری طور پر ٹھکانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر عقبی طرف سے اندر کود کر تنویر نے عقبی دروازہ اندر سے کھول دیا اور وہ سب اندر پہنچ گئے۔ ابھی وہ سب بیٹھے آئندہ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک باہر سٹک سٹک کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی عمران کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی تو اس نے لاشعوری طور پر سانس روک لیا لیکن سانس روکنے کے باوجود اس کا ذہن اتنی تیزی سے تاریک پڑ گیا کہ جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اب اسے یہاں ہوش آیا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیوار کے ساتھ کرسیوں پر وہ اور اس کے ساتھی بندھے ہوئے موجود تھے۔

"ہم کس کی قید میں ہیں"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو صفدر کو انجکشن لگا کر واپس مڑا تھا۔

"بلیک آئی کی قید میں"...... اس آدمی نے جو لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اس طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا جیسے وہ عمران

کا بڑا گہرا دوست ہو۔

''بلیک آئی۔ بلیک ہونے کے باوجود ہم اسے کیسے نظر آ گئے''۔ عمران نے کہا تو وہ آدمی جو اب مڑ کر عمران کی کرسی کے سامنے پہنچ چکا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم واقعی بہادر آدمی ہو جو ان حالات میں بھی مذاق کر سکتے ہو۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں کیونکہ مرنے سے پہلے یہ سب کچھ جاننے کا تمہیں حق ہے۔ یہ جگہ جہاں تم موجود ہو بلیک آئی کا سب ہیڈکوارٹر ہے۔ میرا نام رچرڈ ہے اور میں اس سب ہیڈکوارٹر کا سیکنڈ انچارج ہوں اور اصل انچارج کیپٹن جیکسن ہے۔ گو یہاں اصل ہولڈ اور سیٹ اپ جی پی فائیو کا ہے لیکن ہم نے بھی یہاں خفیہ طور پر یہ سیٹ اپ کیا ہوا ہے۔ ہم نے سرحد کی طرف ایک اونچے درخت پر کراس آئی فٹ کی ہوئی ہے تاکہ ہمیں بھی ساتھ ساتھ صورت حال معلوم ہوتی رہے۔ بلیک آئی کا چیف کرنل مائیک اور اس کا نمبر ٹو میجر جیمز بحیرہ گلیلی سے ملحقہ علاقہ سنیلا میں تمہارے انتظار میں تھے کہ اچانک کراس آئی کی وجہ سے ہمیں اطلاع ملی کہ دو گن شپ ہیلی کاپٹر سرحد سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر اترے ہیں اور ان میں سے ایک عورت اور چار مرد اتر کر پیدل ہیوما کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہم سمجھ گئے کہ یہ تم لوگ ہو سکتے ہو۔ کیپٹن جیکسن نے سیٹلائٹ گرپ اوپن کر کے تمہیں اس میں فیڈ کر دیا۔ تم کاریز کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے تو کیپٹن

جیکسن نے کرنل مائیک سے بات کر کے تمہیں بے ہوش کیا اور پھر تمہیں وہاں سے اٹھوا کر یہاں پہنچا دیا گیا۔ کرنل مائیک اور میجر جیمز ہیلی کاپٹر پر وہاں سے یہاں پہنچ رہے ہیں کیپٹن جیکسن باہر ان کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ہوش میں لے آؤں''...... رچرڈ نے کرسی پر بیٹھ کر انتہائی اطمینان بھرے انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''بے ہوش کر کے ہمیں ہلاک کیوں نہیں کیا گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''کیپٹن جیکسن تو ایسا ہی چاہتا تھا لیکن کرنل مائیک نے کہا کہ وہ تمہیں چیک کر کے پھر ہلاک کریں گے۔ ویسے یہاں لا کر تمہارے میک اپ واش کئے گئے ہیں لیکن تمہارے میک اپ واش نہیں ہوئے اس لئے بھی کیپٹن جیکسن پریشان ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''کرنل مائیک کی تو ڈیوٹی یہاں لیبارٹریوں کی حفاظت پر لگائی گئی ہے۔ وہ ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے''...... عمران نے کہا تو رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''ہماری ڈیوٹی۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں اور تمہاری یہ بات سن کر اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم میک اپ واش نہ ہونے کے باوجود اصل آدمی ہو''...... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم یہاں کے رہنے والے ہو یا کسی اور علاقے کے''۔ عمران

نے پوچھا۔

"میں یہیں کا ہوں۔ مگر کیوں"...... رچرڈ نے چونک کر کہا۔

"پھر تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہاں لیبارٹری کہاں ہے۔ ویسے مجھے اتنا معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری سباط کے علاقے میں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم واقعی بہت باخبر ہو۔ حیرت ہے کہ کرنل مائیک اور میجر جیمز کے ساتھ ساتھ جی پی فائیو تک کو اس کا علم نہیں ہے اور تمہیں علم ہے۔ حیرت ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"سباط تو کافی بڑا علاقہ ہے۔ تم بتاؤ کہ لیبارٹری ہے کہاں"۔ عمران نے کہا۔

"تم اب معلوم کر کے کیا کرو گے۔ ابھی تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا"...... رچرڈ نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم ایشیائی لوگ بھی عجیب فطرت کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہمیں مرتے وقت یہ اطمینان رہے گا کہ چلو ہم لیبارٹری سے اپنا فارمولا حاصل نہیں کر سکے لیکن اتنا تو ہوا کہ ہم نے لیبارٹری کا سراغ لگا لیا اور تمہیں بتانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیئے کہ بقول تمہارے ہم نے ابھی مر جانا ہے"...... عمران نے کہا تو رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں کیونکہ میں یہاں کا رہنے والا ہوں اور نہ صرف رہنے والا ہوں بلکہ میں اس لیبارٹری کی سیکورٹی

میں بھی شامل رہا ہوں۔ پھر میں نے بلیک آئی جوائن کر لی تھی اس لئے مجھے علم ہے لیکن ایک شرط پر کہ تم کرنل مائیک یا کسی دوسرے کو یہ بات نہیں بتاؤ گے"...... رچرڈ نے کہا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"وعدہ رہا۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ لیبارٹری بساط کے انڈسٹریل ایریا میں ہے۔ وہاں کاروں کے سپیئر پارٹس تیار کرنے والی فیکٹری ہے جس کا نام تھری ایس فیکٹری ہے۔ اس کے نیچے یہ لیبارٹری ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا ہی تھا کہ باہر سے قدموں کی آوازیں ابھریں تو رچرڈ بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا۔ تم نے دیر لگا دی"...... اسی لمحے کھلے دروازے سے یک بھاری جسامت کے آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ س کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لے رہی یں۔

"میں نے انہیں ہوش دلا دیا ہے کیپٹن صاحب"...... رچرڈ نے ؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کی رسیاں چیک کر لی ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ں"...... آنے والے نے کہا جو کیپٹن جیکسن تھا۔

"یس سر"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"او کے۔ کرنل صاحب ابھی پہنچنے والے ہیں۔ تم نے یہاں

ہوشیار رہنا ہے۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو گولیوں سے اڑا
دینا"...... کیپٹن جیکسن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
"یس سر"...... رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے
کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے لی اور
کیپٹن جیکسن کے جانے کے بعد وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ مشین
گن اس نے اپنی گود میں رکھ لی تھی۔
"کیا تم مجھے پانی پلا سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔
"سوری۔ میں اب اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتا"...... رچرڈ
نے اس بار سرد لہجے میں جواب دیا۔
"بکری کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلا دیا جاتا ہے اور تم ایک
انسان کو پیاسا مارنا چاہتے ہو۔ ہم بندھے ہوئے ہیں۔ تم بے شک
رسیاں چیک کر لو"...... عمران نے کہا۔
"اچھا چلو پلوا دیتا ہوں"...... رچرڈ نے کہا اور اٹھ کر وہ مڑا اور
بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے
باہر نکلا عمران کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ
گئے۔ رسیاں ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے باتوں کے
دوران ہی وہ کاٹ چکا تھا لیکن ظاہر ہے رسیاں ہٹانے کے لئے
اسے وقت چاہئے تھا۔ چند لمحوں بعد عمران رسیاں کھول کر آزاد ہو
چکا تھا اور پھر وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ اس نے دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا

دی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اس کی کرسی
دروازے کے سامنے نہیں ہے اس لئے جب تک رچرڈ اندر نہیں
آئے گا اسے خالی کرسی نظر نہیں آئے گی۔ چند لمحوں بعد قدموں کی
آواز ابھری تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد رچرڈ
ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے اندر داخل ہوا۔ مشین گن اس نے
ایک بار پھر کاندھے سے لٹکا لی تھی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا
عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ
رچرڈ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس
کے منہ پر جما ہوا تھا۔ پانی کی بوتل رچرڈ کے ہاتھ سے نکل کر نیچے
جا گری تھی لیکن چونکہ بوتل پلاسٹک کی تھی اس لئے اس کے گرنے
سے کوئی دھماکہ نہ ہوا تھا۔ رچرڈ نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش
کی لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا
کر اس کی گردن کے گرد حائل کیا اور دوسرے لمحے رچرڈ کا جسم
یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی
شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا تھا۔ رچرڈ کا
جسم ڈھیلا پڑتے ہی عمران نے اسے احتیاط سے فرش پر لٹایا اور اس
کے کاندھے سے مشین گن اتار کر اپنے کاندھے سے لٹکائی اور اس
کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی
کرسی کے عقب میں پہنچ کر رسی کی گانٹھ کھول دی اور پھر تیزی سے
ں کی مین رسیاں بھی کھول دیں۔

"باقی ساتھیوں کو کھولو۔ میں باہر اس کیپٹن جیکسن کو دیکھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مشین گن ویسے ہی اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ دروازے کے باہر برآمدہ تھا اور برآمدے سے آگے وسیع صحن تھا جس کے بعد پھاٹک تھا جو بند تھا۔ برآمدے میں ہی ایک کمرے میں سے انسانی آواز سنائی دی۔ یہ بڑبڑاہٹ کی آواز تھی۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کیپٹن جیکسن کی آواز ہو گی اور وہ شاید کرنل مائیک کے دیر سے پہنچنے پر بیٹھا بڑبڑا رہا ہو گا۔

عمارت میں اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس کے باوجود عمران محتاط تھا کیونکہ رچرڈ نے اسے سب ہیڈکوارٹر بتایا تھا۔ دروازے کے قریب رک کر اس نے آہٹ لی تو اسے الماری کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے آگے بڑھ کر اندر جھانکا تو کیپٹن جیکسن سامنے دیوار کے ساتھ موجود ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی بوتل نکال رہا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا اور کیپٹن جیکسن شاید آہٹ سن کر تیزی سے مڑا لیکن اسی لمحے عمران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے کیپٹن جیکسن کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر چیختا ہوا ساتھ پڑی کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمت نیچے جا گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کاندھے سے اتاری اور پھر جیسے ہی کرسی ہٹا

کر کیپٹن جیکسن اٹھا، عمران نے اس کے سینے پر مشین گن کی نال رکھ کر فائر کھول دیا اور کیپٹن جیکسن چیختا ہوا واپس گرا اور تڑپنے لگا۔ لیکن دل میں اتر جانے والے برسٹ نے اسے صرف چند لمحے ہی پھڑکنے کا موقع دیا اور پھر وہ ساکت ہو گیا تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے اس پوری عمارت کا راؤنڈ لگایا لیکن وہاں مزید کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر گیا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ یہ عمارت باقی عمارتوں سے کافی ہٹ کر تھی اور اس کے گرد اور عمارتیں نہیں تھیں۔ عمران واپس مڑا اور اس نے پھاٹک کو اندر سے بند کر دیا اور پھر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن برآمدے میں پہنچ کر وہ بے اختیار اچھل کر ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہو گیا کیونکہ اس کے کانوں میں گن شپ ہیلی کاپٹر کی ہلکی سی آواز پڑی تھی۔ گن شپ ہیلی کاپٹر کی آواز عام ہیلی کاپٹروں سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ اسے ہیلی کاپٹر تو نظر نہ آیا لیکن اس کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر کا ہیولا دور سے آتا دکھائی دینے لگ گیا۔ اس کا رخ اس عمارت کی طرف ہی تھا۔

"عمران صاحب"...... اچانک اسے اپنے عقب میں صفدر کی آواز سنائی دی۔

"وہیں کمرے میں رہو۔ باہر مت آؤ"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور اس نے ہاتھ کو

خصوصی طور پر ستون کی اوٹ میں کیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر خاصا واضح ہو گیا۔ اس کی بلندی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد ہیلی کاپٹر صحن میں اتر گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس میں سے دو آدمی کود کر نیچے اترے۔

''یہاں تو خاموشی ہے میجر۔ کیا مسئلہ ہے''...... ایک آدمی نے کہا۔

''معلوم نہیں سر۔ کیا ہوا ہے''...... دوسرے آدمی نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ اس میں سے ایک بلیک آئی کا کرنل مائیک اور دوسرا اس کا نائب میجر جیمز ہے۔ وہ اب پوری طرح محتاط نظر آنے لگ گئے تھے اور انہوں نے جیبوں سے مشین پسٹل بھی نکال لئے تھے لیکن اسی لمحے عمران نے ستون کی اوٹ سے ہی گن باہر نکالی اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی بڑے محتاط انداز میں برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کرنل مائیک اور میجر جیمز دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ عمران نے ایک اور برسٹ مارا اور یہ دونوں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک بار پھر نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ مشین پسٹل ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اسے خطرہ تھا کہ اندر پائلٹ نہ ہو لیکن جب کوئی آدمی باہر نہ آیا تو اس نے آگے جا کر چیک کیا۔ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا۔ عمران

پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور باہر جھانکا لیکن جب اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اطمینان بھرے انداز میں واپس مڑا۔ اسے خدشہ تھا کہ فائرنگ کی آواز کی وجہ سے کوئی ادھر نہ آ نکلے۔

''صفدر باہر آ جاؤ''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر بھی باہر آ گیا۔

''ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر اندر لے چلو اور تم سب سامنے اور عقبی طرف نگرانی کرو۔ مجھے اس رچرڈ سے پوچھ گچھ کرنی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے اسے رسیوں سے باندھ دیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک کرسی پر رچرڈ رسیوں سے بندھا ہوا موجود تھا۔ اندر جولیا اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے کہا۔

''بلیک آئی کا چیف کرنل مائیک اور اس کا نائب میجر جیمز دونوں ہلاک ہو گئے ہیں''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر اور تنویر ان دونوں کی لاشیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

''انہیں یہاں رکھ دو تاکہ رچرڈ انہیں آسانی سے دیکھ سکے''۔ عمران نے کہا اور اس کی ہدایت کے مطابق صفدر اور تنویر نے کرنل مائیک اور میجر جیمز کی لاشیں اس کے سامنے رکھ دیں۔

"یہاں اسلحے کا سٹور بھی ہے۔ وہاں سے اسلحہ لے لو اور پوری طرح ہوشیار رہو۔ ان کے آدمی بھی آ سکتے ہیں اور جی پی فائیو بھی یہاں ریڈ کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر سائیلنسر لگا اسلحہ مل جائے تو زیادہ آسانی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"چیک کر لو۔ اگر وہ مل جائے تو واقعی زیادہ بہتر ہو گا"۔ عمران نے کہا تو صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر رچرڈ کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹایا اور سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیسے رسیوں سے آزاد ہو گئے۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ کرنل صاحب۔ میجر صاحب۔ یہ سب کیا ہے"۔ رچرڈ نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں اب سامنے پڑی ہوئی کرنل مائیک اور میجر جیمز کی لاشوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم نے چونکہ تعاون کیا ہے رچرڈ اس لئے تمہیں ابھی تک زندہ رکھا گیا ہے ورنہ تمہاری شہ رگ دبا کر تمہیں بے ہوش کرنے کی بجائے زیادہ آسانی سے تمہاری گردن توڑی جا سکتی تھی"۔ عمران

نے خشک لہجے میں کہا۔

"مم۔ مگر تم رسیوں میں بندھے ہوئے تھے۔ پھر تم آزاد کیسے گئے"...... رچرڈ کی سوئی اسی جگہ پر اٹکی ہوئی تھی۔

"میرے ناخنوں میں فولادی بلیڈ نصب ہیں اس لئے رسیاں اٹنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مسئلہ تھا کٹی ہوئی رسیاں ہٹانا اس لئے تمہیں پانی لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پھر یہ دونوں احمق اکیلے ہیلی کاپٹر پر آ گئے اور مارے گئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ پلیز مجھے مت رو۔ میری تو ابھی ایک ماہ پہلے ہی شادی ہوئی ہے"...... رچرڈ نے ہا۔

"پہلی یا دوسری"...... عمران نے کن انکھیوں سے ساتھ بیٹھی جولیا طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پپ۔ پہلی"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ یہ سب ہیڈکوارٹر ہے۔ لیکن یہاں تو ہارے اور کیپٹن جیکسن کے علاوہ اور کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ کیا م نے جھوٹ بولا تھا"...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں نے سچ بولا تھا۔ چونکہ یہاں اعلیٰ حکام نے ی پی فائیو کو سیٹ اپ قائم کرنے کی اجازت دی تھی اس لئے کرنل احب نے یہاں ہم دونوں کو رکھا تھا جبکہ باقی لوگوں کو علیحدہ ایک مارت میں رکھا گیا تھا۔ انہیں وہیں سے احکامات دے کر کام کرایا

جاتا تھا۔ یہاں میں اور کیپٹن جیکسن رہتے تھے“...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو رچرڈ۔ میں تمہیں واقعی زندہ رکھنا چاہتا ہوں لیکن اس کی ایک شرط ہے کہ تم ہمیں اس لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ اور اندرونی حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتا دو۔ تم اس سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ تم نے خود ہی بتایا ہے کہ تم وہاں سیکورٹی میں رہ چکے ہو اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو بغیر کسی توقف کے گولیاں تمہارا سینہ چھلنی کر دیں گی۔ میرے اندر قدرتی صلاحیت موجود ہے کہ میں سچ اور جھوٹ کو فوری پہچان لیتا ہوں اس لئے جیسے ہی تم نے جھوٹ بولا میں ٹریگر دبا دوں گا“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے“...... رچرڈ نے کہا۔

”ہاں۔ وعدہ کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا“...... عمران نے کہا تو رچرڈ نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جب اس نے تفصیل بتا دی تو عمران نے اس سے سوال کرنے شروع کر دیئے جس کے وہ جواب دیتا رہا۔

”لیکن یہ بتا دوں کہ اس کے باوجود تم اندر داخل نہ ہو سکو گے“۔ اچانک رچرڈ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”میرا بھائی جی پی فائیو میں ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے جی پی فائیو کے دس آدمی جن میں میرا بھائی بھی شامل ہے اس لیبارٹری کی نگرانی کے لئے تعینات کر رکھے ہیں اور وہاں انتہائی جدید ترین مشینری بھی نصب کی گئی ہے اور یہ سارے انتظامات اس انداز میں کیئے گئے ہیں کہ وہاں کسی کو بھی نہ وہ آدمی دکھائی دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ مشینری۔ وہاں جانے والا ہر آدمی مسلسل ان کی نگاہوں میں رہے گا“...... رچرڈ نے کہا۔

”پھر تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہاں جی پی فائیو کا سب ہیڈکوارٹر کہاں ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں“...... رچرڈ نے جواب دیا۔

”کہاں ہے۔ تفصیل بتاؤ“...... عمران نے کہا تو رچرڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔

”اس لیبارٹری کا انچارج کون ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر نکلسن“...... رچرڈ نے جواب دیا۔

”اور وہاں کا فون نمبر“...... عمران نے پوچھا تو رچرڈ نے فون نمبر بتا دیا۔

”کیا ڈاکٹر نکلسن کو معلوم ہے کہ کرنل ڈیوڈ یہاں کا انچارج ہے“...... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“...... رچرڈ نے جواب دیا۔

”جی پی فائیو کے سب ہیڈکوارٹر کا فون نمبر کیا ہے“...... عمران

نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میرے بھائی کو معلوم ہو گا۔ میں نے کبھی وہاں فون نہیں کیا''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو دس آدمی لیبارٹری کی نگرانی کر رہے ہیں کیا تمہارا بھائی ان کا انچارج ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ انچارج رابرٹ ہے''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لازماً کرنل ڈیوڈ رابطہ کرتا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... رچرڈ نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑے جا رہے ہیں۔ آؤ جولیا''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میری رسیاں تو کھول دو''...... رچرڈ نے چیخ کر کہا۔

''کوئی نہ کوئی آ جائے گا۔ وہی کھول دے گا''...... عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ باہر برآمدے میں صفدر اور تنویر موجود تھے۔

''تمہارے پاس مشین پسٹل ہو گا''...... عمران نے صفدر سے کہا۔

''ہاں۔ یہاں سے سائیلنسر لگا اسلحہ مل گیا ہے۔ کیوں''۔ صفدر

نے چونک کر کہا۔

''اندر جا کر اس رچرڈ کو آف کر دو۔ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے ہلاک نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا مڑا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''تم نے اس بار تنویر سے نہیں کہا صفدر سے کہا ہے۔ کوئی خاص وجہ''...... جولیا نے کہا۔

''تنویر کے لئے آگے بہت کام ہے۔ اب ہم نے جی پی فائیو کے سب ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''وہاں جانے کی بجائے کیوں نہ لیبارٹری پر ریڈ کیا جائے۔ اس کی تفصیل تو تمہیں معلوم ہو گئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہاں سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ وہ پہلے ہٹانی پڑے گی ورنہ ہم پھنس جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ سن لو کہ میں کرنل ڈیوڈ کو زندہ نہیں چھوڑوں گا''۔ تنویر نے کہا۔

''اسے فوری ہلاک نہیں کرنا۔ اسی سے تو معلوم ہو گا کہ نگرانی کرنے والوں سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ سب ہیڈکوارٹر کے آفس میں بیٹھا انتہائی بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ میجر مارٹن اور میجر رینالڈ دونوں ہلاک ہو چکے تھے۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹر ہیوما کے قریب کھڑے انہیں مل گئے تھے اور اس نے لیبارٹری کی نگرانی کے لئے بھی انتظامات کئے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہیوما میں موجود جی پی فائیو کے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہے تھے لیکن کسی طرف سے بھی کوئی اچھی بری تو ایک طرف، سرے سے کوئی اطلاع ہی نہ آ رہی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا کرنل ڈیوڈ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل ڈیوڈ نے حلق پھاڑ کر بولتے ہوئے کہا۔

''پرانگ بول رہا ہوں باس۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر علاقہ

سنیلا کی طرف سے ہیوما آتے ہوئے چیک کیا گیا ہے اور جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہ ہیلی کاپٹر صحرا کے قریب کاروش علاقے کی ایک عمارت میں اتر گیا ہے''...... پرانگ نے کہا۔

''گن شپ ہیلی کاپٹر۔ یہ کس کا ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر بلیک آئی کا ہے۔ انہوں نے یہاں بھی خفیہ طور پر اڈا بنایا ہوا ہو گا''...... پرانگ نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ علاقہ سنیلا کا نام لیا ہے تم نے۔ اوہ۔ اوہ۔ یقیناً یہ وہی ہو گا کیونکہ بحیرہ گلیلی کی سائیڈ میں علاقہ سنیلا ہے اس لئے وہ ادھر گئے ہوں گے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی وہاں پہنچیں وہ ہم سے پہلے انہیں ہلاک کر دیں اور کریڈٹ لے جائیں۔ ویری بیڈ۔ جا کر معلوم کراؤ۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ تم کنفرم کراؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے آدمی بھیج دیئے ہیں جناب۔ تھوڑی دیر میں اطلاع مل جائے گی''...... پرانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جلدی معلوم کر کے بتاؤ۔ جلدی''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صدر صاحب کو یہاں سے فون کر کے اس

بارے میں بتائے گا۔ اسے یقین تھا کہ صدر صاحب اب اس کا
انتہائی سخت نوٹس لیں گے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی
ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"لیں"...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر تیز لہجے میں کہا۔
"پرانگ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے پرانگ
کی متوحش سی آواز سنائی دی۔
"کیا اطلاع ہے۔ کیا واقعی یہ عمارت بلیک آئی کا اڈا ہے"۔
کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
"لیس سر۔ لیکن جناب۔ وہاں کرنل مائیک، ان کے نمبر ٹو میجر
جیمز اور ایک اور آدمی کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور کوئی آدمی وہاں
نہیں ہے"...... پرانگ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل مائیک کی لاش۔ کیا کہہ رہے
ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
"لیس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ہیلی کاپٹر بھی وہاں موجود
ہے۔ اندر ایک کمرے میں فرش پر کرنل مائیک اور میجر جیمز کی
لاشیں پڑی ہیں جبکہ ایک اور آدمی کی لاش کرسی پر رسیوں سے جکڑی
ہوئی حالت میں ملی ہے"...... پرانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ویری بیڈ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ یہ۔ یہ کام یقیناً اس عمران اور
اس کے ساتھیوں کا ہو گا۔ مجھے خود وہاں جانا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ
نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ تیزی سے
سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔
"اب صدر کو کیا کہا جائے۔ یہ تو بہت برا ہوا"...... کرنل ڈیوڈ
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
سر۔ مجھے کچھ کہا"...... ڈرائیور نے چونک کر کہا۔
"تم کار چلاؤ۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد جیپ
آبادی سے ہٹ کر علیحدہ بنی ہوئی ایک عمارت کے پھاٹک کے
سامنے جا کر رک گئی۔ وہاں ایک آدمی موجود تھا۔ اس نے کرنل
ڈیوڈ کو سلام کیا۔
"تم نے چیکنگ کی ہے یہاں"...... کرنل ڈیوڈ نے جیپ سے
اتر کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"لیس سر"...... اس آدمی نے جواب دیا۔
"آؤ دکھاؤ مجھے۔ کہاں ہیں لاشیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور
پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ چھوٹے پھاٹک سے اندر داخل ہو
گیا۔ ہیلی کاپٹر وہاں موجود تھا اور برآمدے کے قریب خون کے
دھبے بھی فرش پر موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ اس آدمی کی رہنمائی میں
ایک کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ وہاں واقعی
فرش پر کرنل مائیک کی لاش موجود تھی۔ ایک لاش اس کے ساتھ
پڑی ہوئی تھی اور سامنے کرسی پر ایک اور آدمی کی لاش تھی جو ابھی

تک رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔

''یہاں فون ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''یس سر۔ ایک کمرے میں ہے۔ وہاں بھی ایک لاش موجود ہے''۔

اس آدمی نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس آدمی کی رہنمائی میں اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں فون موجود تھا۔ وہاں واقعی میز کے پیچھے ایک لاش موجود تھی۔

''تم باہر جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے اس آدمی سے کہا اور وہ آدمی خاموشی سے باہر چلا گیا تو کرنل ڈیوڈ کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے تل ابیب کا رابطہ نمبر بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ صدر صاحب سے بات کرائیں۔ انہیں ایک اہم اور فوری اطلاع دینی ہے''۔ کرنل

ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ صدر صاحب کے پاس غیر ملکی سفیر موجود ہیں۔ پندرہ منٹ بعد بات ہو سکتی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر منع کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ اچھا۔ میں پندرہ منٹ بعد فون کر لوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر اس نے وہاں موجود آدمی کے ساتھ اس پوری عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ یہاں اسلحے کا سٹور بھی تھا اور ایسی دوسری چیزیں بھی تھیں جن سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ باقاعدہ سب ہیڈکوارٹر ہے۔ کرنل ڈیوڈ واپس اس فون والے کمرے میں آ گیا کیونکہ پندرہ منٹ گزر گئے تھے لیکن ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ۔ مگر۔ مگر''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''کیا آپ آپ لگا رکھی ہے۔ کون ہو تم''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں کیپٹن جیکارڈ بول رہا ہوں جناب۔ میں نے تو کیپٹن جیکسن سے بات کرنا تھی جو یہاں کے انچارج ہیں''...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

''تمہارا تعلق بلیک آئی سے ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم کہاں سے فون کر رہے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''گلیکسی ٹاؤن سے سر۔ یہاں ہمارا ایک اڈا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سنو۔ یہاں کرنل مائیک کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ میجر جیمز اور ایک دوسرے آدمی کی لاشیں بھی ملی ہیں اور یہاں اس فون کرنے والے کمرے میں بھی ایک لاش موجود ہے۔ تم یہاں آ جاؤ۔ میں پریذیڈنٹ صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ پھر میں واپس اپنے سب ہیڈکوارٹر چلا جاؤں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کرنل مائیک ہلاک ہو گئے ہیں''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''جب میں کہہ رہا ہوں تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ صدر صاحب فارغ ہو گئے ہیں یا نہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ فارغ ہیں۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد صدر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیوما سے کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیوما سے۔ اوہ۔ کہیں پھر آپ ناکامی کی خبر تو نہیں سنانا چاہتے''...... صدر نے چونک کر کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ مشن تو ہر لحاظ سے اوکے ہے سر''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''تو پھر کیوں کال کی ہے''...... صدر نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہاں کرنل مائیک کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کرنل مائیک۔ کون کرنل مائیک''۔ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیک آئی کے کرنل مائیک جناب''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''بلیک آئی کے کرنل مائیک کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ہیوما میں۔ کیا مطلب۔ ہیوما میں تو ان کا سیٹ اپ ہی نہیں تھا''...... صدر

تے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں بھی یہی سمجھ رہا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے یہاں خود کریڈٹ لینے کے لئے باقاعدہ اپنا سب ہیڈکوارٹر قائم کیا ہوا ہے اور یہاں گلیکسی ٹاؤن میں بھی ان کا اڈا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیوما میں پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے کرنل مائیک کو ہلاک کر دیا ہے"...... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو یہاں پہنچے ہی نہیں۔ ہم نے تو پورے ہیوما میں مشینی نگرانی کرا رکھی ہے اور پورے ہیوما میں ہمارے آدمی چیکنگ کر رہے ہیں۔ یہاں تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے آدمیوں نے غداری کی ہے اور یہ سانحہ ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہاں اب بلیک آئی کا کوئی آدمی موجود ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر۔ ابھی ان کے دوسرے اڈے سے کسی کیپٹن جیکارڈ کی کال آئی تھی۔ میں نے اسے یہاں بلا لیا ہے۔ وہ پہنچنے ہی والا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اسے حکم دے دیں کہ وہ کرنل مائیک کی لاش بھی بھجوا دے اور تمام واقعہ کی تحقیقات کر کے تفصیلی رپورٹ بھی پریذیڈنٹ ہاؤس

بھجوائے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب ظاہر ہے اسے اس کیپٹن جیکارڈ کا انتظار کرنا تھا۔ اس نے باہر موجود ایک آدمی کو بلایا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے اندر آ کر کہا۔

"یہاں سے لاش اٹھا کر باہر لے جاؤ اور اسے بھی اسی کمرے میں ڈال دو جہاں پہلے لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور پھر باہر جا کر رکو۔ جیسے ہی کیپٹن جیکارڈ آئے اسے فوراً میرے پاس بھیجو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس نے میز کی دوسری طرف فرش پر پڑی ہوئی لاش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ اب کیپٹن جیکارڈ کا انتظار کرنے لگا لیکن کیپٹن جیکارڈ کی آمد ہی نہ ہو رہی تھی۔ وہ اسے صدر کی ہدایات دیئے بغیر واپس بھی نہ جانا چاہتا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ اسے وہاں اپنے سب ہیڈکوارٹر میں بلوائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیپٹن جیکارڈ نے صدر کو رپورٹ بھیجنی ہے۔ اگر اس رپورٹ میں اس نے لکھ دیا کہ وہ اسے ہدایات دیئے بغیر واپس چلا گیا ہے تو صدر صاحب اپنے احکامات کی تعمیل نہ ہونے سے ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔ اسے

اس کیپٹن جیکارڈ کا فون نمبر بھی معلوم نہ تھا اس لئے وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا اور پھر نجانے کتنی دیر بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا اور اس نے سیلوٹ کیا۔

"کیا تم ہو کیپٹن جیکارڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ راستے میں جیپ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ ایک آدمی ہلاک ہو گیا تھا اس لئے وہاں پولیس آ گئی تھی سر۔ بڑی مشکل سے انہوں نے مجھے چھوڑا ہے تو میں یہاں پہنچا ہوں"...... کیپٹن جیکارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری وجہ سے میں یہاں بیٹھا سوکھ رہا ہوں اور تم آ ہی نہیں رہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے پولیس کو بلیک آئی کا کارڈ بھی دکھایا لیکن وہ مان ہی نہیں رہی تھی۔ پھر پولیس آفیسر نے تل ابیب فون کر کے وہاں سے تصدیق کرائی تب میری جان چھوٹی"...... کیپٹن جیکارڈ نے جواب دیا۔

"سنو۔ صدر صاحب کو میں نے فون کر کے یہاں کے بارے میں بتا دیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم یہاں کا چارج سنبھال لو اور اس سارے سانحہ کی تحقیقات کر کے انہیں پریذیڈنٹ ہاؤس رپورٹ دو اور کرنل مائیک کی اور دوسری لاشیں بھی تل ابیب بھجواؤ اور اپنے آدمیوں کو بھی واپس بھجوا دو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن جیکارڈ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ اٹھا اور کمرے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں باہر اس کی جیپ موجود تھی۔ وہاں موجود اپنے آدمی کو بھی اس نے واپس جانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ واپس اپنے سب ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیپ جب سب ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ پر رکی تو ڈرائیور نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا لیکن جب کسی نے گیٹ نہ کھولا تو ڈرائیور نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"نانسنس۔ انہیں کیا ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائیور باہر آیا تو اس کا چہرہ مسخ سا ہو رہا تھا۔

"سر۔ سر۔ اندر تو قتل عام ہوا پڑا ہے جناب"...... ڈرائیور نے جیپ کے قریب آ کر انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا پڑا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اندر سب لوگ ہلاک ہوئے پڑے ہیں۔ لاشیں پڑی ہیں"...... ڈرائیور نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا چھوٹے گیٹ سے اندر داخل ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی حالت بھی دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ وہاں

موجود آٹھ آدمی پرانگ سمیت ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ پرانگ کی لاش بھی فرش پر پڑی تھی اور اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں اور گردن کچلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔ اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔ وہ اپنے آفس میں آ کر کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا تھا جیسے کوئی جواری اپنی آخری پونجی بھی جوئے میں ہار بیٹھتا ہے۔

"یہ۔ یہ اس عمران کی ہی کارستانی ہے۔ پہلے اس نے کرنل مائیک کو ہلاک کیا اور پھر وہ مجھے ہلاک کرنے یہاں آیا۔ جب میں نہیں ملا تو اس نے غصے میں آ کر سب کو ہلاک کر دیا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں بچ گیا۔ اوہ۔ وہ واقعی مجھے ہلاک کرنے آیا تھا۔ اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میں وہاں اس کیپٹن جیکارڈ کے انتظار میں بیٹھا رہا ورنہ یہاں میری لاش بھی پڑی ہوتی"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار قدرے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اپنی زندگی کے محفوظ رہ جانے کا خیال اس کے اعصاب کے لئے بے حد تقویت کا باعث بنا تھا۔ اس کا چہرہ فوری طور پر بحال ہو گیا تھا۔

"مجھے ان کا خاتمہ کرنا چاہئے۔ کسی بھی طرح۔ جس طرح بھی ممکن ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور وہ آدمی اندر داخل ہوا جسے اس نے کرنل مائیک والے سب ہیڈکوارٹر سے یہاں پیدل بھیجا تھا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"کیا ہے۔ کیوں آئے ہو۔ اب کیا بدخبر لے کر آئے ہو۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ یکلخت اس پر اس طرح چڑھ دوڑا جیسے یہاں ہونے والے قتل عام کا ذمہ دار وہی ہو۔ وہ آدمی سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔

"سر۔ سر۔ وہ رابرٹ آیا ہے سر۔ وہ آپ سے فوری ملنا چاہتا ہے سر"...... اس آدمی نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رابرٹ۔ کون رابرٹ"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"پرانگ کا اسسٹنٹ سر"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ بلاؤ اسے"...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ باہر موجود ہے سر"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"بلاؤ اسے۔ فوراً بلاؤ۔ جلدی"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس طرح آفس سے باہر نکلا جیسے اگر اسے ایک منٹ کی بھی دیر ہو گئی تو اس پر کوئی

قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''رابرٹ۔ مگر رابرٹ کی سرکردگی میں تو دس افراد کو پرانگ نے لیبارٹری کی نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ یقیناً رابرٹ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے مار گرایا ہوگا''...... کرنل ڈیوڈ نے خودکلامی کے سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔

''سر۔ مجھے پرانگ اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت پر بے حد افسوس ہوا ہے''...... رابرٹ نے باقاعدہ تعزیت کرتے ہوئے کہا۔

''یہ رسمی باتیں چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھی مرے ہیں کہ نہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی۔ نہیں جناب۔ مجھے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ میں نگرانی ختم کر دوں اور واپس اپنے سیکنڈ اڈے پر ساتھیوں سمیت فوراً چلا جاؤں۔ چنانچہ آپ کے حکم کی فوری تعمیل کرتے ہوئے میں نے نگرانی کی مشینری آف کی اور ساتھیوں کو ساتھ لے کر سیکنڈ اڈے پر چلا گیا۔ میں تو اب یہ مشینری یہاں جمع کرانے آیا تو مجھے پرانگ اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی اطلاع ملی ہے جناب''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو تمہیں کال ہی نہیں کی۔ میں تو یہاں موجود ہی نہ تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مگر سر۔ آپ کی آواز اور لہجہ تو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں سر''...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ وہی شیطان ہوگا وہی عمران۔ اوہ۔ کاش میں یہاں ہوتا۔ اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم ایسا کرو کہ یہاں کا چارج سنبھال لو۔ تم لاشیں تل ابیب بھجواؤ۔ اپنے ساتھیوں کو بھی شہر میں پھیلا دو۔ جلدی کرو۔ اب ان شیطانوں کو ہلاک کرنا ضروری ہوگیا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... رابرٹ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''کچھ بھی ہو۔ اس کو بہرحال لیبارٹری کا تو علم نہ ہوگا اس لئے اب لیبارٹری کی حفاظت کے لئے مزید اقدامات کرنے ہوں گے۔ مجھے ڈاکٹر نکلسن سے بات کرنا ہوگی''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے کال اٹنڈ نہ کی۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ کیا مطلب''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر میز کے کنارے پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی جو اس کے ساتھ کرنل ہائیک والے اڈے پر گیا تھا اندر داخل ہوا۔

''یس سر''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

''مارجر سر''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''جاؤ اور ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ میں نے فوراً جانا ہے۔ جاؤ''۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو مارجر سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔

''سر۔ عقبی طرف کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے''...... مارجر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ کیا مطلب۔ کون لے گیا ہے۔ پائلٹ کہاں ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''پائلٹ کی لاش تو پرانگ کے ساتھ والے کمرے میں پڑی ہوئی ہے جناب۔ ہیلی کاپٹر وہاں موجود نہیں ہے سر''...... مارجر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کی حالت ایک بار پھر دیکھنے والی ہوگئی۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر جیسے گر سا گیا۔

''سر۔ سر۔ ہیلی کاپٹر وہ پاکیشیائی ایجنٹ لے گئے ہوں گے سر''...... مارجر نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چیخ پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم نے لیبارٹری دیکھی ہوئی ہے۔ تم نے دیکھی ہے

بارٹری''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ میں نے تو نہیں دیکھی''...... مارجر نے جواب دیا۔

''رابرٹ کو بلاؤ۔ رابرٹ کو۔ اس نے دیکھی ہوئی ہے۔ بلاؤ ابرٹ کو''...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... مارجر نے کہا اور مڑ کر ایک بار پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ سب کچھ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اب میرا ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب میں ہیلی کاپٹر کو زنجیروں سے باندھ کر رکھنے سے تو رہا''...... کرنل ڈیوڈ خود ہی چیخ چیخ کر بولتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن واقعی ماؤف ہو چکا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔

''رابرٹ۔ میری جیپ لے جاؤ اور جا کر لیبارٹری کو چیک کرو۔ وہاں کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ وہاں سے مجھے فون کرو۔ جاؤ جلدی۔ فوراً۔ جلدی کرو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا تو رابرٹ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ لیا۔ پھر نجانے وہ کتنی دیر تک اسی انداز میں بیٹھا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ گھنٹی کی آواز سن کر اس طرح چونکا جیسے گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔ اس نے پہلے تو اس انداز میں ادھر ادھر دیکھا جیسے

اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں ہے لیکن پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''رابرٹ بول رہا ہوں جناب۔ لیبارٹری سے۔ لیبارٹری کا مین گیٹ کھلا ہوا ملا ہے اور اندر لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جناب۔ آٹھ افراد کی لاشیں۔ جو سب سائنس دان لگتے ہیں جناب۔ تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے جناب''...... رابرٹ کی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کو اچانک یوں محسوس ہوا جیسے رابرٹ کی آواز کسی انتہائی گہرے کنویں سے آ رہی ہو۔ رسیور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

''سر۔ سر''...... رابرٹ کی ہلکی سی آواز اب بھی رسیور سے سنائی دے رہی تھی لیکن کرنل ڈیوڈ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی تمام حسیّں ماؤف ہو کر رہ گئی ہوں۔ وہ بت کی طرح ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں جیسے دور خلاؤں میں دیکھ رہی ہوں۔ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ ایک بار پھر اچھل پڑا۔ کمرے میں رابرٹ داخل ہو رہا تھا۔

''سر۔ سر۔ آپ کی طبیعت خراب ہے سر۔ میں ڈاکٹر کو کال کروں سر''...... رابرٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا رسیور اٹھا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

''جاؤ۔ تم جاؤ۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ سب کچھ۔ اب مجھے کورٹ مارشل سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ جاؤ تم۔ جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اسی لمحے میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور کرنل ڈیوڈ نے جیسے میکانکی انداز میں ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کالنگ ٹو جناب کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو۔ اوور''...... عمران کی شگفتہ سی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔

''تم۔ تم۔ شیطان اعظم۔ تم میرے ہاتھ سے ہر بار بچ نکلتے ہو۔ میں اب قبر تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے بٹن دبا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ دماغ کی رگ پھٹ جاتی ہے۔ میں نے تو تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تمہیں نئی زندگی پر مبارک باد دوں۔ تم اپنے سب ہیڈکوارٹر میں موجود نہیں تھے ورنہ اس بار میرے ساتھیوں نے تمہیں ہلاک کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا تھا اور ہاں۔ ہم اپنا پاکیشیائی فارمولا واپس لے جا رہے ہیں اور تمہارا ہیلی کاپٹر واقعی انتہائی آرام دہ ہے۔ ہم بڑے اطمینان سے لابان پہنچ چکے ہیں۔ ویسے میں نے تمہارا ہیلی کاپٹر سرحد سے کچھ پہلے اتار کر چھوڑ دیا ہے۔ تم وہاں سے اسے

واپس حاصل کر سکتے ہو۔ چونکہ تم میرے ساتھیوں کے ہاتھوں بچ گئے ہو اس لئے میری طرف سے ایک بار پھر نئی زندگی مبارک ہو۔ وہ کیا کہتے ہیں یار زندہ صحبت باقی۔ تب تک گڈ بائی۔ اوور اینڈ آل“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے بے خیالی کے انداز میں ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ اس بار آپ کا دوست قسمت سے بچ گیا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کس کی بات کر رہے ہو“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کی“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں واقعی۔ اس بار سارے ساتھی اسے ہلاک کرنے پر تلے ہوئے تھے لیکن وہ اپنے سب ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اسے پہلے سے اطلاع مل گئی تھی کہ آپ اس کے سب ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنے والے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر ایسا ہوتا تو ہمارا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ اس بار اس کی قسمت اچھی تھی کہ وہ وہاں موجود نہ تھا اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس کی عدم موجودگی میں ہمیں کام آگے بڑھانے اور مشن مکمل کرنے کا موقع مل گیا۔ ویسے مجھے معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے“۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ کو کیسے معلوم تھا۔ جولیا نے تو اپنی رپورٹ میں اس بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہم جب کرنل مائیک کے اڈے سے نکل کر گلیوں میں چھپ کر اس کے سب ہیڈکوارٹر کی طرف جا رہے تھے تو میں نے اس کی جیپ کو گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جدھر سے ہم آ رہے تھے۔ اسے کرنل مائیک کے بارے میں اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ وہاں جا رہا تھا۔ البتہ میں نے احتیاطاً اس کی فوری واپسی کے ڈر سے صفدر کو مین گیٹ پر تعینات کر دیا تھا لیکن شاید وہ وہاں الجھ گیا تھا اس لئے فوری واپس نہ آ سکا اور ہمیں مشن مکمل کرنے کا موقع مل گیا“...... عمران نے کہا۔

”جولیا نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ آپ نے اس کا مخصوص ہیلی کاپٹر وہاں سے اڑایا اور لیبارٹری کے سامنے اتر گئے۔ یہ ٹھیک

ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو سب پہچانتے تھے لیکن کسی نے مداخلت کیوں نہیں کی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کسی میں جرأت ہے کہ وہ کرنل ڈیوڈ کے کاموں میں مداخلت کرے۔ وہ تو اس کی جیپ دیکھ کر ہی اس طرح منہ چھپا کر بھاگتے ہیں جیسے انہیں موت نظر آ گئی ہو“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس بار آپ نے بڑی آسانی سے مشن مکمل کر لیا ہے۔ کہیں بھی آپ کو کوئی رکاوٹ نہیں آئی ورنہ اسرائیل میں مشن اتنی آسانی سے مکمل نہیں ہوا کرتا“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک ٹارگٹ مشن تھا۔ ہمارا ٹارگٹ فکسڈ تھا۔ فارمولے کی واپسی اور پھر یہ فارمولا لابان کی سرحد کے قریبی علاقے میں پہنچایا گیا تھا اس لئے ہمیں تل ابیب جانا ہی نہیں پڑا۔ ہم لابان سے ہی براہ راست ٹارگٹ تک پہنچ گئے تھے لیکن یہ بات غلط ہے کہ مشن آسان تھا۔ وہاں کرنل ڈیوڈ مع جی پی فائیو اور کرنل مائیک بلیک آئی کے آدمیوں سمیت ہمارے شکار کے لئے موجود تھے۔ البتہ واقعات کا رخ اس وقت تبدیل ہو گیا جب تنویر نے اس میجر رینالڈ کا گن شپ ہیلی کاپٹر عقب سے آ کر تباہ کر دیا ورنہ میجر رینالڈ واقعی بے حد ماہر جنگی پائلٹ تھا۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اسے تباہ کر دوں لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس کے بعد

واقعات ہمارے حق میں مسلسل تبدیل ہوتے چلے گئے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویسے میری چھٹی حس کہتی ہے کہ اس بار کرنل ڈیوڈ کو اپنی ناکامی کا خاصا عبرتناک نتیجہ بھگتنا پڑے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ خیال تمہیں کیسے آ گیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس۔ میرا دل کہہ رہا ہے۔ ویسے تو بظاہر کوئی وجہ نہیں ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ مجھے کچھ کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو اسرائیل کا اپنا معاملہ ہے۔ ویسے ضروری نہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہو''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔ اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے قبرص کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر

نے پوچھا۔

''یس''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کافی دیر تک مسلسل نمبر پریس کرتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس نے ہاتھ ہٹایا دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ابو خالد صاحب''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ابو خالد ہی بول رہا ہوں۔ حکم فرمائیے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ نے پہلے بھی اسرائیلی پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والی خفیہ میٹنگ کی کارروائی ہمیں بتائی تھی۔ اب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہیوما میں اسرائیل کی لیبارٹری تباہ ہونے کے بعد جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کیا آپ پریذیڈنٹ ہاؤس سے یہ معلوم کرا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''معلوم کرانے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب۔ مجھے پہلے سے معلوم ہے کہ صدر صاحب نے کرنل ڈیوڈ کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم دے دیا ہے اور اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ دو روز بعد اس کے خلاف کورٹ مارشل کی کارروائی ہو گی اور پھر اسے فائرنگ

اسکوارڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ویسے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ ہیوما میں کارروائی آپ نے کی ہے“...... ابو خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بلیک آئی کا کرنل مائیک جو ہلاک ہو گیا ہے اس بلیک آئی کا کیا ہوا“...... عمران نے پوچھا۔

”یہ ایجنسی ختم کر دی گئی ہے عمران صاحب اور اس ایجنسی کے خاتمے سے ہم فلسطینیوں کو بے حد فائدہ پہنچا ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے۔ اس اطلاع کا بے حد شکریہ“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”لو۔ تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے“...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے دعا کی بات تو نہیں کی تھی۔ مجھے بس احساس ہو رہا تھا۔ آپ نے باقاعدہ کنفرم کرا لیا“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جولیا نے تمہیں جو رپورٹ دی ہے اس میں لکھا ہے کہ میں نے لابان سے کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسمیٹر کال کر کے باقاعدہ اسے کہا تھا کہ یار زندہ صحبت باقی“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ بات تو جولیا نے نہیں لکھی۔ کیا اس کی کوئی خاص اہمیت ہے“...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”اہمیت کے لئے تو یہی کافی ہے کہ میں نے یہ فقرہ کہا تھا“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”لیکن اب آپ کا یہ فقرہ کرنل ڈیوڈ کے کام نہیں آ سکتا“۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں آ سکتا“...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر وہی مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں ابو خالد صاحب۔ کیا آپ کو اسرائیل کے صدر کا وہ فون نمبر معلوم ہے جو ایکریمین سیٹلائٹ سے منسلک ہے اور جس کے ذریعے براہ راست کال کی جا سکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیا آپ کو چاہئے یہ نمبر“...... ابو خالد نے جواب دیا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ شاید ابو خالد نے اپنی فون ڈائری دیکھ کر یہ نمبر بتایا تھا۔

”شکریہ۔ اللہ حافظ“...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے۔ صدر صاحب سے بات کرائیں۔ فوراً۔ ورنہ اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔ فوراً بات کرائیں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی ایک بہت بڑی خوشخبری ملی ہے اور یہ خوشخبری آپ کی وجہ سے ملی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کا شکریہ ادا کر دوں"...... عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسی خوشخبری"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا ہے اور دو روز بعد انہیں فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ یہ ہمارے لئے واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے کیونکہ کرنل ڈیوڈ کا تجربہ اور کارکردگی ہمارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھی اور اب یہ رکاوٹ آپ کی وجہ سے دور ہو رہی ہے۔ اب ہم آئندہ اسرائیل میں مشن مکمل

کرتے ہوئے بڑی آسانی محسوس کریں گے"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل ڈیوڈ تجربہ کار ضرور ہیں لیکن وہ آج تک تمہارے مقابلے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکا اور اس بار تو حد ہو گئی۔ وہ وہاں خود موجود تھا لیکن اس کے باوجود نہ صرف تم نے لیبارٹری تباہ کر دی بلکہ فارمولے کے ساتھ ساتھ اس کا ہیلی کاپٹر بھی لے اڑے اور وہ احمقوں کی طرح منہ دیکھتا رہ گیا"۔ صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر صاحب۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ کرنل ڈیوڈ اگر اپنے سب ہیڈکوارٹر میں موجود ہوتا تو ہم یہ ساری کارروائی کسی صورت بھی نہ کر سکتے تھے اس لئے میں نے کرنل مائیک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا۔ وہ بے چارہ نیا آدمی تھا اس لئے آسانی سے شکار ہو گیا اور پھر کرنل ڈیوڈ کو اس کی اطلاع دے دی۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ وہاں چلا گیا اور ہمیں اس کی عدم موجودگی میں کارروائی کرنے کا موقع مل گیا اور ہمارا مشن بھی اس لئے مکمل ہوا ہے کہ ہم نے اس کے سب ہیڈکوارٹر کے غیر تجربہ کار آدمیوں سے لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں اور یہ بھی سن لیں کہ ہمارا پروگرام اسرائیل کو سزا دینے کا بھی تھا کیونکہ آپ نے ہمارے ملک کا فارمولا چوری کرایا تھا اور اس کے لئے ہم نے ہیوما

میں موجود اسرائیل کی سب سے بڑی آئل ریفائنری کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور یہ کام ہمارے لئے بے حد آسان تھا۔ آپ خود سوچیں کہ اگر یہ آئل ریفائنری تباہ ہو جاتی تو اسرائیل کی معیشت کا کیا حشر ہوتا۔ اسرائیل معاشی طور پر شاید کئی سالوں تک نہ سنبھل سکتا لیکن کرنل ڈیوڈ کی وجہ سے ہمیں یہ فیصلہ بدلنا پڑتا کیونکہ ہم اس کے علم میں واقعات کے آنے سے پہلے ہی لابان پہنچ جانا چاہتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ کرنل ڈیوڈ جیسا تجربہ کار آدمی ہمارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اور چونکہ ہم حق پر ہوتے ہیں اس لئے واقعات و حالات ہمارے حق میں ڈھل جاتے ہیں اس لئے ہم کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن اب کرنل ڈیوڈ والی رکاوٹ بھی آپ ہٹا رہے ہیں اور یہ ہمارے لئے واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے۔ ہماری طرف سے شکریہ قبول کریں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔

''یہ آپ نے کیا کیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے یار زندہ صحبت باقی والے محاورے کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اسرائیل کے صدر صاحب کرنل ڈیوڈ

کے کورٹ مارشل کا حکم واپس لے لیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ تم دیکھنا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ زندہ رہے گا اور یار زندہ صحبت باقی والا محاورہ بھی قائم رہے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ اسرائیلی صدر صرف آپ کی بات سن کر اپنا حکم واپس نہیں لے سکتا۔ کیا کرنل ڈیوڈ کے مرنے کے بعد وہاں لوگوں کا قحط پڑ جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے یہ کوشش کی ہے کیونکہ کرنل ڈیوڈ کے زندہ رہنے سے ہمیں بے شمار آسانیاں ہو جاتی ہیں۔ نیا آدمی تو بہرحال نیا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''آسانیاں۔ مگر آپ تو اسے رکاوٹ کہہ رہے تھے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''اگر میں سرائیل کے صدر کو کہہ دیتا کہ کرنل ڈیوڈ کے زندہ رہنے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آسانی رہتی ہے کیونکہ ہمیں اس کی ذہنی اپروچ، اس کی کارکردگی کا اندازہ اور اس کے بارے میں بہت کچھ پہلے سے معلوم ہوتا ہے اس لئے ہم اس کے مطابق اپنی کارزوائی کو ایڈجسٹ کر لیتے ہیں اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمارے حق میں نکل آتا ہے تو وہ یقیناً اپنے ہاتھوں سے جا کر کرنل ڈیوڈ کو گولیوں سے اڑا دیتے لیکن اب انہیں احساس ہو گا کہ کرنل ڈیوڈ باوجود ہر بار ناکام رہ جانے کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی راہ

میں رکاوٹ ہے تو وہ لازماً اپنا حکم واپس لے لیں گے۔ اسی لئے تو میں نے انہیں آئل ریفائنری والی بات کہہ دی تھی اور اب وہ بیٹھے کانپ رہے ہوں گے کہ اگر واقعی ہم وہ آئل ریفائنری تباہ کر دیتے تو اسرائیل کا کیا حشر ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ویسے اگر آپ اسے تباہ کر سکتے تھے تو تباہ کر ہی دیتے تو زیادہ بہتر تھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم جو کچھ محسوس کر رہے ہو اس سے الٹ اسرائیل کا صدر محسوس کر رہا ہو گا۔ ویسے یہ بات حقیقت ہے کہ اگر ہم وہاں رک جاتے تو پھنس بھی سکتے تھے۔ آئل ریفائنری اتنی آسانی سے تباہ نہیں ہو سکتی جتنی آسانی سے وہ چھوٹی سی لیبارٹری تباہ ہو گئی تھی''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران یہاں ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''نہ بھی ہو تب بھی کان سے پکڑ کر بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''عمران۔ سرداور تم سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

تمہارے فلیٹ پر فون کیا لیکن وہاں سے کال اٹنڈ ہی نہ کی گئی تو انہوں نے مجھے فون کیا کہ میں چیف کو کہہ کر تمہیں ٹریس کر کے ان سے بات کراؤں''...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ بلیک زیرو بھی چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔

''میں نے پوچھا بھی تھا لیکن انہوں نے کہا کہ وہ خود کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے تو بتانے سے وہ ٹال گئے تھے''۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں انہیں فون''...... عمران نے کہا۔

''ویسے ان کے انداز سے مجھے بھی پریشانی ہو رہی ہے۔ تم ان سے بات کر کے مجھے بھی فون کر دینا۔ میں آفس میں ہی ہوں۔ اللہ حافظ''...... سرسلطان نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ سرداور کو فون نہیں کر رہے۔ کوئی خاص بات ہی ہو گی اس لئے وہ بے چین ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران کو رسیور رکھ کر اطمینان سے بیٹھے دیکھ کر کہا۔

''ابھی چیف، عمران کو ٹریس کر رہا ہے۔ جب ٹریس کر لے گا تو پھر عمران کو اطلاع ملے گی اور جب تک عمران ٹریس نہ ہوا اور اسے اطلاع نہ ملے وہ کیسے سرداور کو فون کر سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ شاید فطری طور پر اتنے محتاط ہیں کہ بعض اوقات تو آپ

کی احتیاط پر واقعی حیرت ہوتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''یہ سیٹ اپ جو ہم نے قائم کر رکھا ہے یہ اس قدر نازک ہے کہ اس بارے میں محتاط رہنا پڑتا ہے اور پھر جب مقابلہ عقل مندوں سے ہو اگر میں فوری فون کر دیتا تو ظاہر ہے سرداور جیسے سائنس دان یہ بھی سمجھ سکتے تھے کہ میں ایکسٹو کے پاس بیٹھا ہوا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
''میں تو ان کی بے چینی کی وجہ سے کہہ رہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ان کی بے چینی کی وجہ میں جانتا ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔
''آپ جانتے ہیں۔ کیسے۔ بغیر ان سے بات کئے آپ کیسے جان سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے حقیقتاً حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''کیونکہ اس بے چینی کی اصل وجہ میں ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات''...... بلیک زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔
''جس طرح ایک خوشخبری میں اسرائیل کے صدر کے نوٹس میں لے آیا ہوں اسی طرح ایک خوشخبری میں نے سرداور تک بھی پہنچا دی ہے اس لئے وہ اب بے چین ہو رہے ہیں''...... عمران نے

جواب دیا۔
''کیسی خوشخبری''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
''عمران۔ میں تم سے بات کرنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہا تھا لیکن تم کہیں دستیاب ہی نہیں ہو رہے تھے''...... سرداور نے چونک کر کہا۔
''آپ کی وجہ سے چیف نے پوری ٹیم کو پیچھے لگا دیا اور انہوں نے بھی حد کر دی۔ کنوؤں تک میں بانس ڈلوا دیئے اور آخرکار مجھے کان سے پکڑ کر حکم دیا کہ میں آپ کو فون کروں''...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
''عمران۔ تم اسرائیل سے جو فارمولا واپس لائے ہو اس کے ساتھ ہی ایک اور کاغذ بھی ہے اور اس کاغذ پر جو کچھ موجود ہے اس نے نہ صرف مجھے بلکہ میرے ساتھی سائنس دانوں کو بھی چونکا دیا ہے۔ اس کاغذ پر جو کچھ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

انتہائی جدید ترین لڑاکا طیارے کا فارمولا ہے جس پر کوئی میزائل اثر ہی نہیں کر سکتا تھا۔ اسے عام فیول کی بجائے ایٹمی بیٹری کی مدد سے اڑایا جا سکتا ہے اس لئے یہ طیارہ بغیر رکے ہزاروں میل کا سفر کر سکتا ہے“...... دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

”آپ نے درست سمجھا ہے۔ یہ اسرائیل کے انتہائی خفیہ سپر اے طیارے کی مشینری اور ڈھانچے کا فارمولا ہے اور اسی لئے میں اسے لے آیا تھا تاکہ ہم بھی اس طیارے کو تیار کر سکیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ صرف نوٹس ہوں۔ اصل فارمولا کہاں ہے“۔ سرداور نے کہا۔

”اصل فارمولا تو میں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ہمارے سائنس دان اتنے قابل ہیں کہ انہیں اصل فارمولے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ ان نوٹس سے ہی اصل فارمولا خود تیار کر لیں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ۔ یہ کیا غضب کیا تم نے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف نوٹس کی مدد سے اصل فارمولا تیار کر لیا جائے۔ اب یہ فارمولا تمہیں وہاں سے لازماً حاصل کرنا ہو گا“...... سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ اس میں چیف صاحب کی کنجوسی سب سے بڑی رکاوٹ ہے“...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“...... سرداور نے چونک کر کہا۔

”چیف صاحب انتہائی کنجوس واقع ہوئے ہیں۔ ایک ایک روپے کو دانتوں سے پکڑنے کے عادی ہیں۔ ابھی تک مجھے پاکیشیائی فارمولا واپس لے آنے کا چھوٹا سا چیک بھی نہیں ملا اور آپ دوسرے فارمولے کی بات کر رہے ہیں“...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم اس بات کو چھوڑو۔ میں تمہیں حکومت کی طرف سے جتنا تم کہو گے معاوضہ دلوا دوں گا۔ تم اس کا فارمولا لے آؤ۔ پلیز۔ یہ پاکیشیا کے دفاع کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے“...... سرداور نے کہا۔

”جناب۔ مسئلہ صرف میرا ہی نہیں ہے۔ میں اکیلا تو اسرائیل جا کر یہ مشن مکمل نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے سیکرٹ سروس کی ٹیم کا بھی میرے ساتھ جانا ضروری ہے اور ٹیم چیف صاحب کے حکم پر ہی جا سکتی ہے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ سر سلطان کو کہیں کہ وہ چیف کو کہہ کر مجھے پاکیشیائی فارمولا واپس لانے کا کوئی بڑا چیک دلوا دیں اور دوسرا فارمولا لے آنے کا بھی بڑا سا چیک ایڈوانس دے دیں تو میں حاضر ہوں“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ نہیں تو میں صدر صاحب سے کہوں گا“...... سرداور نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ غضب نہ کیجئے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا غضب"...... سرداور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف صاحب سفارش کے سخت خلاف ہیں اور صدر صاحب نے سفارش کر دینی ہے۔ پھر یہ فارمولا کبھی نہیں آئے گا۔ البتہ سرسلطان واحد آدمی ہیں جن کا کہا وہ مان لیتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سرسلطان سے بات کرتا ہوں۔ مجھے پاکیشیا کے مفاد میں ہر صورت میں یہ فارمولا چاہئے"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیوں فارمولا ساتھ نہیں لے آئے حالانکہ جس انداز میں آپ نے کام کیا ہے ایک کیا دس فارمولے بھی آ سکتے تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور آغا سلیمان پاشا کو کون سنبھالتا۔ اگر میں ایسے ایک مشن میں دو مشن نمٹاتا رہا تو پھر آغا سلیمان پاشا نے مجھے واقعی بھوکا مار دینا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ فارمولا بھی آپ لے آئے ہوں گے۔ لیکن آپ نے سرداور کو صرف ایک صفحہ ہی بھجوایا ہو گا کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ ایسا فارمولا چھوڑ دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں واقعی ایک ہی کاغذ لے آیا ہوں۔ اس پر صرف ولس تھے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران امیدوار بڑا چیک یا عمران محروم چیک۔ کس عمران کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران بیٹے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم جیسا آدمی پاکیشیا کے مفادات کے مقابل چیکوں کی بات کر رہا ہے۔ اگر تمہیں واقعی اتنی ضرورت ہے تو میرا پراویڈنٹ فنڈ اتنا تو ضرور ہو گا کہ تمہاری ضرورت پوری کر سکے اور اگر اس سے بھی زیادہ تمہیں ضرورت ہے تو میں تمہاری آنٹی سے کہہ دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے زیورات تمہیں دینے میں ذرا بھی نہ ہچکچائیں گی"...... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرسلطان کیوں اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔

"آپ واقعی خارجہ پالیسی کے بین الاقوامی ماہر ہیں۔ اب مجھے

معلوم ہوا ہے کہ ساری دنیا کے حکام آپ کی کیوں اس قدر عزت کرتے ہیں۔ بہرحال آپ سرداور کو کہہ دیں کہ آپ نے بڑی منتیں کر کے چیف کو منا لیا ہے اس لئے اب وہ فارمولا بھی آ جائے گا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ شکریہ''...... سرسلطان نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''سرسلطان واقعی انسانی نفسیات کے ماہر ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ بات ہی اس انداز میں کرتے ہیں کہ دوسرے شرمندہ ہو جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اب آپ دوبارہ اسرائیل جائیں گے فارمولا لینے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے نہیں۔ میں اس فارمولے کو اچھی طرح پڑھ آیا ہوں اس لئے وہ میرے ذہن میں ہے۔ میں لائبریری میں بیٹھ کر اسے لکھ لوں گا اور پھر اسے ٹائپ کر کے سرداور کو بھجوا دیا جائے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

''لیکن آپ اسے ساتھ لے آتے۔ اس میں کیا حرج تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہاں بیٹھ کر احکامات دینا دوسری بات ہوتی ہے اور مشن پر

کام کرنا اور بات ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر میں فارمولا لے آتا تو یہ فارمولا اس قدر اہم تھا کہ اسرائیل تو اسرائیل، ایکریمیا کی ایجنسیاں یہاں قیامت برپا کر دیتیں۔ اب فارمولا وہاں موجود ہے اس لئے وہ مطمئن رہیں گے اور ہم بھی طیارہ تیار کر لیں گے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات واضح طور پر ابھر آئے تھے۔

''صرف اطمینان بھرا سانس لینے سے کام نہیں چلے گا۔ جلدی جلدی دو بڑی مالیت کے چیک لکھ کر میرے حوالے کرو تاکہ میں بھی تمہاری طرح اطمینان بھرا طویل سانس لے سکوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''دو چیک کیوں عمران صاحب۔ مشن تو آپ نے ایک مکمل کیا ہے۔ چیک دو کیوں طلب کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ابھی تمہارے سامنے دوسرے مشن کی بات نہیں ہوئی''...... عمران نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

''اس مشن میں نہ آپ کی خدمات حاصل کی گئیں اور نہ ہی یہ کوئی مشن بنتا ہے۔ آپ کو اتفاقاً وہاں فارمولا مل گیا اور بس''۔ بلیک زیرو بھی باقاعدہ بحث پر اتر آیا۔

''کسی طرح بھی ملا۔ ملا تو ہے۔ دو مشن دو چیک''...... عمران

نے اصرار بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بہرحال علیحدہ مشن نہیں بنتا۔ زیادہ سے زیادہ ٹو ان ون بنتا ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹو ان ون۔ چلو ایسا کرو کہ ایک ہی چیک میں ٹو کر دو تاکہ میں بھی اسے ٹو ان ون کہہ سکوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ایک چیک پر ٹو لکھ کر آپ کے حوالے کر دیتا ہوں۔ اب تو آپ خوش ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ صرف ٹو لکھ کر دے دو گے۔ ارے۔ ٹو کے آگے ٹوئنٹی صفریں ڈال دو۔ صفروں کی کوئی قیمت تو نہیں ہوتی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا عہدہ ایکس ٹو ہے اور کوڈ نام بلیک زیرو۔ اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ میں ایک چیک پر ٹو لکھ کر اس سے پہلے ایکس لکھ دوں اور آگے ایک زیرو۔ چلیں اب تو آپ خوش ہیں نا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''کاش میں سر سلطان سے وعدہ نہ کرتا۔ پھر دیکھتا کہ تم کیسے یہ سب کرتے ہو''...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اس کی اداکاری پر بے اختیار ہنس پڑا۔